بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا

(اے نبی کے گھر والو اللہ کا ارادہ ہے کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاک کر دے)

آیت تطہیر

اور

اہل بیت رسولؐ

قرآن، حدیث، مسلک صحابہؓ، سیدنا علیؓ و آل علیؓ کی روشنی میں

مؤلفہ

محمد سلطان نظامی

ناشران

شرکت ادبیہ پنجاب، شاہی محلہ، لاہور

قیمت چار روپے

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

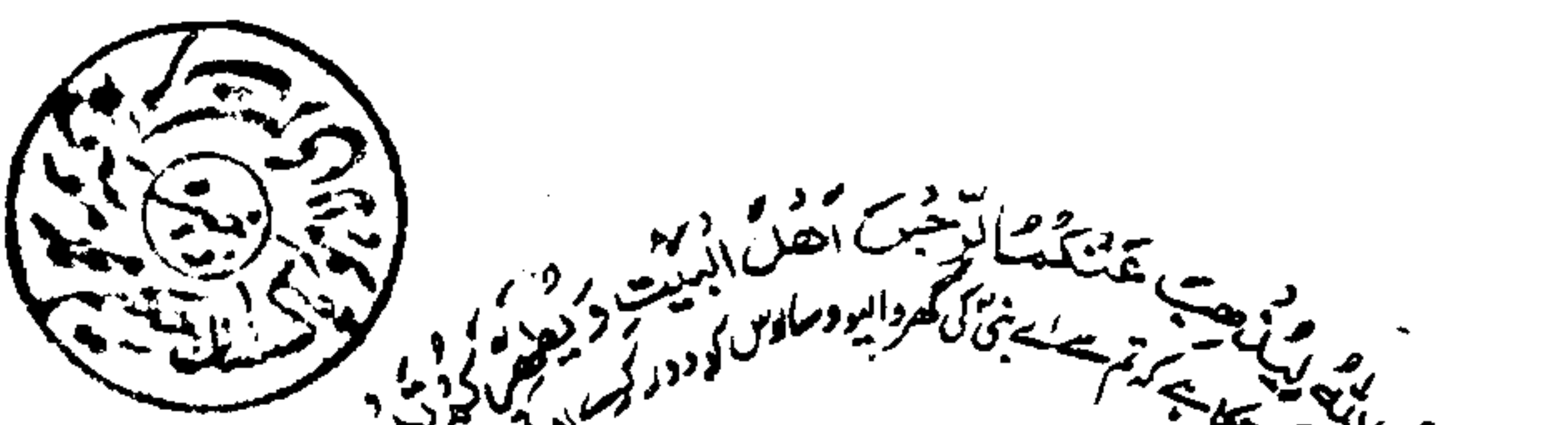
انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (الاحزاب)
اے نبیؐ کی گھر والیو وساوس کو دور کرے اور تمہیں پاک کرکے ستھرا

آیت تطہیر اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن، حدیث، مسلک صحابہؓ، سیدنا علیؓ و اہل بیت علیؑ کی روشنی میں

مؤلفہ

محمد سلطان نظامی

مصنف

توحید، وصی رسول اللہؐ، ملفوظات غوث اعظمؒ، درباری نیولی کے معاہدے اور
تبلیغی خطوط، قصاص سیدنا عثمانؓ و تکمیل بیعت رضوان، اسلام
اہل فارس اور سلمان فارسیؓ

ناشرات:- شرکتِ ادبیہ پنجاب شاہی محلہ لاہور

(ثنائی برقی پریس لاہور)

Marfat.com

شجرۂ نسب نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم مع ازواج مطہرات و اہل بیت رضی اللہ عنہم

3938b

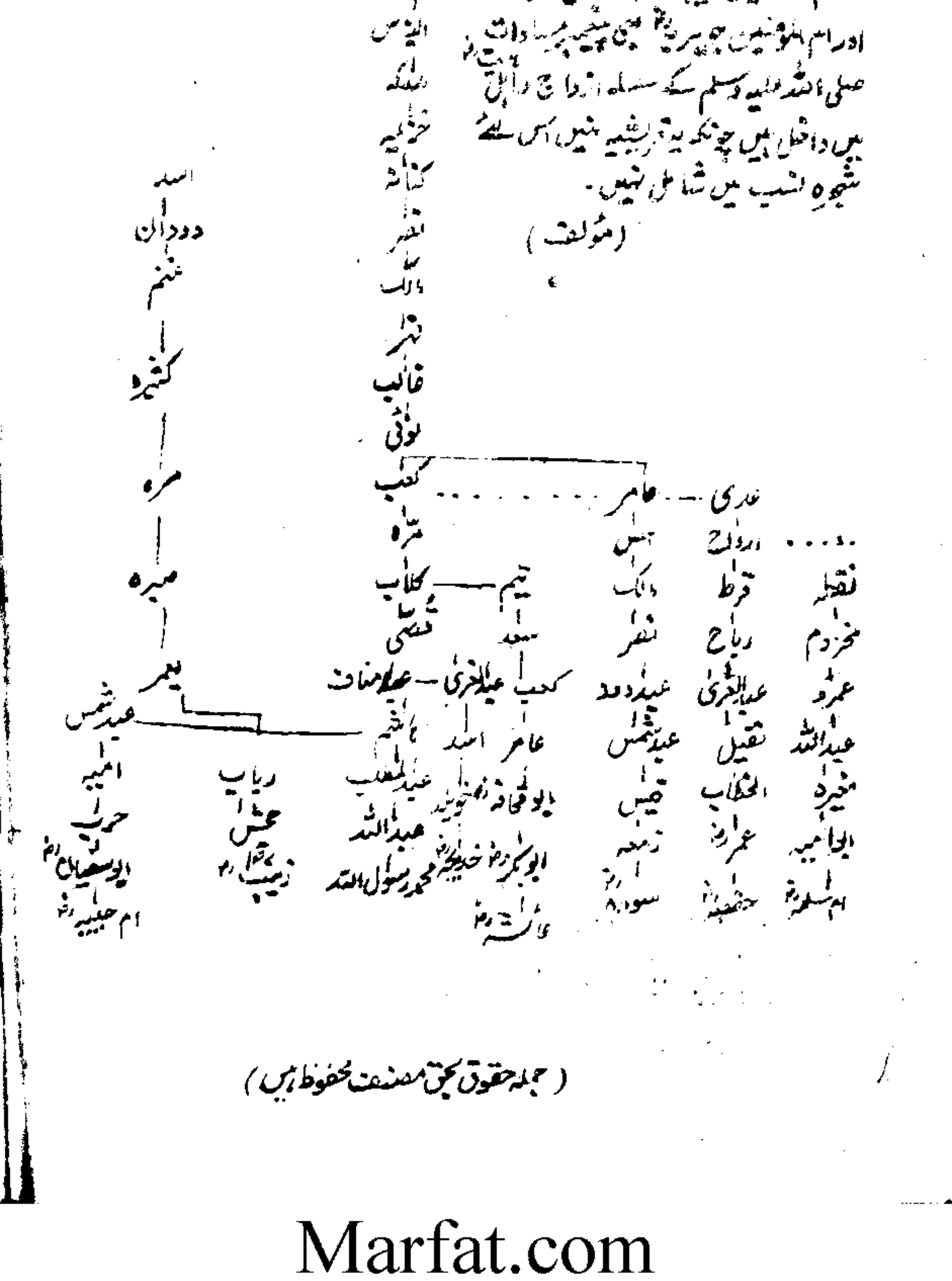

(مؤلف)

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

Marfat.com

ضروری گزارش

یہ کتاب صرف اُن مسلمانوں کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے جو عبداللہ ابن سبا یہودی کو اپنا امام و پیشوا تسلیم نہیں کرتے۔ جس نے محب اہل بیتِ رسولؐ بن کر خود ہی ازواجِ مطہراتؓ رسولِ آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل بیت رسولؐ سے خارج کرکے بغض اہل بیت رسولؐ کا پورا پورا ثبوت دیا۔ قرآن حکیم جیسی لاریب الہامی کتاب کی موجودگی میں "اہل بیت" کی احادیث وضع کرکے مسلمانوں کو اہل بیتؓ قرآنی و اہل بیتؓ حدیثی کے ایسے منطقی چکر میں ڈالا کہ اُمت مسلمہ اہل بیتؓ حدیثی کو اہل بیتؓ قرآنی سمجھنے لگی اور اہل بیت تطہیرؓ کے متعلق رب کائنات نے جو حدود و قیود قائم کئے تھے مسلمان اُن کو بھی بھول گئے۔ صدیاں گزر گئیں مگر مسلمان اہل بیت تطہیرؓ کے متعلق اختلافات نہ مٹا سکے۔ قرآن پاک تو بنی اسرائیل کے اختلافات بیان کرکے کو ہدایت فرماتا ہے۔ لیکن اس اسرائیلی اور اس کی ذریت نے خود مسلمانوں کو اختلافات کا شکار بنا کر انہیں ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا۔ فتنہ آخر کا ارشاد ہے:۔

Marfat.com

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى
بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ
هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ
لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

"یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر وہ باتیں
سناتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے
ہیں۔ اور وہ مومنوں کے لئے ہدایت
اور رحمت ہے"

(النمل :- ۷۶ - ۷۹)

اور بنی اسرائیل کی ذہنیت کو ان الفاظ میں پیش فرماتا ہے :-

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ
كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ
اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُمُ الْحَقُّ ۚ (البقرہ ۱۰۹)

"اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے
بہت چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان
کے بعد تمہیں لوٹا کر کافر بنا دیں اپنے
حسد کی وجہ سے اس کے بعد کہ ان
کے لئے حق کھل گیا۔"

محمد سلطان نظامی عفی عنہٗ

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	اہل بیتؓ رسول (نظم)	
۲	نذرِ عقیدت	۱۹
۳	افتتاح	۲۱
۴	خلیفۃ اللہ کے انتخاب کے موقع پر رب کائنات نے اجماع کرایا	۲۲
۵	خاتم النبیینؐ کے انتخاب پر اجماع انبیاء علیہ السلام	۲۴
۶	جمع القرآن	۳۹
۷	سیدنا فاروق اعظمؓ کے اسلام لانے کا واقعہ بھی اس حقیقت کا شاہد ہے کہ قرآن حکیم لکھا جاتا تھا	۴۱
۸	ترتیبِ نزول و ترتیب جمع	۴۳
۹	صدیق اکبرؓ کا ایمان افروز کارنامہ	۴۷
۱۰	تحریف قرآن حکیم	۵۰
۱۱	تعداد آیات اور حروف قرآن شریف	۵۱
۱۲	تفصیل آیات قرآن شریف	۵۱
۱۳	اوامر و نواہی و حروف وغیرہ	۵۲
۱۴	تحریف شدہ کتاب اور اختلاف	۵۳
۱۵	سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت	۵۴
۱۶	قرآن حکیم کو نبی آخر الزمانؐ نے خود مرتب فرمایا	۵۸
۱۷	محققین شیعہ بھی حنفیت قرآن کے قائل ہیں	۶۱
۱۸	امامیہ کے آئمہ بھی تحریف قرآن کے قائل نہ تھے	۷۷
۱۹	ناسخ و منسوخ	۸۰
۲۰	کیا کلام نبیؐ کلام اللہ کو منسوخ کر سکتا ہے	۸۳
۲۱	قرآن مجید کی تقسیم	۸۵
۲۲	سورہ احزاب اور آیت تطہیر	۹۰
۲۳	اہل بیت تطہیرؓ	۹۴
۲۴	بے مثل نبیؐ	۹۹
۲۵	حضرت عبداللہ کی وفات میں رازِ ربانی	۹۹
۲۶	حضرت آمنہ کی وفات میں رازِ خداوندی	۱۰۰
۲۷	آپؐ کے بیٹوں کی وفات میں مشیت ایزدی	۱۰۱
۲۸	حضور کا سایہ نہ ہونے میں راز	۱۰۴
۲۹	انبیاءؑ اور [illegible]	۱۰۵
۳۰	[illegible] بے مثل نبیؐ	۱۰۷
۳۱	اسلام اور [illegible] نبیؐ	۱۰۷
۳۲	صحابہؓ اور بے مثل نبیؐ	۱۰۸
۳۳	خلیفہ رسول اللہ اور بے مثل نبیؐ	۱۰۹
۳۴	رسول اللہ کے خلفاء اور بے مثل نبیؐ	۱۱۱

Marfat.com

۳۷	داماد رسولؐ اور بے مثل نبیؐ	۱۱۲
۳۸	حضورؐ کے سالے اور بے مثل نبیؐ	۱۱۴
۳۹	حضورؐ کی صاحبزادیاں اور بے مثل نبیؐ	۱۱۴
۳۸	سیدنا علیؓ اور بے مثل نبیؐ	۱۱۵
۳۹	آپؐ کے نواسیاں اور بے مثل نبیؐ	۱۱۷
۴۰	ازواج مطہراتؓ اور بے مثل نبیؐ	۱۱۷
۴۱	آیت تطہیر اور اہلبیتؓ رسولؐ قرآن کی روشنی میں	۱۱۸
۴۲	اہل بیتؓ قرآن	۱۲۵
۴۳	رجس اور اہل بیتؓ رسولؐ	۱۲۶
۴۴	حدود اللہ	۱۲۷
۴۵	آیت تطہیر اور حدود اللہ جن کے بیچ کائنات پابند رہے	۱۲۳
۴۶	آیت تطہیر حدود اللہ اور رب کائنات کا حضور سے	
۴۷	حق طلاق و خلع سلب کرنا	۱۴۵
۴۸	نبیؐ کو جنت الفردوس دنیا ہی میں مرحمت فرما دی گئی	۱۴۶
۴۹	ازواج مطہراتؓ کو آیت تطہیر سے خارج قرار دینا	
۵۰	خود رسول اللہ صلعم کو جنت سے خارج قرار دینا ہے	۱۴۷
۵۱	حدود اللہ اور سفارش	۱۴۸
۵۲	آیت تطہیر حدود اللہ اور سیدنا علیؓ کا مسلک	۱۵۲
۵۳	آیت تطہیر حدود اللہ اور وصیت سیدنا علیؓ	۱۵۹
۵۴	آیت تطہیر حدود اللہ اور سیدنا علیؓ و سیدنا عباسؓ کا صدقات رسولؐ کا مطالبہ	۱۶۴
۵۵	آیت تطہیر حدود اللہ اور مسلک سیدہ فاطمۃ الزہراؓ	۱۷۴
۵۶	آیت تطہیر حدود اللہ اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی وصیت	
۵۷	آیت تطہیر حدود اللہ اور حضرات حسینینؓ کا مسلک	۱۷۸
۵۸	اہلبیت حدیثی حدود اللہ اور غلو	۱۷۹
۵۹	چھ تن پاک	۱۸۱
۶۰	سلمان فارسیؓ اور ایرانی	
	غیر فطری احادیث اور خدا رسولؐ کا فیصلہ	۱۸۵
۶۱	ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کا اعلیٰ مقام اور ترمذیؒ کی الٹ تفسیر	۱۸۶
۶۲	حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ (نظم)	۱۹۲
۶۳	نسبت رسول اللہ اور منصور خلیفہ عباسی کا محمد النفس زکیہ کو جواب	۱۹۵
۶۴	آیت تطہیر حدود اللہ جن کی اہل بیتؓ رسولؐ پابند رہیں	۲۰۱
۶۵	ام المومنین سیدہ حفصہؓ (نظم)	۲۰۶
۶۶	ام المومنین سیدہ جویریہؓ بنت الحارث (نظم)	۲۱۱
۶۸	ام المومنین سیدہ ام حبیبہؓ (نظم)	۲۱۳
۶۵	ام المومنین سیدہ صفیہؓ بنت الحی (نظم)	۲۱۴
۷۰	آیت تطہیر حدود اللہ اور اہل بیت حدیثی	۲۱۶
۷۱	اہل بیت حدیثی اور رسول اللہ صلعم کی دعا	۲۱۹
۷۲	آیت تطہیر حدود اللہ اور وضعی احادیث	
۷۳	چادر تطہیر اور اہل بیتؓ رسولؐ	
۷۴	امہات المومنین کے حجرے (نظم)	
۷۵	اہل بیت تطہیر اور مجدد الف ثانیؒ کا ردیائے صادقہ	
۷۶	سیدنا علیؓ اور اہل بیت علیؓ کے متعلق موضوع احادیث	
۷۷	امہات المومنینؓ فرماتے ہیں پیشگوئی و بشارت ربانی	۲۴۲
۷۸	کیا بیٹا، داماد اور اُمتی امہات المومنینؓ کو طلاق دے سکتا ہے	**
	حضورؐ نے سیدنا علیؓ اور صحابہؓ کو واقعی طلاق کے بارے میں آزادی سے اپنی رائے کے اظہار کی اجازت دی تھی	۲۵۰
	حجۃ الوداع اور اہل بیت تطہیر	۲۵۵

Marfat.com

اہلِ بیتِ رسولؐ

از حضرت[1] مظفر صاحب بیخوانی

وہ خواتینِ مکرّم، یعنی ازواجِ رسولؐ — جن کو بخشا تھا شہِ ابرار نے حسنِ قبول
وہ نوامیسِ حرم، وہ اہلِ بیتِ مصطفیٰؐ — وہ مجسّم خیر و خوبی، وہ سراپا اتقا
وہ مقدس بیبیاں، وہ اُمہاتُ المومنینؓ — وارثِ عزّ و شرف، فخرِ نساء العالمین
وہ مبارک بیٹیاں، حوّاؑ کی عظمت کی دلیل — درخورِ عزّت، سزاوارِ سلام جبرئیلؑ
وہ پیمبرؐ کے امورِ خانہ داری کی امیں — جن سے سیکھا دخترانِ ملت بیضا نے دیں
صالحاتِ نیک طینت، طیباتِ پاک خو — کاملاتِ حسنِ سیرت، حافظاتِ آبرو
محسناتِ نوعِ انساں، مومناتِ ذی وقار — محصناتِ دینِ حق، قانتاتِ حق شعار

---

[1] جناب مظفر صاحب نے رقم فرمایا تھا کہ وہ میری کتاب کا دیباچہ تحریر فرمائیں گے چنانچہ انہوں نے بصد مہربانی یہ نظم بطور دیباچہ مجھے عطا فرمائی علاوہ ازیں اہلبیتِ اطہرؑ کے متعلق کچھ اور ایمان افروز نظمیں بھی مرحمت فرمائی ہیں جن سے کتاب بالا مزین ہے۔ اس کارِ خیر کے لئے میں اُن کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ (مؤلف)

Marfat.com

شکر بر لب، صبر در سینہ، قناعت در نگاہ
وہ حیا پرور، صداقت آفریں، عفت مآب

خوگرِ حسنِ عمل، شائستۂ خلقِ عظیم
بارہا جن سے کیا خلاقِ عالم نے خطاب

حق سے وابستہ جنہوں نے اپنے دامن کر لئے
جلوہ ہائے نبیؐ سے جن کے باطن مستنیر

جن کو دنیا سے خدا نے بے نیازی بخش دی
جن کا اسوہ ہے نمونہ صنفِ نسواں کیلئے

ان کے کاشانوں پہ رحمت اُنکی روحوں پہ سلام

آیۂ تطہیر ہے جن کے تقدس پر گواہ
خاصکر جنکے لئے اُتریں تھیں آیاتِ حجاب

راسخ الایمان، شاکر، مہربان، صابر، حلیم
جن کو ہر نیکی پہ مولا نے دیا دُہرا ثواب

قسمتیں بیدار کر لیں، قلب روشن کر لئے
جن کی مدحیں مطلعِ تھیں آئینہ جنکے ضمیر

عالمِ نسواں میں شانِ امتیازی بخش دی
فرض ہے تعظیم جن کی ہر مسلماں کے لئے

جن کے زوجِ محترم ہوں حضرتِ خیر الانامؐ

کون جنت اُن کے قدموں سے طلب کرتا نہیں
پائے وہ بدبخت! جو اُن کا ادب کرتا نہیں

Marfat.com

آیت تطہیر اور حدود اللہ جن کے بنی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پابند رہے

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ رَّقِيْبًا ۝

(الاحزاب : ۵۲)

"اس کے بعد تیرے (اے نبیؐ) لئے اور عورتیں حلال[1] نہیں اور نہ یہ حلال ہے کہ ان کے بدلے اور بیویاں کرلے[2] اگرچہ تجھے اُن کا حسن پسند بھی آئے سوائے اس کے جس کا تیرا دایاں ہاتھ مالک ہو چکا اور اللہ ہر شے پر نگہبان ہے"

---

[1] ابن عباسؓ، ضحاکؒ، قتادہؒ، ابن زیدؒ اور ابن جریرؒ کے علاوہ لاتعداد علماء نے بیان کیا ہے کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کو اختیار دیا کہ مال و دولت لے کر رخصت ہو جائیں یا فقر و فاقہ میں آپؐ کی رفاقت اختیار کریں تو تمام اہل بیتؓ نے مالِ دنیا کو ٹھکرا کر آپؐ کی رفاقت کو محبوب جانا۔ تو ان کی اس ثابت قدمی، زہد و تقویٰ کا امتحان کرنے کے بعد رب کائنات نے ان کا اکرام کیا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف انہیں طلاق دینے سے روک دیا بلکہ آئندہ اور کسی عورت سے نکاح کرنے سے بھی منع فرما دیا۔ حضرت عکرمہؓ اور حضرت انسؓ

Marfat.com

آیت تطہیر اور حدود اللہ جن کی ازواج مطہراتؓ پیغمبرِ مساوات صلی اللہ علیہ وسلم پابند ہیں

(۱)

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ ط
(الاحزاب: ۶)

"نبیؐ کا مومنوں پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق ہے اور اُس (نبیؐ) کی ازواج اُن کی مائیں ہیں۔"

(بقیہ حاشیہ صـ۹) کا بھی یہی قول ہے اور خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے بھی ثابت فرما دیا کہ انہوں نے اپنی وفات حسرت آیات تک ان ازواج مطہراتؓ میں سے نہ تو کسی کو طلاق دی اور نہ ہی کسی اور عورت سے نکاح کیا۔ ۷ھ کے بعد آپؐ نے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا اس وقت ام المومنین سیدہ ماریہ قبطیہؓ سمیت آپؐ کی دس ازواج مطہرات تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور حیات طیبہ اس حقیقت کے شاہد ہیں کہ آپ حضورؐ اپنی زندگی کے آخری لمحے تک خداوند علیم و خبیر کی قائم کردہ ان حدود و قیود کے پابند رہے۔ (مولف)

۱ھ۔ سبائیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے کہ کسی طرح امہات المومنینؓ کو اہل بیت تطہیرؓ سے خارج کر دیا جائے اور اس کے ثبوت میں وضع روایت بھی پیش کی ہے مگر

من اھل بیتہ نساءہ قال لا وایم — "حضرت زید بن ارقمؓ سے کسی نے سوال کیا

Marfat.com

(۲)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ	اے نبیؐ! اپنی بیبیوں سے کہدے کہ
اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا	اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت
وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ	چاہتی ہو تو آؤ۔ میں تمہیں سامان دوں
وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝	اور تمہیں اچھی طرح سے رخصت کردوں۔

(الاحزاب : ۲۸)

(بقیہ حاشیہ ۱۰) اللہ ان المرأة تکون مع الرجل الدھر من الاحد ثم یطلقھا فترجع الی ابیھا وقومھا اھل بیتھا اصلہ و عصبتہ الذین حرموا الصدقة بعدہ

(مسلم ج ۲ صفحہ ۲۸۰ بحوالہ اثبات پنجتن)

کہ حضورؐ کے اہل بیت کون ہیں؟ حضورؐ کی بیویاں؟ فرمایا نہیں! خدا کی قسم تحقیق عورت مرد کے ساتھ کچھ زمانہ گذارتی ہے پھر طلاق دیتا ہے پس اپنے باپ اور قوم کی طرف رجوع کر جاتی ہے اہل بیت آپ کے اصل اور آپ کے خاندان کے لوگ ہیں۔ جن پر صدقہ حرام ہے۔

حالانکہ مندرجہ بالا احکام خداوندی میں اس وضعی روایت کا منہ توڑ جواب بھی موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم خداوندی سے منع فرما دیا گیا کہ وہ ازواج مطہرات کو کبھی بھی طلاق نہیں دے سکتے اور نہ ہی اب کسی اور عورت سے نکاح کر سکتے ہیں۔ اور ازواج مطہراتؓ کے متعلق فرمایا کہ وہ تمام مومنوں کی مائیں ہیں بعد از وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی مومن ان سے شادی نہیں کر سکتا اور نہ ہی یہ اپنے روحانی بیٹوں

Marfat.com

(۳)

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝
(الاحزاب ۲۹)

"اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والوں کے لئے بڑا اجر تیار کیا ہے"

(بقیہ حاشیہ صـ۱۱) سے تا مرگ شادی کر سکتی ہیں فرمایا

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ ط
(الاحزاب : ۶)

"نبی کا مومنوں پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق ہے اور اس (نبیؐ) کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں"

اور ازواج مطہراتؓ کی تکریم و اکرام کے متعلق فرمایا کہ

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (الاحزاب : ۳۲)

"اے نبیؐ کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو"

جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ۔ یعنی میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔ (احسن الہدایات صـ۱۰۷۱)

اس لئے اس موضوع پر روایت کا کوئی بھی قول امہات المومنینؓ یعنی اہل بیت تطہیرؓ کے متعلق درست نہیں اس لئے کہ نہ اُن کو طلاق ملی اور نہ اب زندگی بھر رسول اللہ صلعم اُن کو طلاق دے سکتے تھے اور نہ وہ والدین کے گھر گئیں اور نہ کسی اور سے شادی کی جبکہ اُنہوں نے خدا کی رضا کے لئے دنیاوی لذات کو خیرباد کہہ دیا تھا اور اُنہیں تو قیامت تک کے لئے امت مسلمہ کی مائیں قرار دیا جا چکا تھا لیکن اس کے برعکس

Marfat.com

(۴۷)

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ (الاحزاب : ۳۰)	"اے نبیؐ کی بیبیو! جو کوئی تم میں سے کھلی بے حیائی کرے گی اُسے دوہرا عذاب دیا جائے گا اور یہ اللہ پر آسان ہے۔"

(بقیہ حاشیہ صـ۱۲) مشہور روایت ہے کہ جب سیدنا علیؓ دشمن اسلام ابوجہل کی لڑکی جویریہ سے شادی کرنے لگے تھے اور خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ پر سوکن لانے لگے تھے اس وقت خاتون جنتؓ کے والد محترم سیدِ مکون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے مطالبہ کیا تھا کہ سیدنا علیؓ اپنے اہل بیت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کو طلاق دے دیں اور جو یہ کہا گیا کہ اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے حالانکہ سیدنا علیؓ اور سیدنا عباسؓ صدقہ رسولؐ کے متولی رہے ہیں اور اس کی آمد و تقسیم پر ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوئے اور عمر بھر سیدنا علیؓ نے سیدنا عباسؓ کو اس صدقہ پر قابض نہ ہونے دیا بلکہ اس صدقہ کا متولی اپنی آل و اولاد کو مقرر فرمایا۔ بخاری شریف پارہ ۱۶ کتاب المغازی میں ہے کہ

عن عروة بن الزبير..... هذه الصدقة بيد علي منها علي عَبَّاسًا فغلبه عليها فكان	"حضرت عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے.... کہ یہ مالِ صدقہ حضرت علیؓ کے قبضے میں رہا انہوں نے حضرت عباسؓ کو اس پر قبضہ

Marfat.com

(۵)

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا
اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا
لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝
(الاحزاب : ۳۱)

اور جو کوئی تم میں سے اللہ اور اس کے
رسول کی فرمانبردار رہے اور اچھے عمل کرے
ہم اس کا اجر اسے دو چند دیں گے
اور ہم نے اس کے لئے عزت والا رزق
تیار کیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳)

بید حسن علیؓ ثم بید حسین
بن علیؓ ثم بید علی بن حسین
وحسن بن حسن کلاهما
کانا یتدا ولانها ثم
بید زید بن حسن وهی
صدقة رسول الله صلی
الله وسلم حقاً۔

نہ کرنے دیا پھر حضرت علیؓ کے بعد
حسن بن علیؓ کے قبضے میں رہا
پھر حسین بن علیؓ کے پھر علی (زین
العابدین) بن حسینؓ پھر حسن
(حسن مثنیٰ) بن حسنؓ دونوں کے
قبضے میں رہا اور دونوں باری باری
اس کا انتظام کرتے رہے پھر زید بن
حسنؓ کے پاس رہا۔ اور ہر شخص کے
پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ صدقہ اسی طریق سے رہا"
(مؤلف)

Marfat.com

(۶)

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ	اے نبیؐ کی بیبیو! تم اور عورتوں کی
مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ	طرح نہیں ہو۔ اگر تم تقویٰ اختیار
فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ	کرو سو نرم آواز میں بات نہ کرو
فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ	ایسا نہ ہو کہ وہ جس کے دل میں بیماری
مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا	ہے طمع کرے اور نیکی کی بات کہو۔

(الاحزاب : ۳۲)

لہ اور جن کے دل میں بیماری ہے اُن کی تشریح رب العزت اِن الفاظ میں فرماتا ہے

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ	"منافق اور وہ جن کے دلوں میں بیماری
وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ	ہے اور مدینہ میں بری خبریں اڑانے والے
مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي	باز نہ آئے تو ہم تجھے ان کے خلاف اٹھائیں
الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ	گے پھر وہ اس شہر مدینہ میں تیرے
ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ	ہمسایہ رہنے نہ پائیں گے مگر تھوڑا
اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ	پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں جائیں گے
اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا	پکڑے جائیں گے اور قتل کئے جائیں گے
تَقْتِيْلًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ	اللہ کا قانون پہلوں کے ساتھ بھی یہی
فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ	تھا اور تو خدا کے قانون میں کوئی تبدیلی
وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝	نہ پائے گا۔"

(الاحزاب ۶۱ : ۶۲)

Marfat.com

۱۷

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ

(الاحزاب ، ۳۲)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور پہلی جاہلیت کی طرح بناؤ سنگار نہ کرتی پھرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

(بقیہ حاشیہ صـ۱۵) یہاں رب کائنات نے اپنے واضح قانون کو پیش کیا ہے جو ان کے متعلق ہے جن کے دلوں میں بیماری تھی۔ اس میں ذیل کی شرائط اور حدود و قیود ہیں

(۱) مدینہ میں بُری خبریں پھیلانا

(۲) اُنہیں نبیؐ کی مجاورت نصیب نہ ہوگی مگر تھوڑا عرصہ

(۳) اُن پر لوگ ملامت کریں گے۔

(۴) وہ جہاں کہیں جائیں گے پکڑے جائیں گے اور قتل ہوں گے۔

اب رب کائنات کے اس بیّن منشور کے شرائط پر ازواج مطہراتؓ کو پرکھیں اور آپ کو معلوم ہوگا کہ نہ صرف ازواج مطہراتؓ بلکہ سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا عثمانؓ حسن کے متعلق سبائی یہ پراپیگنڈا کرتے ہیں کہ ان بزرگوں کے دل میں بیماری تھی کسی ایک پر بھی خدا کی یہ آیات اور قانون کی شرائط چسپاں نہیں ہوتیں پس ثابت ہوا کہ یہ سب مخلص مسلمان جانثارانِ پیغمبر کائنات صلعم اور پرستاران خدائے احد و واحد تھے اور رب کائنات کے اس کلیہ میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں امت مسلمہ کو دعوتِ عام ہے کہ امہات المومنین صحابہؓ اور صحابیاتؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان و عمل کو اس کلیہ کی شرائط پر پرکھیں اور فیصلہ خود کریں (مؤلف)

Marfat.com

حدود اللہ کی پابندی اور بجا آوری کے صلے میں
ربِّ کائنات کا انعام و اکرام

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝

(الاحزاب : ۳۳)

"اللہ تو یہ ارادہ کر چکا ہے کہ تم سے اے نبیؐ کی گھر والیو! دھبوں کو دور کر دے، اور تمہیں بالکل پاک و صاف کر دے۔"

آیت تطہیر اور حدود اللہ جن کے صحابہ پابند رہے

(۱)

اَلنَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ط

(الاحزاب : ۶)

"نبیؐ مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔"

۱؎ آپ نے خود فرمایا

مَنْ انس لابیہ من احدکم "حضرت انس بن سے جانتے

Marfat.com

(۳)

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ط اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا[1]

(الاحزاب، ۵۳)

" اور تمہیں مناسب نہیں کہ اللہ کے رسول کو ایذا دو اور نہ یہ کہ اس کی بیبیوں سے اس کے بعد کبھی نکاح کرو، یہ بات اللہ کے نزدیک بہت بُری ہے "

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) حتّٰی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

(بخاری ومسلم بحوالہ مشارق الانوار صفحہ ۱۴۴)

کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں پورا ایمان دار ہونے کا تم میں سے جب تک میں اس کے نزدیک زیادہ تر دوست نہ ہو جاؤں اس کے باپ اور اولاد اور سب آدمیوں سے "

[1] صحابہ رضا تمام زندگی ان حدود کے پابند رہے۔ (مؤلف)

Marfat.com

نذرِ عقیدت

حقیر پیش کش بارگاہ امہات المومنین رضہ ازواجِ مطہرات رضہ و اہلِ بیتِ تطہیر رضہ پیغمبرِ مساوات صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور جن کے تقوٰے وتطہیر سے راضی ہوکر رب العزت نے انھیں پاک و مطہر فرمایا، اور ان پر اپنے روحانی فیوض و انعامات کی چادرِ تطہیر کا سایہ فرمایا، جو پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چادرِ تطہیر میں داخل ہوکر تا زندگی باعزت و باوقار رہیں۔ جنھوں نے اس چادرِ تطہیر کے فیوض و انعامات کی خاطر دنیاوی مال و دولت و لذاتِ دنیوی کو خیر باد کہہ کر رضائے الٰہی و خوشنودیٔ پیغمبر آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم کو مقدم و افضل سمجھا۔ جن کی چادرِ تطہیر میں وحی کا نزول ہوا۔ اور قرآن پاک جیسا لاریب کلام نازل ہوتا رہا۔ ہماری ان روحانی ماؤں نے ہمارے روحانی باپ حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس چادرِ تطہیر کو تا مرگ کبھی غیر مطہر نہ ہونے دیا اور قیامت تک کل اُمتِ مسلمہ کو موقع بخشا کہ وہ نجیب الطرفین ہونے پر فخر کرے۔ اور جس طرح امہات المومنین رضہ نے مرتے دم تک اپنے کردار اور نیک سیرت سے اس چادرِ تطہیر کو ہر قسم کے عیب سے پاک اور محفوظ رکھا، تمام اہلِ اسلام کا فرض

Marfat.com

اور مومن[1] کہلانے والوں کا خصوصاً یہ حق ہے کہ اپنی زبان اور قلم سے
ان کی چادرِ تطہیر کو ہر داغ سے پاک رکھیں، نیک اعلاد کا یہی حق ہے
ایک حقیر گنہگار فرزند کا یہ نذرانہ قبول ہو،

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

احقر

محمد سلطان نظامی

---

[1] اس لیے کہ ازواجِ مطہراتِ صلی اللہ علیہ وسلم کو امہاتُ المومنین کہا گیا ہے، یعنی مومنوں کی مائیں۔ (مؤلف)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِفتتاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ
اصْطَفَی النَّبِیُّ مَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ
وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّہٰتُہُمْ ط

ایک محقق جب تاریخ اسلام کی ورق گردانی کرتا ہے تو دشمن اسلام عبداللہ بن سبا یہودی کے علم و فراست اور تدبر کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا جس نے اسلام کی مرکزیت اور اخوت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے مردم شناسی اور موقع شناسی کا پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اموی صحابی اور داماد سیدنا عثمان ذوالنورین رضی کے دور راشدہ میں خروج کیا، ایک طرف تو ان کی سخت مخالفت کی اور انھیں غاصب قرار دے کر لوگوں کو ان کے خلاف بھڑکایا، اور دوسری طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہاشمی صحابی اور داماد سیدنا علی رضی کی مدح سرائی کی، ان کو

Marfat.com

خلافت کا اصلی وارث اور حق دار ثابت کرنے کے لئے نہ صرف سیدنا عثمان ذوالنورین رضؓ کو غاصبِ خلافت قرار دیا، بلکہ حضرات شیخین سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ اور سیدنا عمر فاروق کو بھی غاصب قرار دیا۔ جنھوں نے بعد از وفات پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ دینِ حق کے فریضہ کو عملی جامہ پہنایا۔ اور ایران و مصر و روما تک پرچمِ اسلام لہرایا۔ اور اس منافق نے سقیفہ بنی ساعدہ کے اجماع اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے خلیفۃ الرسول منتخب ہونے کو غصب خلافت سیدنا علی رضؓ قرار دیا۔ حالانکہ اجماع سقیفہ بنی ساعدہ قرآنِ حکیم کی تعلیم کے عین مطابق ہوا۔

خلیفۃ اللہ کے انتخاب کے موقعہ پر ربِ کائنات نے اجماع کرایا

عبداللہ بن سبا نے اس امر کو ثابت ہوا دی کہ سیدنا علی رضؓ تو خلیفہ بلافصل ہیں، اس لئے اجماع اور شوریٰ غیر قانونی تھے حالانکہ اسلام دینِ فطرت ہے، کائنات کا فتہ فتہ اس دین میں داخل ہے اور یہ کارخانہ قدرت اور دینِ فطرت بلا فصل نہیں۔ آدم علیہ السلام جن کو رب کائنات نے مخلوق فرما کر ان کو اسماء الحسنیٰ سکھائے اور جب ان کو زمین پر خلیفۃ اللہ مقرر فرمانے کا ارادہ کیا فرمایا ۔ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (البقرہ) "اور جب تیرے رب نے فرشتوں کو کہا کہ میں زمین ایک خلیفہ بنانے والا ہوں" باوجودیکہ وہ قادرِ مطلق ہے۔ ذرہ ذرہ اس کے حکم و فرمان کا

3938

Marfat.com

تابع ہے، اس قادرِ مطلق کو توکلی اختیار تھا کہ آدمؑ کو بغیر کسی اجماع یا شوریٰ کے خلیفۃ اللہ مقرر فرما دیتا مگر اس ربِ کائنات نے بھی مجلسِ شوریٰ بلائی اور اجماع سے خلیفۃ اللہ کا انتخاب ہوا۔ فرمایا :-

"إِذْ قَالَ رَبُّكَ	"جب میرے رب نے
لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌۢ بَشَرًا	فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک
مِّن طِينٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ	بشر پیدا کرنے والا ہوں، جب
وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي	میں اس کی تکمیل کر دوں اور اپنی
فَقَعُوا لَهُۥ سَٰجِدِينَ ۝	روح اس میں پھونکوں تو اس
فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ	کے لئے فرماں برداری کرتے
أَجْمَعُونَ ۝	ہوئے جھک جاؤ تو سب نے
(ص ۷۱ تا ۷۳)	اس پر اجماع کیا"۔

آدمؑ کی قربتِ خداوندی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسے خصوصی طور سے خلق کیا، اس میں اپنی روح پھونکی۔ لیکن اسے قرآن میں کہیں بھی خلیفہ بلا فصل قرار نہیں دیا۔ اسے زمین پر خلیفۃ اللہ منتخب کرنے کے لئے فرشتوں کا اجماع کرایا۔ اور آدم کا نام بطور خلیفۃ اللہ پیش کیا اور فرشتوں نے اجماع سے اس کی بیعت کی۔ اسی لئے خلیفۃ اللہ چنا۔ اور اس اجماع کا ذکر "اجمعون" میں صاف طور پر فرما دیا کہ آئندہ زمین پر جب کبھی بھی کوئی میرے خلیفے کا خلیفہ چنے تو "اجماع" سے چنے۔ بصورتِ دیگر انتخاب خلافِ فطرت اور

Marfat.com

خلافِ قانونِ الٰہی ہوگا۔

خاتم النبیینؐ کے انتخاب پر اجماعِ انبیاءؑ

اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے اس لئے اس کا نظام بلا فصل نہیں، یہ نظامِ شمسی اور دیگر نظامِ عالم جن میں کائنات کا ذرہ ذرہ منسلک ہے بالفصل ہے بلا فصل نہیں۔ جس طرح ربِ کائنات نے آدم علیہ کو خلیفۃ الارض منتخب کرتے وقت تمام فرشتوں کا اجماع کرایا، اور ان سب نے اجماع سے اس کی بیعت کی اور تابع داری کا حلف اٹھایا اسی طرح پیغمبرِ کائنات اور سب سے افضل خلیفۃ اللہ جناب سید المرسلین امام الانبیاء فخرِ کائنات، خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب بھی اجماع سے ہوا، چنانچہ ربِ کائنات نے تمام انبیاء کی شوریٰ بلائی جسے میثاق النبیین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

"وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط	"اور جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں، پھر تمہارے پاس رسول آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد

Marfat.com

قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ • فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ •

کرنا ہو گی ، اور فرمایا کہ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو۔ اس شرط پر میرا بھاری عہد لیتے ہو ۔ انھوں نے کہا ہم اقرار (بیعت) کرتے ہیں۔ فرمایا پس گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں ہر جو کوئی اس سے پھر گیا تو وہ ہی بدعہد (بیعت سے پھر جانے والا) ہے "

(آلِ عمران ۸۱ تا ۸۲)

رب کائنات جب خالق کائنات ہے تو اس نے اپنے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کے انتخاب کے لئے فرشتوں کی مجلس شوریٰ کیوں بلائی ؟ اور ان کے اجماع سے خلیفۃ اللہ کی تابعداری کی بیعت کیوں لی ؟ اور پھر خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب کے لئے انبیاء کی مجلس شوریٰ کیوں قائم کی ۔ اور ان کے اجماع سے امام الانبیاء کی تابعداری کی کیوں بیعت لی ؟ کیوں نہ ان کو بلا مشورہ و اجماع ملائکہ و انبیاء کے اپنا خلیفہ نامزد فرما دیا ؟ پس ظاہر ہوا کہ شوریٰ اور اجماع عین سنت اللہ ہے جس میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں اور پھر اس اجماع اور شوریٰ کو عین دین فرماتے ہوئے رب کائنات نے ارشاد فرمایا۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ

" تو کیا اللہ کے دین کے سوا کچھ اور چاہتے ہیں ۔

Marfat.com

مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ — اور جو آسمان و زمین میں ہیں خوشی اور
وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ کَرْهًا — ناخوشی اسی کے فرماں بردار ہیں اور
وَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ۝ — اُسی کی طرف لوٹائے جائیں گے"
(آل عمران ۸۲)

اور جب خلیفۃ اللہ اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب کے لئے ربِ کائنات نے ملائکہ کی اطاعت اور میثاق انبیاء کے ذریعے ان کی تابعداری کی بیعت لی اور اجماع سے ان کو خلیفۃ اللہ منتخب فرمایا، اور اسی اجماع کو ربِ کائنات نے دینِ اسلام قرار دیا تو صحابہؓ جو قرآن پاک کی تعلیم اور اس کے امور سے بخوبی واقف تھے، کس طرح بغیر شوریٰ اور اجماع کے خلیفۃ الرسول منتخب کر سکتے تھے؟ جس کے متعلق خداوند تعالےٰ بالوضاحت فرما چکا کہ :-

وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ (شوریٰ ۳۹) — اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں"

سیدنا عثمان رضؓ کو شہید کرنے کے بعد سبائی مفسدین مختلف صحابہؓ کی خدمت میں پہنچے کہ ان کو خلیفہ نامزد کریں، لیکن سب صحابہ رضؓ نے انکار کر دیا۔ بالآخر سیدنا علی رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کو بیعتِ خلافت لینے کو کہا، مگر آپؓ نے سنت اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنتِ خلفائے ثلاثہ کی اتباع میں فرمایا:-

Marfat.com

لیس ذالك إلیکم	"انتخاب خلیفہ تمہارا کام نہیں
إنما ھولا ھل الشوریٰ	بلکہ مجلسِ شوریٰ اور اصحاب بدر
واھل بدر فمن رضی	کا کام ہے، وہی خلیفہ ہوگا جسے
بہ اھل الشوریٰ بدر	یہ مجلس اور اصحابِ بدر منتخب
فھو خلیفۃ[1]	کریں گے"

اور سیدنا علیؓ تو قرآن پاک کے اسرار و رموز اور تعلیمِ ربانی سے اچھی طرح واقف تھے۔ آپ نے خود بھی سیرِ کائنات کے مندرجہ بالا قاعدے اور سنت اللہ کی تصدیق دیل کے الفاظ میں فرما دی تاکہ امتِ مسلمہ عبداللہ بن سبا یہودی کی اسلام دشمنی سے بخوبی واقف ہو جائے۔ فرمایا:۔

"انہ بایعنی القوم	"مجھ سے انہی لوگوں نے
الذین بایعوا ابابکر و عمر	بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکرؓ و
و عثمان علی ما بایعوھم	عمرؓ و عثمانؓ سے بیعت کی تھی،
علیہ فلم یکن للشاھد	لہٰذا نہ تو حاضر کے لیے حق باقی رہ گیا
ان یختار ولا للغائب	کہ بیعت میں اختیار سے کام لے
ان یرد و انما الشوریٰ	اور نہ غیر حاضر کو حق پہنچتا ہے کہ بیعت
للمھاجرین و الانصار	سے روگردانی کرے شوریٰ تو صرف مہاجرین

---

[1] الامامۃ و السیاسۃ ج ۱ ص ۷۴

Marfat.com

فاذا اجتمعوا علی رجل
وسموہ اماما کان
ذلک للہ رضا فان
خرج عن امرھم
طاعن بطعن او بدعۃ
ردوہ الی ما خرج
منہ فان ابی
قاتلوہ علی اتباعہ
غیر سبیل
المومنین و
ولاہ اللہ ما
تولی [1]

اور انصار کے لئے ہے، اگر انھوں
نے کسی آدمی کے انتخاب پر اجماع
کرلیا اور اسے امام قرار دے دیا
تو یہ اللہ کی اور پوری اُمت کی
خوشنودی کے لئے کافی ہے۔ اب
اگر اُمت کے اس اتفاق سے
کوئی شخص اعتراض یا بدعت کی
بنا پر خروج کرتا ہے تو مسلمان
اسے حق کی طرف لوٹا دیں گے جس
سے وہ خارج ہوا ہے۔ انکار کرے
گا تو اس سے جنگ کی جاوے گی
کیونکہ اس نے مومنوں کی راہ سے
ہٹ کر الگ راہ اختیار کی ہے اور
خدا اسے اس کی گمراہی کے حوالے
کر دے گا۔"

خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول ؐ کے انتخاب کے لئے شوریٰ کے انعقاد اور بیعتِ خلافت کے لئے اجماع پر اتنی واضح نص قرآنی اور

---

[1] نہج البلاغت ترجمہ رئیس احمد جعفری صفحہ

Marfat.com

تصدیق سیدنا علی رضؓ کے بعد اس اختلاف کو سلجھانے کے لیے نہ کسی دوسری نص کی ضرورت ہے، اور نہ تصدیق کی۔

مگر بے علم و ناسمجھ مسلمان اس تیر کا نشانہ بنے رہے عبداللہ بن سبا یہودی اور اس کے مقلدین نے حتی الوسع یہ کوشش کی کہ "کتاب اللہ" کو بھی نشانہ بنایا جائے اور اسے تحریف شدہ ثابت کرنے کے لیے مختلف منطقی مسائل میں سیدھے سادے مسلمانوں کو الجھا دیا، بلکہ یہاں تک کہنے سے بھی گریز نہ کیا کہ:۔

عن هشام بن سالم	"ہشام بن سالم نے امام جعفر
عن ابی عبداللہ علیہ السلام	صادق علیہ السلام سے روایت کی
قالَ ان القرآن الذی جاء	ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جو قرآن
بہ جبرئیل علیہ السلام	جبرئیل علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الیٰ محمدٍ صلّی اللہ علیہ	کے پاس لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیات
واٰلہٖ سبعۃ عشر الف اٰیۃٍ[1]	کا ہے"

اور اسی پر اکتفا نہ کیا، بلکہ مشہور کیا کہ:۔

عن عبایۃٍ قال	جابر کہتا ہے میں نے امام
ابا جعفرٍ یقول ما	محمد باقر علیہ السلام سے سنا وہ کہتے تھے
ادعیٰ احدٌ من الناس	کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس

---

[1] اصول کافی صفحہ ۶۷۴

Marfat.com

انه جمع القران کلهٗ	نے سارے قرآن کو جیساکہ نازل ہوا
کما انزل الّا کذابٌ	ہے جمع کرلیا ہے وہ بڑا جھوٹا ہے ۔
وما جمعه وحافظهٗ	قرآن جیساکہ خدانے نازل کیا بغیر علی
کما نزله اللّٰه الّا علیٌّ	ابن ابی طالب اور ائمہ کے کسی نے
ابن ابی طالب والائمّةُ من بعدهٗ[1]	جمع نہ کیا۔"

اور کمال تو یہ ہے کہ وہ قرآن جو سیدنا علی رضؓ نے جمع کیا اور بقول سبائیہ جو اصل نسخہ تھا وہ دنیا میں کہیں بھی موجود نہیں، یعنی خدا کی الہامی لاریب کتاب اور اس کی لاریب روحانی تعلیم دنیا سے اُٹھ گئی۔ اور خود سیدنا علیؓ کو اس کا ذمہ دار ٹھہرادیا۔

فقال اما واللّٰهِ	"(حضرت علیؓ) نے فرمایا
ما ترونه بعد یومکم	خدا کی قسم اس قرآن کو آج کے
هذا ابدا[2]	اور تم کبھی بھی نہ دیکھوگے۔"

یعنی دنیا خداوند تعالےٰ کی روحانی تعلیمات سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محروم ہوگئی۔ حالانکہ حضور پیغمبر کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ جن کا اسوۂ حسنہ قیامت تک کے لئے مشعلِ راہ قرار دیا گیا ہے اور کتاب اللہ وہ جامع کتاب ہے جس کی روحانی تعلیم

---

[1] ۔ اصول کافی مطبوعہ نول کشور صفحہ ۱۳۹۔

[2] ۔ اصول کافی صفحہ ۶۷۱

Marfat.com

قیامت تک لوگوں کو صراط المستقیم دکھانے کے لئے نازل کی گئی، مگر سبائیوں نے صحابہ رضہ کے بغض و عناد اور غضب خلافت کے من گھڑت قصوں کی اس قدر نشر و اشاعت کی کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کائنات میں رب کائنات نے جس قدر پیغمبر مبعوث فرمائے اُن میں سب سے زیادہ ناکام (خاکم بدہن) پیغمبر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جن کی وفاتِ حسرت آیات کے بعد ہی ان کی اُمت اُن کے ارشادات کو چھوڑ کر مرتد ہو گئی۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر مسلمان اپنی حیاتِ مبارکہ میں کئے کوئی پیغمبر بھی اس قدر نہ کر سکا۔ اور جو کتاب گزشتہ کتب کی مصدق اور نسل آدم کی فلاح و بہبود کے لئے مکمل ضابطۂ حیات تھی اسی کو نابود شدہ مشہور کر کے اُمتِ مسلمہ کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی، یعنی اُمت مسلمہ سے اصل ہدایت و تعلیم ربانی گم ہو گئی۔ چنانچہ — " سالم بن سلمہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق رضہ کے سامنے قرآن کے بعض حروف عام قرأت کے خلاف پڑھے، اور میں سن رہا تھا۔ آپ رضہ نے فرمایا کہ اس قرأت کو بند کر دو اور قائم مہدی تک ویسے ہی پڑھو جیسے عام لوگ پڑھتے ہیں، جب امام مہدی ظاہر ہوں گے[1]

---

[1] :- جن کے متعلق بعض مسلمانوں میں مشہور ہے کہ قیامت کے قریب ظاہر ہوں گے، حالانکہ کائنات کے سب سے بڑے مہدی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ چکے اور ارض و سموات کا سب سے بڑا ہادی قرآنِ پاک کامل و مکمل نازل ہو چکا اُن

Marfat.com

تو کتاب کی قرأت الگ ہوگی، وہ اس قرآن کو ظاہر کریں گے جو امیر المومنین علی علیہ السلام نے لکھا تھا، پھر فرمایا کہ جب حضرت امیر علیہ اپنا قرآن لکھ کر لوگوں کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ ہے وہ کتاب اللہ جو حضور صلعم پر نازل ہوئی تھی اسے میں نے دو تختیوں سے جمع کیا ہے تو لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس مکمل قرآن موجود ہے ہمیں آپ کے قرآن کی ضرورت نہیں تو علی علیہ السلام نے فرمایا

"اَمَا واللہ ما ترونہ بعد یومکم ھذا ابداً"[1] "خدا کی قسم! آج کے بعد تم اس قرآن کو نہیں دیکھو گے"

اور بقول شیعہ حضرت علیؓ نے دیگر تبرکات کے ساتھ یہ قرآن بھی ایک صندوق میں مقفل کر دیا۔ اور یہ تبرکاتِ آل حسینؓ[2] یہ میں منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت مہدیؑ کو پہنچے اور وہ انھیں سے کر ایسے غائب

(بقیہ حاشیہ ۴۱) کے بعد بھی اگر کسی مہدی و ہادی کی ضرورت ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی دینِ اسلام ہی نامکمل ہے۔ (مؤلف)

[1] ۔ اصول کافی ص ۶۷۱

[2] ۔ سمجھ میں نہیں آتا حضرت علیؓ کے فرزند ارجمند سیدنا حسنؓ۔ ان کی اولاد نے وہ کون سا قصور کیا جس کی وجہ سے انہیں ان تبرکات سے محروم کر دیا گیا۔ آپؓ کو وراثت کا حق سیدنا حسینؓ کو زیادہ پہنچتا تھا۔ اور پھر تاریخ شاہد ہے کہ سیدنا علیؓ کی وفات کے بعد خلافت و امامت صرف انہی کی تھی۔ (مؤلف)

Marfat.com

ہوئے کہ اب قیامت کے قریب ظہور کریں گے۔

حضور نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا شرف یہ

قرآن پاک جیسی لاریب و بے مثل کتاب تو نسل آدم کی اصلاح اور فلاح

کے لئے عرصہ دراز تک، مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ سبائی ذہنیت

نے حب علی کی آڑ میں بغض علی رض کا ثبوت دیا۔ یعنی انہیں نہ تو

رسول اللہ اور خلیفہ بلافصل تسلیم کرتے ہوئے خود انہی کے ہاتھوں

کتاب اللہ کو متفلل کرا دیا۔ اور جو مشن لے کر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

مبعوث ہوئے تھے اس کو ملیامیٹ کر دیا، یعنی نسل آدم کو اس

کی تعلیمات سے تا قیامت محروم کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عبداللہ بن سبا کے علم و فراست کا کمال تو اس حقیقت

سے اور بھی نمایاں ہوتا ہے کہ ... انہوں نے اسلام کے شیرازے کو بکھیرنے

کے لئے جس ہستی پر اس کی نظر انتخاب جا کر ٹھہری وہ بھی بنو ہاشم سے

چراغ سید نا علی تھے۔ جنہوں نے بچپن ہی سے حضور کی صحبت میں رہ کر

فیض سے براہ راست استفادہ کیا تھا۔ آپ کی چہیتی صاحبزادی

سیدہ فاطمۃ الزہراء کے زوجیت میں تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے داماد اور بہت سے صحابی تھے۔ ان کے متعلق یہ [illegible]

جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ کے [illegible]

[illegible] اللہ [illegible]

Marfat.com

سیدنا علی رضؓ نبی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں۔ اور یہی خلیفہ بلافصل ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے ان کا حقِ خلافت غصب کیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) یہاں صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ قرآن پاک میں حضرت ہارونؑ کو موسیٰؑ کا مقام حاصل ہے اور سیدنا علیؓ کو ہارونؑ کا مقام ہے اور خلفائے راشدین کے دور میں "وزیر" ہی کا مقام ہے اور ان کا یہ حق کبھی غصب نہیں ہوا۔ قرآنِ حکیم میں سب کا بیان فرماتا ہے کہ:-

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِي ۝ (طٰہٰ، ۲۹-۳۰) "اور میرے اہل میں سے میرے ایک وزیر بنا، میرا بھائی ہارون"

پھر فرمایا:-

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۝ (الفرقان، ۳۷) "اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور اس کے بھائی ہارونؑ کو اس کے ساتھ وزیر بنایا"

اور جب سیدنا علیؓ کو منصب خلافت سنبھالنے کے لئے مجبور کیا گیا تو آپؓ نے بیانگ دہل اس حقیقت کا اعلان فرمایا۔

انا لکم فیہ وزیرا خیر لکم منی امیرا۔ "خلافت و امارت سے مجھے وزارت زیادہ محبوب ہے"

(نہج البلاغۃ ترجمہ حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین خطبہ نمبر ۲۱۳)

Marfat.com

اُس کے تدبّر اور دُور اندیشی کا اندازہ اِن دونوں متضاد نظریات سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ جہاں وہ حبِّ علی رضؓ کی آڑ لے کر اسلام، پیغمبرِ اسلامؐ کتاب اللہ، صحابہ رضؓ اور امہات المومنین رضؓ پر اعتراض کر کے انھیں جھوٹا اور نامنسب ثابت کرتا ہے، وہاں وہ سیّدنا علی رضؓ کے متعلق ایسے نظریات و اعتقادات بھی پیش کرتا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا وہ سب سے بڑا دشمن بھی تھا۔ غزوۂ خیبر کے بعد یہود کے دل سیدنا علی رضؓ کے متعلق بغض و عناد سے بھر گئے تھے کیونکہ انھوں نے اِس معرکے میں ان کے بڑے بڑے پہلوانوں اور بہادروں کو ایسا پچھاڑا تھا کہ پھر وہ زندگی بھر نہ اُبھر سکے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴ :- ۹ھ میں اُمت مسلمہ نے جو سب سے پہلا حج کیا اس کے امیر اور قافلہ سالار سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ کو مقرر فرمایا۔ نقیب (یعنی دنیا کا سب) سیدنا علی رضؓ اور معلّم سیدنا سعد بن وقاص رضؓ سیدنا جابر رضؓ اور سیدنا ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ بخاری کتاب المناسک باب لا یحج بعد العام مشرک و باب حج ابی بکر بالناس و تفسیر سورۃ البراءۃ) اللہ اس حج کو سب سے بڑا حج اکبر فرمایا۔

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ

" اور (یہ) اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے لوگوں کو حج اکبر کے دن اعلان ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان مشرکین سے

Marfat.com

اور یہودیوں کی افواج کو اس بری طرح شکست دی کہ ان کی نشان دہی کرت
ممکن نہیں رہی۔ اور خیبر دوبارہ کبھی سر اٹھانے کی جرأت نہ کر سکی۔ اپنا چہ
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق اس نے اس امر کی تصدیق کی کہ جس طرح
حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارون تھے اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی اور خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
دوں اس نے آپؓ پر اس قدر بڑا الزام لگایا کہ ان کو خلافتِ رسول سے تقریباً
خارج قرار دیا۔ یعنی خدا کی برگزیدہ کتاب "قرآن حکیم" جو قیامت تک
کے لئے امتِ مسلمہ کی مستقل راہنمائی کا ذریعہ ہے اس کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مقفل کر کے
یوم آخر تک نسلِ آدم کو اس الٰہی دستور، ربانی منشور اور سرچشمہ
ہدایت سے محروم کر دیا۔ یعنی کل نسلِ آدم کا حق غصب کر لیا۔ اور اس
جنہ یہ ثابت کیا کہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم نے تو صرف خلافتِ رسول صلعم غصب کی
کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خلافتِ ربانی غصب کی۔ چنانچہ اس کی یہ استدلالی

۱۔ یاد رکھیں حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وزیر تھے، اور ان کی زندگی ہی
میں وفات پا گئے تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام خلیفہ یوشع بن نون منتخب ہوئے
تھے نہ کہ حضرت ہارون علیہ السلام۔ (مؤلف)

۲۔ اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین صلعم جو خلیفۃ اللہ ہیں ان کو بشیر و نذیر فرمایا اور کتاب اللہ
کو بھی بشیر و نذیر فرما کر اس حقیقت کا انکشاف کیا کہ بعد از وفات حضرت آیات
خاتم الانبیاء کتاب اللہ ہی خلیفۃ اللہ کا حق ادا کرے گی۔ اور تمام خلیفۃ الارض

Marfat.com

اور نظریہ اس کی اسلام دشمنی کا بین ثبوت ہیں۔ وہ نہ صحابہؓ کا دشمن تھا نہ صحابہؓ کا دشمن شیخینؓ، بلکہ وہ تو دشمنِ اسلام تھا۔ اور اس نے ہمیشہ کوشش کی تھی کہ بہانہ ملے تو امت مسلمہ کو اسلام، پیغمبر اسلام اور جاں نثارانِ اسلام سے برگشتہ نہ کر دے گا اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے گا۔

مثل مشہور ہے کہ نادان دوست سے دانا دشمن اچھا کہ احمق کو اس نادان دشمن نے ایسے منطقی مسائل بتا دیئے کہ نہ اسلام کے اصول و فروع کی تعمیل اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا بلکہ اسلام کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶) اس کی رشد و ہدایت کو روشنی و تقلید کریں امت مسلمہ کو ہمارا کریں گے اور ان کے بعد کتاب اللہ تا قیامت تک حفیظ اللہ کی اور تمام امت مسلمہ اس کی پیروی میں صراط مستقیم پر قائم رہے گی۔ خاتم النبیین ﷺ کے متعلق ارشاد ہے

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ (الاحزاب ۴۵) "اے نبی! ہم نے تجھ کو گواہ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے"

اور قرآن حکیم کے متعلق بھی فرمایا:۔

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۙ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ج (حٰمٓ السجدۃ ۳، ۴) "کتاب جس کی آیات مفصلات ہیں یہ عربی قرآن ہے جو عربی زبان جاننے والوں کے لیے ہے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہے"

اسی لیے حضور نے فرمایا کہ جب قرآن پڑھو تو تم بھی رویا کرو اگر رو نہ سکو تو رونی صورت بنا لو۔ (مواعظ)

Marfat.com

رسولؐ کو عین دین سمجھ لیا، اُمّتِ مسلمہ اس مسئلہ کا ایسا شکار ہوئی، کہ جاں نثارانِ اسلام جنھوں نے اپنے تن، من دھن قربان کر کے اسلام کو دُنیا کے شرق و غرب میں پہنچایا اُن کی مدح کے بجائے قدح شروع کر دی۔ اور یہی عبداللہ بن سبا کا مقصد تھا جس میں اُسے اور اس کی ذرّیت کو کامیابی نصیب ہوئی۔

اس کی ذرّیت نے بھی اپنے امام و پیشوا کی تقلید کا پورا پورا حق ادا کیا اور سیّدنا علی رضؓ سے اپنی نادان دوستی اور دانا دشمنی کا پُورا پُورا ثبوت دیا۔ ایک محقق جب ظہورِ اسلام سے لے کر واقعۂ کربلا تک ہر قسم کے فرقہ وارانہ نظریات و تعصبات سے پاک ہو کر صرف بہ نظرِ تحقیق غور کرتا ہے تو یہی دو عملی اور دو متضاد نظریے کارفرما نظر آتے ہیں، جن سے نہ اسلام، اسلام رہ جاتا اور نہ پیغمبرؐ، پیغمبرؐ، نہ صحابہ رضؓ نہ اہلِ بیتِ رسولؐ، اہلِ بیتِ رسولؐ اور نہ آلِ علی رضؓ آلِ علی رضؓ ــــ بلکہ خدا بھی خدا نظر نہیں آتا، بلکہ اس کے برعکس یہ سب غاصب و بے دین نظر آتے ہیں۔ اور نعوذ باللہ خدا فرعون دکھائی دیتا ہے۔

اور اگر یہی دین ہے کہ نہ تو پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغامِ حق پہنچایا، نہ صحابہؓ نے آپؐ کے احکامات و ارشاداتِ ربانی کی تعمیل کی، بلکہ وہ سب غاصب و بے دین تھے، (استغفر اللہ) اور خود سیّدنا علی رضؓ نے ..کتاب اللہ کو مقفل کر کے اپنی اولاد کو وصیت

Marfat.com

فرمادی کہ اِس نورِ ہدایت کو قیامت سے پہلے نہ کھولنا۔ تو ایسے خدا، رسول اِسلام پر ایمان لانے سے تو بے دینی ہی کو ترجیح دینا پڑے گی۔ اور یہی اس دشمنِ خدا عبداللہ بن سبا یہودی کا مقصد تھا۔

جمعِ قرآن

خالقِ کائنات نے اس لاریب الہامی کتاب کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا	" اِس قرآن کو ہم نے
الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ	اُتارا ہے اور اس کی حفاظت بھی
(الحجر : ۹)	ہم خود ہی کریں گے "

قرآن مجید ختم المرسلین احمد مجتبےٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مطہر پر ربِّ کائنات نے جبرئیل امین علیہ کے ذریعے نازل فرمایا اور برابر ۲۳ سال تک بتدریج نازل ہوتا رہا، اِس کلامِ مقدس کی حفاظت کے لئے جب بھی قرآنِ کریم کا کوئی حصہ نازل ہوتا پیغمبرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کاتبانِ وحی[1] کے ذریعے اس کو

---

[1] ۔ کتابتِ وحی پر تیرہ صحابہ مقرر تھے، زید بن ثابت رض، ابوبکر صدیق رض، علی رض، عمر رض، عثمان رض، معاویہ رض، ابی بن کعب رض، زبیر بن العوام رض، عبداللہ بن سعد رض، حنظلہ بن الربیع الاسدی رض، معیقیب بن ابی فاطمہ رض،

Marfat.com

لکھوا دیتے اور مشتہر کرا دیتے اور اکثر سورہ کو حفظ بھی کرا دیتے، تاکہ ان کے سینوں میں جس طرح دل محفوظ ہے، کلام اللہ بھی محفوظ ہو جائے اور جس طرح دل پر انسانی زندگی کا مدار ہے، اسی طرح قرآن حکیم کی تعلیمات روحانی زندگی کا مدار ہیں۔ اس طرح سارے کا سارا قرآن حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے سامنے لکھا گیا۔ چنانچہ خود ہمارے بھی اس حقیقت کے معترف ہیں۔ سر ولیم میور، جو ایک مشہور عیسائی مفکر تھا، اپنی مشہور کتاب "لائف آف محمدؐ" کے دیباچے کے صفحہ ۲۰ میں اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہے کہ :-

"قرآن حکیم نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں ان کی ذات بابرکات کے سامنے ان کی رہنمائی اور خدا کی ہدایت کے مطابق لکھا گیا، وہ لکھتا ہے :-

"لیکن اس بات کو ماننے کے لئے بہت زبردست وجوہ موجود ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی متفرق طور پر قرآن شریف کے نسخے لکھے ہوئے موجود تھے اور ان نسخوں میں سارا قرآن حکیم بلکہ مکمل قرآن لکھا ہوا موجود تھا۔ اس میں قطعاً شک نہیں کہ حضرت رسالتمآب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) خالد بن العاص رضؓ اور سعید بن العاص رضؓ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مراسلات لکھوانے کے
لئے کئی صحابہ مقرر فرمائے تھے، جو لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے
تھے انہیں اس شرط پر داخلِ اسلام کیا جاتا تھا کہ وہ بعض مدنی صحابہ رضی اللہ عنہم کو لکھنا سکھا دیں
گے۔ اگرچہ اہلِ مدینہ اہلِ مکہ کے برابر تعلیم یافتہ تھے
لیکن وہاں بھی بہت سے لوگ مرزدستہ، جو

اسلام سے پہلے بھی لکھنا جانتے تھے

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ بھی اس حقیقت کا شاہد ہے کہ قرآن حکیم لکھا جاتا تھا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ واقعی فاضل اعظم تھے
ہیں، خود آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام
لانے میں اس حقیقت کی
بین شہادت موجود ہے
کہ قرآنِ حکیم لکھا ہوا
موجود تھا، چنانچہ ابن ہشام
میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب دیکھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
شرک و بت پرستی کو ختم دین سے اکھاڑ پھینکنے کے درپے ہیں تو اس جوش میں
آکر ارادہ کیا کہ بہتر یہ ہے کہ بانیِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی خاتمہ
کر دیا جائے، ایک دن اسی ارادے سے مشتعل بکف گھر سے نکلے
کہ پیغمبر بن و بشر صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ملیں قتل کر دوں گا، راستے میں
ان کو خبر ملی کہ خود ان کی ہمشیرہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر سعید بن زید رضی اللہ عنہ

Marfat.com

مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں، اس خبر نے جلتی پر تیل کا کام کیا، اس پر آپؓ سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے، تاکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اُن کے اِن دو جاں نثاروں کا بھی خاتمہ کر دوں جس وقت آپ وہاں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جاں نثار صحابی سیدنا خبابؓ آپ کی ہمشیرہ محترمہ اور آپ کے محترم بہنوئی کو سورۂ طٰہٰ جو اوراق پر لکھی ہوئی تھی پڑھا رہے تھے اور آپ نے ان کو پڑھتے سن لیا تھا، آپؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ سیدنا خباب رضؓ کو ایک گوشے میں چھپا دیا گیا، دروازہ کھولا گیا۔ آپ اندر داخل ہوئے تو قدم رکھتے ہی پہلا سوال یہ کیا کہ تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے اور مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ تم لوگ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین قبول کر چکے ہو، یہ بات کہتے ہی انھوں نے اپنے بہنوئی کو پکڑ کر اس کا کام تمام کر دیں، یہ حالت دیکھ کر اُن کی ہمشیرہ سیدہ فاطمہ رضؓ اپنے خاوند کو چھڑانے کے لئے لپٹ گئیں، اِس ہنگامے میں سیدہ فاطمہ رضؓ بُری طرح زخمی ہو گئیں اور دونوں میاں بیوی نے اس حقیقت کا اعلان کیا کہ 'ہم مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔ اب آپ کی مرضی ہے' جو چاہیں سلوک کریں۔ ان الفاظ کو سُن کر آپ نے انھیں کہا کہ جو کتاب تم پڑھ رہے تھے وہ لاؤ اور مجھے دکھاؤ، کہ میں بھی دیکھوں کہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے کیا لا کر دیا ہے؟

آپ خود پڑھے لکھے تھے۔ جب انھوں نے اصرار کیا تو ان کی

Marfat.com

ہمشیرہ ڈریں کہ مبادا وہ کتاب اللہ کو ضائع کر دیں ۔ اُن سے عہد لیا ۔ آپ نے بتوں کی قسم کھائی کہ وہ اس کتاب کو ضائع نہیں کریں گے ۔ بلکہ واپس کر دیں گے ۔ اس پر اُن کی ہمشیرہ نے کہا کہ کوئی نجس و ناپاک اس کلام مقدس کو چھو بھی نہیں سکتا ۔ بہتر اس کے کہ آپ اُسے چھوئیں طہارت ضروری ہے ۔ آپؓ نے غسل کیا پھر آپ کی ہمشیرہ نے کتاب اللہ کے اوراق آپ کے ہاتھ میں دیئے جن میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی آپ نے اس میں سے کچھ پڑھا اور بہت تعجب کیا کہ یہ ایسی عجیب کتاب ہے اور بہت عزت و اکرام کیا ۔ اس دوران میں حضرت خبابؓ بھی گوشہ سے باہر تشریف لے آئے اور آپ کو دعوت دی کہ آپ بھی اسلام قبول کر لیں ۔ چنانچہ آپ خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے ۔

اس بے نظیر واقعہ سے روز روشن کی طرح یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ ابتدائی زمانے میں ہی مسلمانوں کے پاس قرآن شریف کی مختلف سورتیں تحریری شکل میں موجود تھیں اور سیدہ فاطمہؓ کا اپنے بھائی سیدنا عمر فاروقؓ کو یہ کہنا کہ نجس ہونے کی حالت میں کوئی شخص قرآنِ مقدس کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا اس حقیقت کو بے نقاب کرتا ہے کہ قرآن شریف کے لکھے ہوئے نسخے اس وقت بھی موجود تھے ۔

ترتیب نزول و ترتیب جمع

قرآن حکیم ایک وقت میں اکٹھا نازل نہیں ہوا ۔ بلکہ اس کے ٹھہر ٹھہر کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل کرنے میں حکمت یہ تھی کہ آپؐ کو خود بھی ازبر ہو جائے اور صحابہؓ کو بھی حفظ ہو جائے اور وہ اس کو آسانی سے

Marfat.com

لکھ کر محفوظ بھی کرلیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس میں قطعاً تحریف نہ ہو سکی چنانچہ
کفار نے اسی امر کا تقاضا بھی کیا جس کے متعلق رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ (الفرقان ۳۲)

اور کافروں نے کہا کہ اس پر قرآن اکٹھا کیوں نہ اتارا ہم نے اسی طرح اتارا تاکہ ہم اس
دل اس سے استوار کریں اور ہم نے
اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ہے۔

فرمایا۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۝ (الدہر ۲۴)

ہم نے تجھ پر آہستہ آہستہ
قرآن نازل کیا۔

قرآن شریف کی سورتیں اور آیات ۲۳ سال کے عرصے میں آہستہ آہستہ تھوڑی
نازل ہوئیں۔ ترتیب نزول ایسی نہ تھی کہ جس سے ہر ایک سورۃ کی آیات علی التواتر
نازل ہو کر اس کی تکمیل ہو جاتی اور اس کے بعد دوسری سورت کا نزول ہونا شروع ہوتا
بلکہ حالات اور حسب اقتضائے منشائے الٰہی مختلف سورتوں کی آیات مختلف اوقات
میں نازل ہوئیں اور پھر خدا کے حکم کے مطابق حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم
نے قرآن پاک کو مرتب فرمایا۔

موجودہ قرآن کریم بعینہٖ وہی ہے جس کی ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
وحی الٰہی کے مطابق کی تھی اور اس کی ترتیب اس قدر عمدہ ہے کہ اس کا ایک ایک
حرف اور ایک ایک جملہ ربط و ضبطِ کلام کے لحاظ سے ایسے معجز نما نظام سے
ترتیب دیا گیا ہے کہ ایک لفظ کا تغیر و تبدل بھی ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کے جمع و ترتیب

Marfat.com

کے متعلق خالق کائنات خود فرماتا ہے کہ

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا	اس کا جمع کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے
قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ	پھر ہم اُسے پڑھیں تو ہمارے پیچھے پیچھے
اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ (القیامۃ ۱۷ تا ۱۹)	پڑھ۔ پھر (اس کو) کھول کر بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے

رب کائنات کے اس فرمان کے بعد ہر کسی شہادت کی ضرورت نہیں آیات مذکورہ بالا میں رب شرق و غرب نے جمع قرآن کو ایک الگ فعل بیان فرمایا اور پڑھنے یعنی نزول کو الگ۔ جس سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وحی الٰہی نے ترتیب جمع اور ترتیب نزول کو الگ الگ رکھا ہے اور جمع اور نزول دونوں کا ذمہ خود لیا ہے پس وحی الٰہی کے مطابق حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ ہی میں قرآن حکیم کی جمع و ترتیب کو خود پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

اس کی لاریب ترتیب کا ایک دعویٰ اور تحدی آج بھی خود قرآن پاک میں موجود ہے مگر صدیاں گذر گئیں کوئی اس دعویٰ اور تحدی کو قبول کرنے والا پیدا نہ ہوا اور قیامت تک پیدا نہ ہوگا۔ رب غفور و رحیم ارشاد فرماتا ہے کہ

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ	
وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا	کہ اگر تمام انسان اور جن بھی
الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ	قرآن کے ایسا لانے پر اکٹھے ہو جائیں
كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا	تو اس کے مثل نہیں لا سکتے اگرچہ
(بنی اسرائیل ۸۸)	ایک دوسرے کی مدد کریں۔

اور پھر اس سے بڑا دعویٰ کیا اور کون سا ہو سکتا ہے کیا اس کی ایک صورت

Marfat.com

بھی تم نہیں بنا سکتے۔ فرمایا۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ	"کیا وہ کہتے ہیں کہ (محمدؐ نے) جھوٹ
فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا	بنالیا ہے تو کہہ تم اس کی مانند ایک سورت
مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے بلا سکتے ہو
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝	بلاؤ اگر سچے ہو"

(یونس: ۳۹)

کل نسل انسانی کے پیغمبروں، صدیقوں، شہیدوں، اماموں، صالحین، مجددین، اولیاء بلکہ قیامت تک کے لئے کل جن و بشر سب کو چیلنج ہے کہ اس قرآن کریم کی ایک سورت ہی بنا کر دکھا دو مگر کسی کو جرات نہ ہو سکی کہ اس چیلنج اور دعویٰ کو قبول کرے اور نہ ہی قیامت تک کوئی ایسی ہستی پیدا ہو گی جو اس دعویٰ کو قبول کرنے کی جرات کر سکے۔

جمع قرآن کا اصل کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں خود ہی سرانجام فرمایا۔ اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ اس لاریب کتاب کی ہر سورت اور ہر آیت نزول کے فوراً بعد آپؐ کاتبان وحی سے لکھوا کر محفوظ کر لیتے تھے مگر جب تک وحی کا آنا جاری رہا یہ تحریریں ایک جلد میں جمع نہ ہو سکتی تھیں بعض سورتیں جو ابتدائے مدنی زندگی میں نازل ہوئیں اُن کی بعض آیات آخر حیاتِ نبویؐ تک نازل ہوتی رہیں۔ البتہ جب قرآن شریف کا نزول ہوتا تھا تو آپؐ کاتبان وحی کو بلاتے اور حکم دیتے . . . . کہ اس آیت کو فلاں سورت کے اُس مقام پر لگا دو۔ اور اس آیت کو فلاں سورت کے فلاں مقام پر لگا دو اور

Marfat.com

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ترتیب قرآنی فرماتے رہے۔ اور صحابہؓ کو اسی ترتیب کے مطابق قرآن پاک حفظ بھی کراتے رہے تاکہ تحریر کے علاوہ صحابہؓ کے قلب و دماغ میں بھی محفوظ رہے[1]

حدیث شریف میں ہے کہ

کان رسول اللہ صلعم مما یاتی	حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض
علیہ الزمان وھو ینزل علیہ	اوقات کثیر الایات سورتیں
السورۃ ذات العدد وکان اذا	نازل ہوتی تھیں۔ جب بھی کوئی
نزل علیہ شیٔ دعا بعض من	شے (آیات) نازل ہوتی تو آپ کسی
کان یکتب فیقول ضعوا ھٰؤلاءِ	کاتب وحی کو بلاتے اور فرماتے کہ
الایات فی السورۃ التی یذکر	ان آیات کو فلاں فلاں سورتوں
فیھا کذا وکذا فاذا نزل	میں لکھ دو۔ جب ایک آیت اترتی
علیہ الایۃ فیقول ضعوا ھٰذہٖ	تو فرماتے اسے فلاں سورت میں
الایۃ فی السورۃ التی یذکر فیھا کذا وکذا	داخل کردو۔"

(ترمذی، ابوداؤد، مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن)

سیدنا صدیق اکبرؓ کا ایمان افروز کارنامہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مالکِ حقیقی

[1] اس الہامی کتاب کا زندہ معجزہ ہے کہ آج بھی امت مسلمہ کا بچہ بچہ اس کا حافظ ہے (مؤلف)

Marfat.com

سے چاہئے تو سنت اللہ کے مطابق مجلس شوریٰ قائم کی گئی اور متفقہ طور پر سا عدہ کے اجتماع میں ابوبکرؓ کو خلیفہ رسول اللہ منتخب کیا۔ آپؓ نے مسیلمہ کذاب جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے صحابہؓ کی ایک فوج بھیجی۔ جنگ یمامہ میں کئی ایک صحابہ رضؓ جو حافظ قرآن بھی تھے شہید ہو گئے۔ اس پر آپؓ کو فکر لاحق ہوئی کہ اگر اسی طرح غداری جہادوں میں قاری اور حافظ قرآن شہید ہوتے چلے گئے تو اس قرآن حکیم کی حفاظت میں بڑی دقت کا سامنا ہوگا[1]۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہؓ نے

---

[1] سبائی حضرات خلیفہ رسول اللہ سیدنا صدیق اکبرؓ کو غاصب اور خدا جانے کیا کچھ کہتے ہیں اور سیدنا علی مرتضیٰؓ رسول اللہ صلعم کا خلیفہ بلافصل اور وصی قرار دیتے ہیں لیکن خدا کی حکمت و مصلحت پر غور کریں، کہ جس کو غاصب قرار دیا گیا، نہیں تو قرآن حکیم کے حفاظ کی شہادت پر یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ اگر یہ حافظانِ قرآن کریم یونہی شہید ہوتے گئے تو کتاب اللہ کی حفاظت کیسے ہوگی اس کی نشر و اشاعت کا کیا ہوگا۔ انہوں نے تو حضورؐ کے مرتب کردہ نسخوں سے قرآن حکیم کی نقول کرائیں اور مسلمانوں میں پھیلائیں۔ مگر سبائی جن کو وصی رسول اللہ اور خلیفہ بلا فصل مشہور کرتے ہیں، انہوں نے اصل قرآن کو مقفل کر دیا بلکہ اپنے زمانہ خلافت میں بھی اصل قرآن چھپائے رکھا۔ اور اپنی اولاد کو وصیت کی کہ اس نسخہ ہدایت کو قیامت تک مقفل ہی رہنے دینا امت مسلمہ کو گمراہ چھوڑ دینا اور نہ ہی جمل و صفین و نہروان میں ہزاروں مسلمان حفاظ کے قتل کے بعد آپ کو حفاظتِ قرآن کا خیال پیدا ہوا۔ اور کل نسل آدم کا حق (قرآن شریف) غصب کر کے بطور وراثت اپنی اولاد کو دے دیا۔ (باقی صفحہ ۴۹ پر)

Marfat.com

بھی قرآن پاک کی حفاظت کا مشورہ دیا۔ خلیفۃ الرسول رضؓ نے اجماعِ صحابہ سے حضرت زید بن ثابت رضؓ کو اس اہم کام کے لئے منتخب فرمایا کہ وہ قرآن حکیم کی تحریروں کو اکٹھا کریں اور پھر وہ صحابہ رضؓ جن کے قلب و دماغ میں کلام مقدس محفوظ تھا ان کی موجودگی میں اس کو اس طرح ترتیب دیا گیا جس طرح حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حفظ کرایا تھا۔ چنانچہ اس قدر حفاظت سے قرآن کریم جمع کیا گیا اور لکھا گیا۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضؓ کہتے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے کہ اچانک آپؐ نے آنکھیں جھکا لیں۔ قریب تھا کہ حضورؐ کا سر اقدس زمین کو چھو لیتا پھر آپؐ نے آنکھ اٹھائی اور فرمایا۔

"اتانی جبریل علیہ السلام فامرنی ان اضع ھذہ الایۃ ھذا الموضع من ھذہ السورۃ ان اللہ یامر بالعدل ... الخ[1]	"میرے پاس ابھی ابھی جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ میں اس آیت (ان اللہ یامر بالعدل) کو فلاں سورۃ کے فلاں مقام پر رکھوں"

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸ یعنی سبائی حضرات نے جب علیؓ میں ایک طرف خلفائے ثلاثہؓ کو غاصب خلافت رسولؐ ٹھہرایا ہے تو دوسری طرف بقول علیؓ میں خود سیدنا علیؓ نے قرآن حکیم مقفل کرنے کے جرم میں غاصب خلافت الٰہیہ اور ان کی اولاد کو غاصبان فدک ٹھہرایا ہے یہ ان مقدس ترین ہستیوں پر بہتان عظیم ہیں جو ان تمام جرائم سے پاک تھے (مولف)

[1] مسند امام احمد حنبل جزو چہارم ص ۲۱۸

Marfat.com

تحریف قرآن حکیم

جمع قرآن کا یہ مطلب نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن شریف لکھا ہوا موجود نہیں تھا بلکہ آپ کی اہل بیت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے پاس ایک نسخہ موجود تھا جس کو منگوا کر سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اُس کی نقول کرائیں۔ اور سنن نسائی میں عبداللہ بن عمرؓ کا یہ قول درج ہے کہ

قال جمعت القرآن فقرأت به كل ليلة فبلغ النبي صلعم فقال اقرأه في شهر،

کہتے ہیں کہ میں نے قرآن جمع کیا تھا جسے میں ہر رات ختم کر دیتا تھا۔ حضور کو اطلاع ملی تو ہدایت کی کہ مہینے میں ایک ختم کرو"

ابن سیرینؒ کا بیان ہے کہ

جمع القرآن على عهد رسول الله صلعم اربعة

عہد رسولؐ میں چار آدمیوں نے قرآن جمع کیا تھا"

اسی طرح ابن داؤد میں محمد بن کعب القرظی کی روایت ہے کہ

قال جمع القرآن على عهد رسول الله صلعم خمسة من الانصار

عہد رسول اللہ صلعم میں پانچ انصار نے قرآن جمع کیا تھا"

جناب رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سب سے عظیم الشان اور عدیم النظیر معجزہ قرآنِ پاک کا ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رہنا ہے اور یہ وہ دائمی معجزہ ہے جو آپؐ کی حیاتِ طیبہ سے لے کر قیامت تک قائم و دائم رہے گا صدیاں گذر گئیں مگر کسی سورۃ یا آیت تو کیا کسی شد و مد تک کو بدلا نہیں گیا اور نہ قیامت تک بدلا ہی جا سکتا ہے، کیونکہ اس کلام مقدس اور ام الکتاب کے نازل کرنیوالے

Marfat.com

ربِ کون ومکان نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود اٹھایا ہوا ہے۔ نبی اکرم صلعم، صحابہؓ اور دیگر بزرگان دینؒ نے اس کلامِ پاک اور لاریب کتاب کی حفاظت یہاں تک کی کہ اس کے پارے۔ سورے۔ رکوع بلکہ زیر، زبر اور نقطوں تک کو جمع کرکے ان کی تعداد درج کردی تاکہ اس میں کسی قسم کی تحریف کبھی بھی واقع نہ ہوسکے۔

تعدادِ آیات اور حروف قرآن شریف

قرآن کریم کے کل پارے تیس ۳۰ ہیں۔ ایک سو چودہ ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ رکوع ۵۵۸، کلمات ۸۶۴۳۰، زبریں ۵۳۲۴۳۰، زیریں ۳۹۵۸۲، پیش ۸۸۰۴، تشدید ۱۲۵۳، مد ۱۷۱، نقطہ ۱۰۵۶۸۴

(بستان الفقہ ابواللیث سمرقندی)

تفصیل آیات قرآن شریف

آیات بہ تفصیل ذیل ہیں۔
سورہ فاتحہ ۷، بقرہ ۲۸۶، آل عمران ۲۰۰، نساء ۱۷۷، مائدہ ۱۲۰، انعام ۱۶۵، اعراف ۲۰۶، انفال ۷۵، برأت ۱۲۹، یونس ۱۰۹، ہود ۱۲۳، یوسف ۱۱۱، رعد ۴۳، ابراہیم ۵۲، حجر ۹۹، نحل ۱۲۸، بنی اسرائیل ۱۱۱، کہف ۱۱۰، مریم ۹۸، طٰہٰ ۱۳۵، انبیاء ۱۱۲، حج ۷۸، مومنون ۱۱۸، نور ۶۴، فرقان ۷۷، شعراء ۲۲۷، نمل ۹۳، قصص ۸۸، عنکبوت ۶۹، روم ۶۰، لقمان ۳۴، سجدہ ۳۰، احزاب ۷۳، سبا ۵۴، فاطر ۴۵، یٰسین ۸۳، صٰفّٰت ۱۸۲، صٓ ۸۸، زمر ۷۵، مومن ۸۵، حٰمٓ ۵۴، شوریٰ ۵۲، زخرف ۸۹، دخان ۵۹، جاثیہ ۳۷، احقاف ۳۵، محمد ۳۸، فتح ۲۹

Marfat.com

حجرات ۱۸، قٓ ۴۵، ذاریات ۶۰، طور ۴۹، نجم ۶۲، قمر ۵۵، رحمٰن ۷۸،
واقعہ ۹۶، حدید ۲۹، مجادلہ ۲۲، حشر ۲۴، ممتحنہ ۱۳، صف ۱۴، جمعہ ۱۱،
منافقون ۱۱، تغابن ۱۸، طلاق ۱۲، تحریم ۱۲، ملک ۳۰، قلم ۵۲، حاقہ ۵۲،
معارج ۴۴، نوح ۲۸، جن ۲۸، مزمل ۲۰، مدثر ۵۶، قیامہ ۴۰، دھر ۳۱،
مرسلات ۵۰، نبا ۴۰، نازعات ۴۶، عبس ۴۲، تکویر ۲۹، انفطار ۱۹،
تطفیف ۳۶، انشقاق ۲۵، بروج ۲۲، طارق ۱۷، اعلیٰ ۱۹، غاشیہ ۲۶،
فجر ۳۰، بلد ۲۰، شمس ۱۵، لیل ۲۱، ضحیٰ ۱۱، انشراح ۸، التین ۸،
علق ۱۹، قدر ۵، بینہ ۸، زلزال ۸، عادیات ۱۱، قارعہ ۱۱، تکاثر ۸،
عصر ۳، ہمزہ ۹، فیل ۵، قریش ۴، ماعون ۷، کوثر ۳، کافرون ۶،
النصر ۳، لہب ۵، اخلاص ۴، فلق ۵، الناس ۶،

(تقریباً ہر قرآن شریف میں یہ تعداد آیات موجود ہے)

اوامر و نواہی اور حروف وغیرہ

اوامر ۱۰۰۰، نواہی ۱۰۰۰،
مثالیں ۱۰۰۰، قصص ۱۰۰
حلت و حرمت ۵۰۰، دعائیں ۱۰۰، الفاظ ۷۰۴۳۶ کل حروف ۳۲۶۷۰
جن میں سے الف (ا) ۴۸۸۷۲، ب ۱۰۴۳۸، ت ۱۰۱۹۹، ث
۱۲۷۶، ج ۳۲۷۳، ح ۳۹۷۳، خ ۲۳۱۶، د ۵۶۴۲، ذ
۴۴۹۹، ر ۱۵۷۹۳، ز ۱۵۷۰، س ۵۸۹۱، ش ۲۲۵۳،
ص ۲۶۱۳، ض ۱۶۰۷، ط ۱۲۷۶، ظ ۸۴۲، ع ۹۲۲۰
غ ۲۴۰۹، ف ۸۴۹۹، ق ۶۸۱۳، ک ۹۵۲۲، ل ۳۰۶۳۲

Marfat.com

مٓ، ۲۶۵۶۰، نٓ ۰۱۹۰۴۵، قٓ ۳۶۵۲۵، صٓ ۰۷۰۱۹
لٓ ۰۲۷۴۰، یٰ ۲۵۹۱۹،

(مقدمہ تفسیر القرآن از مرزا حیرت دہلوی صفحہ ۳۵)

اب کس کی مجال ہے کہ قیامت تک کتاب اللہ میں کسی قسم کی تحریف کی جرأت کرسکے۔ امان ضائع سے رب کائنات نے اپنی آخری اور مصدق الہامی کتاب قرآن حکیم کی ایسی حفاظت کی جس کی مثال نہیں۔ چنانچہ ایک عیسائی مفکر سر ولیم میور اسی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی کتاب "لائف آف محمدؐ" کے دیباچے کے صفحہ ۲۱ (طبع سوم) پر رقمطراز ہے کہ

"جہاں تک ہمارے معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو اس (قرآن حکیم) کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔"

تحریف شدہ کتاب اور اختلاف

تحریف شدہ کتاب میں سخت اختلاف واقع ہو جاتا ہے

کلام ربانی میں کلام انسانی اگر داخل کر دیا جائے تو وہ خود بخود نمایاں ہو جاتا ہے کیونکہ اس کتاب کی تعلیم میں تضاد اور اختلاف پیدا ہو جاتا ہے خدا جو خالق کائنات ہے اور ہر قسم کی نفسانی خواہشات سے پاک و منزہ ہے وہ چاہتا ہے کہ مخلوق اس کے احکام کے مطابق عمل کر کے صراط المستقیم پر گامزن ہو۔ لیکن مخلوق یہ چاہتی ہے کہ خدا کا کلام اور اس کے احکامات اس کی مرضی ارادے اور خواہش نفسانی کے مطابق ہوں اور جب مخلوق کتاب اللہ میں تحریف کرتی ہے تو یہ تضاد خود بخود

Marfat.com

نمایاں ہو جاتا ہے اور کتاب اللہ کے اصول و فروع پر جب نظر کی جاتی ہے تو یہ اختلاف روزِ روشن کی طرح نمایاں نظر آتا ہے کہ کہاں کہاں تحریف ہوئی ہے چنانچہ اسی کلیہ کے متعلق خالقِ کائنات ارشاد فرماتا ہے:۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا ۝	کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر وہ اللہ کے غیر سے ہوتا تو وہ اُس میں ضرور بہت اختلاف پاتے۔

(سورہ نساء، ۸۵)

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاتِ حسرت آیات کے صرف چھ ماہ بعد[1] ہی جمع قرآن حکیم کا مقدس فریضہ شروع ہو گیا تھا۔ اور ابھی عشرہ مبشرہ کے علاوہ دیگر لاتعداد صحابہؓ جن میں سے اکثر قرآنِ مقدس کے حافظ تھے سب کے سب موجود تھے۔ یہ وہ قدسی صحابہؓ تھے جنہوں نے پیغمبرِ مساوات صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے قرآن کریم سُنا تھا۔ آپؐ کی صحبتِ طیبہ میں بیٹھ کر حفظ کیا تھا آپؐ کی ہدایات کے مطابق تحریر کیا تھا۔ اور وحیِ ربانی کے مطابق جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیب کا حکم دیا۔ اسی طرح مرتب کیا تھا۔ اور سیدنا صدیقِ اکبر جیسے امامِ برحق اور خلیفۃ الرسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو تمام مسلمانوں سے زیادہ قرآن حکیم کو جانتے تھے اور فہمِ قرآن سمجھنے میں اعلیٰ و افضل تر تھے اُن

---

[1] سبائیوں کو تو غصبِ خلافت کی فکر پڑی اور امت مسلمہ کو حفاظتِ قرآن کی (مؤلف)

Marfat.com

کی سرکردگی میں یہ مرتب شدہ قرآن جمع ہوا اور اس کی نقلیں کی گئیں۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ جناب رسالتمآب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے ساتھی تھے۔ کمالاتِ ظاہری و باطنی میں یارِ غار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنین ثانی اثنین تھے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قرآن فہمی کو سب سے افضل و فائق سمجھتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ ہی میں آپؓ کی فضیلت کو صحابہؓ پر واضح بھی کر دیا تھا۔ چنانچہ جب سورہ النصر نازل ہوئی تو سیدنا ابوبکر صدیقؓ رو پڑے حالانکہ دوسرے تمام صحابہؓ بھی آپؐ سے یہ آیت مبارکہ سن رہے تھے جب بعض لوگوں نے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے رونے پر تعجب کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ تم سے بہتر قرآن سمجھتے ہیں[1]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

عن ابو الدرداء فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدق وواسانی بنفسہ ومالہ فھل انتم تارکوا لی صاحبی[2]

"حضرت ابو درداء رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھ کو تمہاری طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تو تم نے جھوٹا کہا اور ابوبکر نے مجھے سچا کہا اور اپنے مال اور جان سے میری غمخواری کی تو کیا تم میرے دوست کو چھوڑنے والے ہو یا نہیں؟"

---

[1] کیونکہ اس سورہ میں حضورؐ کی وفات حسرت آیات کے متعلق اشارہ تھا جسے ماسوا صدیق اکبرؓ کوئی صحابیؓ نہ سمجھ سکے (مؤلف)

[2] صحیح بخاری چودھواں پارہ باب مناقب ابوبکر صدیقؓ۔

Marfat.com

ان ارشادات نبوی صلعم سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی افضلیت بعد رکشن کی طرح عیاں ہے اور صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ ہی میں صدیق اکبرؓ کو خلیفۃ الرسول سمجھتے تھے۔

رب کائنات نے جب صدیق اکبرؓ کو "ثانی اثنین" فرمایا اور "معنا" فرما کر سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ کی امداد کا وعدہ فرمایا اس کیمتعلق روایت ہے کہ

كان معهما وثالثهما باللفظ والمعنى اما باللفظ فكان يقال له يا رسول الله ويقال لابي بكر يا خليفة رسول الله واما بالمعنى فكان مصاحبا لهما بالنصر والهداية والارشاد[1]

اللہ ان دونوں (نبی اکرم صلعم اور ابوبکر صدیقؓ) کے ساتھ یا ان دونوں کا تیسرا لفظاً بھی تھا اور معناً بھی! لفظاً یوں کہ حضور کو کہا جاتا تھا یا رسول (صلعم) اور حضرت ابوبکرؓ کو کہا جاتا تھا یا خلیفۃ الرسول اللہ اور معناً اس طرح کہ اللہ تعالیٰ یا اختیار کردہ نصرت اور ارشاد و ہدایت کے حضورؐ اور صدیق اکبرؓ کے ساتھ تھا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ ہی میں، امامت کا حکم سیدنا صدیقؓ کو فرمایا کیونکہ آپؓ علم قرآن اور فہم قرآن میں سب صحابہؓ سے افضل تھے۔ اور نماز کی امامت وہی صحابیؓ فرما سکتے تھے جو سب صحابہؓ سے قرآن دانی میں فوقیت رکھتے ہوں۔ اپنی بیماری میں حضورؐ نے حکم فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھائیں۔

---

[1] سیرت الحلبیہ جزء ثانی ص ۴۱

Marfat.com

فصلی ابوبکر تلک الایام (متفق علیہ)

ان ایام میں (سیدنا ابوبکرؓ نماز پڑھاتے رہے (صحیح بخاری و مسلم)

چنانچہ ہزاروں صحابہؓ جو حافظان قرآن تھے اُن کی موجودگی اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ جیسے قرآن دان خلیفۃ الرسول کی سرکردگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتب کردہ قرآن کریم کے نسخوں کو یکجا اکٹھا کیا گیا اور اُن کی نقول کی گئیں اور مملکت اسلامیہ میں پھیلائی گئیں۔ اور فتح الباری میں خود سیدنا علیؓ سے مروی ہے کہ :-

عن عبد خیرۃ ال سمعت علیا یقول اعظم الناس فی المصاحف اجرا ابوبکر رحمہ اللہ علی ابی بکر ھو اوّل من جمع کتاب اللہ۔

"قرآن شریف کے جمع کرنے والوں میں سے سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں وہی سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم جمع کیا۔"

اور اس حدیث کا عملی ثبوت خود سیدنا علیؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں دیا جبکہ آپؓ مملکت اسلامیہ کے سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ آپؓ کے دورِ حکومت میں بھی یہی قرآن حکیم تھا جو آج اور قیامت تک موجود رہے گا۔ تمام اُمتِ مسلمہ اور خود سیدنا علیؓ اسی کے احکام کے سامنے سرنگوں رہے اسی کے احکام کے مطابق فیصلے کرتے رہے۔ اگر سبائیوں کے قول کے مطابق انہوں نے خود کوئی قرآن حکیم مرتب کیا ہوتا تو دنیا کی کون سی طاقت تھی جو شیر خدا کو اُسے رائج کرنے سے روک سکتی۔ مگر آپؓ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ آپؓ بھی اُن بزرگوں میں شامل تھے جنہوں نے مل کر سیدنا ابوبکر

Marfat.com

صدیقؓ کی قرآن حکیم کے اُن نسخوں کے جمع کرنے میں مدد کی جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود مرتب کرا چکے تھے۔ مگر وہ کتاب کی شکل میں اکٹھے نہ تھے۔ مگر کتاب اللہ سے امت مسلمہ کو منحرف کرنے کے لئے سبائی حضرات نے جو قصے و کہانیاں تراشی ہیں اُن سے توبہ ہی بھلی۔

صدیق اکبرؓ کے دورِ خلافت کے بعد سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا عثمان ذوالنورینؓ نے اپنے اپنے دورِ خلافت میں انہیں نسخوں سے مزید نقول کرا کر مملکت اسلامیہ میں پھیلائیں۔

قرآنِ حکیم کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مرتب فرمایا تھا

خلفائے ثلاثہ یا صحابہؓ کو یہ اختیار نہ تھا کہ وہ کبھی احکامات ربانی سے روگردانی کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتب کردہ قرآن کو خود ترتیب دینے کی جرأت کرتے۔ بلکہ جس آیت کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کچھ نہ فرمایا اُسے اس کے مقام سے ہٹانے کی بھی جرأت نہ کی۔ ان کے اس جذبہ اور عقیدت کو ذیل کی حدیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

عن ابن عباس قال قلت بعثمان ما حملکم علیٰ ان عمدتم الی الانفال وھی من المثانی	ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا آپؓ (صحابہؓ) نے کیوں سورہ انفال کو جو مثانی میں سے ہے

قرآن مجید کی سورتوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے طوال، مئین، مثانی اور مفصلات چنانچہ سورہ بقرہ سے سورہ توبہ تک کو "طوال" یعنی لمبی یا طویل سورتیں کہا جاتا ہے

(باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

الی براۃ وھی من المئین فقرنتم بھما ولم تکتبوا بینھما سطر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ووضعتموھما فی السبع الطوال فقال عثمان کان رسول اللہ علیہ وسلم کثیرا ما ینزل علیہ السور ذوات العدد وکان اذا نزل علیہ الشیٔ یدعی بعض من

سورہ براۃ جو مئین میں سے ہے کے پاس رکھا ہے اور اُن کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی اور اس طرح دونوں سورتوں کو سات لمبی سورتوں میں شامل کر دیا ہے حضرت عثمانؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب ایک ہی وقت میں بہت سی سورتیں آپ پر نازل ہوتیں اور اُن میں

(بقیہ حاشیہ صـ۵۸) اور سورۂ یونس سے سورہ نمل تک کو "مئین"[۲] یعنی سو سو آیت والی یا سو آیات سے زیادہ والی سورتیں کہا جاتا ہے اور سورہ شعراء سے سورہ فتح تک کو "مثانی"[۳] کہتے ہیں۔ ان سورتوں میں آیات سو سو سے کم ہیں اور قصے ان میں مکرر ہیں اسلئے ان کا نام مثانی ہے یعنی بار بار والی سورتیں اور سورہ حجرات سے آخر قرآن حکیم تک کو "مفصل"[۴] کہتے ہیں اس لئے کہ ان سورتوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا فاصلہ قریب ہے۔ یعنی فاصلہ رکھنے والی سورتیں۔

اس چوتھی قسم یعنی "مفصل" کی پھر تین قسمیں ہیں۔ طوال[۱]، اوساط[۲] اور قصار[۳] سورۂ حجرات سے سورۂ انشقاق تک کو "طوال مفصل" کہتے ہیں یعنی لمبی اور فاصلہ والی سورتیں سورۂ بروج سے سورہ البینۃ تک کو "اوساط مفصل" یعنی درمیانی فاصلہ والی سورتیں کہا جاتا ہے اور یہاں سے آخر قرآن حکیم تک کو "قصار مفصل" یعنی چھوٹے فاصلے والی سورتیں کہا جاتا ہے۔ (مؤلف)

Marfat.com

دعا بعض من یکتب فیقول له
ضعوا هولا الایت فی السورة
التی یذکرة فیها کذا و
کانت الانفال من اوائل
ما نزل بالمدینة وبرأة
من اٰخر القراٰن وکان
قصتها شبیهة بها فظننت
انها منها فقبض رسول الله
صلی الله علیه وسلم ولم یبین
لنا انها منها[1] ...

کی کسی سورت کی آیت کا نزول ہوتا
تو کسی کاتب وحی کو بلا لیتے اور اس کو
حکم دیتے کہ وہ آیت فلاں سورت کے فلاں موقع پر لکھ دو
سورۂ انفال مدینہ میں ابتدائی زمانہ میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی
اور برأۃ کا نزول آخری زمانہ میں ہوا اور ان
دونوں کا مضمون باہم مشابہ و متوافق تھا
اس لئے ہم نے یہ خیال کیا کہ دوسری سورہ
پہلی سورت میں سے ہی ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے اٹھ گئے اور انہوں نے ہمیں واضح
طور پر یہ نہ فرمایا تھا کہ یہ سورہ اسی میں
سے ہے پس رسول اللہ صلعم کے بیان نہ کرنے
کے سبب اور دونوں سورتوں کا قصہ مشابہ ہونے
کے باعث ہم نے دونوں کو پاس پاس رکھا
اور دونوں سورتوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
کا فاصلہ نہ دیا اور پھر ہم نے ان دونوں سورتوں
کو طوال میں شامل کر لیا اور دونوں کو الگ
الگ اس خیال سے نہ رکھا کہ دونوں کے ایک ہونے
میں بھی شبہ تھا اور دو ہونے میں بھی)

---

[1] احمد، ترمذی، ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ باب جمع القرآن۔

Marfat.com

سبحان اللہ! کیا ایمان تھا صحابہؓ کا کہ جو ترتیب قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اسی ترتیب کو قائم و دائم رکھا اور جس آیت یا سورہ سے متعلق آپ خاموش رہے اس کو صحابہؓ نے بھی اسی مقام پر رہنے دیا۔ یہ تھا وہ ایمان۔ تقویٰ اور جذبہ جس کے تحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتب کردہ قرآن کریم کے نسخوں کی نقول کی گئیں۔ اس حدیث سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ قرآن شریف کی مرتب شدہ سورتیں اکٹھی کرتے وقت صحابہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب ہی کو مقدم رکھا۔ اسی تقویٰ اور تقلید پیغمبر مساوات صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا حق ادا کرنیکے صلہ میں رب کائنات نے ان کو "رضی اللہ" کے لقب سے نوازا۔

محققینِ تشیع بھی حفاظتِ قرآن کے قائل ہیں

پیشتر اس کے کہ محققین تشیع کے حفاظت قرآن حکیم کے متعلق دلائل پیش کئے جائیں یہ امر ضروری ہے کہ سبائی حضرات کی تحریف کتاب اللہ کے متعلق روایات بھی پیش کر دی جائیں تاکہ ناظرین کو حق و باطل کے تمیز کرنے میں سہولت رہے۔

سبائی حضرات میں قرآن حکیم کے کامل اور صحیح ہونے اور ناقص، غلط اور غیر صحیح ترتیب ہونے کے متعلق کافی اختلاف ہے۔ چنانچہ ذیل کے اقوال سبائی علماء نے قرآن حکیم کو تحریف شدہ ماننے پر،

Marfat.com

(۱) ابو یعقوب محمد بن اسحاق الکلینی مصنف اصول[1] و فروع کافی
(۲) شیخ جلیل علی بن ابراہیم قمی شیخ الکلینی
(۳) شیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی
(۴) علامہ نوری مصنف فصل الخطاب
(۵) شیخ مفید
(۶) محقق داماد
(۷) علامہ مجلسی

اور ذیل کے علماء سنیائیہ قرآن حکیم کو کامل صحیح مانتے ہیں جو بین الدفتین موجود ہے۔

(۱) شیخ صدوق مصنف کتاب العقائد
(۲) شریف مرتضیٰ
(۳) ابو جعفر طوسی مصنف تبیان
(۴) شیخ ابو علی طبرسی مصنف تفسیر مجمع البیان

سبائی حضرات نے اُمت مسلمہ کو قرآن حکیم جیسی لاریب کتاب سے برگشتہ کرنے کی غرض سے عجیب و غریب حکایات و روایات تراشیں مثلاً۔

---

[1] اس کی کتاب اصول کافی کے ٹائیٹل یا سرورق پر جلی حروف سے لکھا ہوا ہے قال امام العصر وحجۃ اللہ المنتظر علیہ سلام اللہ الملک الاکبر فی حقہ ھذا کاف لشیعتنا (یعنی امام الزمان حجۃ اللہ امام منتظر مہدی علیہ السلام نے اس کتاب کے حق میں فرمایا کہ یہ کتاب ہمارے شیعہ کے لئے کافی ہے) یہی وجہ ہے کہ اس کا نام کافی مشہور ہو گیا (مؤلف)

Marfat.com

قال یا ابا محمد ان عندنا الجامعة
وما یدریهم ما الجامعة
قال قلت جعلت فداك
وما الجامعة قال صحیفة
طولها سبعون ذراعا[1]

"امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اے محمد
ہمارے پاس ایک جامعہ ہے اُن کو کیا معلوم
ہے کہ وہ جامعہ کیا ہے؟ میں نے کہا میں آپ
پر قربان فرمائیں وہ جامعہ کیا ہے آپ نے
فرمایا ایک قرآن ہے جو ستر گز لمبا ہے"

سمجھ میں آتا اتنے لمبے چوڑے قرآن کو کس طرح پڑھا جاتا ہوگا
مزید سنئے۔

وان عندنا لمصحف فاطمة
علیها السّلام وما یدریهم
ما مصحف فاطمة قال مصحف
فیه مثل قرآنکم هذا ثلاث
مرّات والله ما فیه من قرآنکم
هذا حرف واحد[2]

"امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے ہاں ایک
مصحف فاطمہؑ بھی ہے اور تم جانتے ہو۔
مصحف فاطمہؑ کیا ہے؟ فرمایا وہ ایک
قرآن ہے جس میں تمہارے قرآن سے سہ
گنا زیادتی ہے اور خدا کی قسم اس میں
تمہارے اس قرآن کا ایک حرف بھی نہیں"

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ سیدنا علیؑ نے جو لقول سبائیہ اصل قرآن حکیم منتقل کیا تھا یہ
وہی تھا یا جناب سیدہ کے پاس علیحدہ کوئی قرآن تھا۔
ایک اور دلچسپ روایت ملاحظہ فرمائیں

---

[1] اصول کافی صـ۱۳۹

[2] اصول کافی صـ۱۳۹۔

Marfat.com

عن احمد بن ابی نصر قال دفع
الیّ ابوالحسن علیہ السّلام مصحفًا
وقال لا تنظر فیہ ففتحتہ و
قرأت فیہ لم یکن الذین
کفروا فوجدت فیھا اسم
سبعین رجلا من قریش
باسمائھم واسماء ابائھم
قال فبعث الیّ ابعث بالمصحف[1]

* احمد بن محمد بن نصر سے روایت ہے کہ
امام رضا علیہ السلام نے مجھے ایک قرآن
دیا اور فرمایا کہ اس میں نظر نہ کرنا پس میں
نے جو اُسے پڑھا اور سورہ لَمْ یَکُنِ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا پڑھی تو اس میں
قریش میں سے ستر شخصوں کے نام
بقید ولدیت پائے۔ راوی کہتا ہے کہ
امام نے مجھے کہلا بھیجا کہ وہ قرآن مجھے واپس دے

مزید روایت ہے۔

عن ابی جعفر علیہ السّلام
قال نزل القرآن اربعۃ
ارباع ربعٌ فینا وربعٌ
فی عدونا وربعٌ سنن
وامثال وربعٌ فرائض
واحکام[2]

* امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا قرآن
چار حصوں پر نازل ہوا۔ ایک چوتھائی
ہمارے فضائل میں نازل ہوا۔ اور
ایک چوتھائی ہمارے دشمنوں
کے بارے میں اور ایک چوتھائی
سنن اور امثال میں
اور ایک چوتھائی فرائض واحکام ہیں۔[3]

---

[1] اصول کافی کتاب فضل القرآن ص ۶۷۰

[2] اصول کافی ص ۶۶۹

[3] اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نصف قرآن تو فضائل سیدنا علیؓ اور آل علیؓ وباقی ص

Marfat.com

علامہ مرزا ابوالقاسم فرماتے ہیں" قرآن میں تحریف ہوئی ہے یا نہیں

(حاشیہ بقیہ صفحہ) کے لیے وقف تھا۔ قرآن کیا تھا سیرت سیدنا علیؓ اور آل علیؓ ہوگا۔ حالانکہ کتاب اللہ تو احکام اوامر و نواہی اور حکمت و حجت کا مجموعہ ہے نہ کہ سیدنا علیؓ اور آل علیؓ کے محامد و محاسن رب کائنات نے اتمام حجت کے طور پر سیدنا علیؓ کو خلافت راشدہ کے آخری دور میں حکومت اسی لیے دی تاکہ اگر خلفائے ثلاثہؓ نے کوئی غلط و ناقص قرآن امت مسلمہ کے سامنے پیش کیا تھا تو اس کو نسیاً و نابجا کر دیتے اور اس کی جگہ اصل اور غیر تحریف شدہ قرآن جو بقول سبائیہ خود انہوں نے جمع کیا تھا پیش کرتے اور اس کی نقلیں کرا کر مملکت اسلامیہ میں نشر کر کے دین حق سے لوگوں کی ہدایت فرماتے آپؓ کے بعد سیدنا حسنؓ خلیفۃ المسلمین مقرر ہوئے انہوں نے بھی اپنے والد محترم کے جمع کردہ قرآن سے امت مسلمہ کو روشناس نہ کرایا۔ اور پھر سیدنا حسینؓ جیسے حق پرست جن کو وراثت کے طور پر یہ قرآن ملا انہوں نے کربلا کے میدان میں سبائی بے وفاؤں کے خطوط کے تھیلے تو دکھائے اور اپنے ہر خطبے میں ان کو تو پڑھ پڑھ کر سنایا مگر رب کائنات کی یہ امانت و خلافت یعنی کتاب اللہ جو زمین پر اللہ کی خلیفہ ہے جس کی ہدایت اور تعلیم کو پھیلانے کے لئے آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور جنہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر امت مسلمہ کے اجماع کو گواہ بنا کر فرمایا تھا کہ میں تم میں یہ چیز اللہ کی کتاب [illegible] چھوڑے جا رہا ہوں اس کو مضبوطی سے پکڑنا [illegible]

Marfat.com

اس مسئلہ پر علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثر اخباری (ارباب حدیث)

(بقیہ حاشیہ ۷۵) اور سیدنا علیؓ اور آل علیؓ نے کتاب اللہ کو ایسا مضبوطی سے پکڑا کہ کسی اور کو نہ تو اُسے ہاتھ لگانے دیا اور نہ آج تک زیادت کرنے دی اور نہ ہی اس کی تعلیم و رشد و ہدایت سے دنیا کو محروم کیا اور آل علیؓ نے اپنے پیغمبر پروردگار کی وصیت پر پورا پورا عمل کیا۔ "اس قرآن کو اب تم کبھی بھی نہ دیکھو گے اُس کتاب اللہ یعنی خلافتِ الٰہیہ کو مقفل ہی رہنے دیا اور قیامت تک کے لئے نسل انسانی کو گمراہ چھوڑ دیا۔ (واستغفر اللہ) حالانکہ نہج البلاغہ خطبہ ۱۳ زیرِ بحث جزو اوّل میں حضرت علیؓ نے اہل بصرہ کو یوں نصیحت فرمائی۔

وعلیکم بکتاب اللہ فانہ	"اے اہل بصرہ! تم کتاب اللہ کو
الحبل المتین والنور المبین	مضبوط پکڑ لو۔ یہ ایک مضبوط رسی اور روشن
والشفاء النافع والری الناقع	نور مفید شفاء اور پیاس دور کرنے والا پانی
والعصمۃ للتمسک والنجاۃ للمتعلق	ہے اسے جو تھامے گا بچ جائیگا اور عمل کریگا۔

نجات پائے گا۔"

یہاں حضرات نے عیب علیؓ میں جس بغض علیؓ کا ثبوت دیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے جو ان نیک سیرت پروردگارِ دین پر سراسر بہتان ہے۔ انہوں نے اگر خلفاء ثلاثہ کو غاصبانِ خلافت رسول قرار دیا ہے تو سیدنا علیؓ اور تمام آل علیؓ کو کتاب اللہ پر متفق کر کے انہیں غاصبانِ خلافتِ الٰہیہ اور غاصبان حقوقِ نسل انسانی قرار دیا۔ اس کے لئے ان حقائق پر غور کریں۔ ان سبائی روایات حکایات اور تعلیمات پر ایمان

Marfat.com

تحریف کے قائل ہیں مثلاً کلینی، علی بن ابراہیم قمی اور شیخ احمد بن ابی طالب وغیرہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶) ایمان لانے سے پہلے عقل و خرد سے کام لیں۔ عبداللہ بن سبا، نہ تو محب علیؓ تھا اور نہ ہی دشمنِ صحابہؓ وہ تو یہودی تھا اور یہود کو بنو ہاشم یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کرنے کی وجہ سے مدینے کو چھوڑنا پڑا۔ مدینے کے بعد انہوں نے خیبر کو اپنا وطن قرار دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق کہ "آج یہ علم میں اُس کو دوں گا جو خیبر کو فتح کرے گا" سیدنا علیؓ نے "در خیبر" اکھاڑا بلکہ یہودیوں کو سرزمینِ عرب سے اکھاڑ باہر پھینکا۔ یہ تھا وہ بغض و حسد و تعصب جس کو سینہ میں دبائے ہوئے۔ عبداللہ بن سبا اور کئی ایک یہودی تقیہ کر کے مسلمان ہوئے انہوں نے حب علیؓ کی آڑ میں اسلام، پیغمبر اسلام سیدنا علیؓ اور آل علیؓ سے اپنے آباؤ اجداد کا ایسا بدلہ لیا۔ جو قیامت تک کے لئے قائم و دائم رہے گا۔ اگر خیبر کا دروازہ اکھاڑ کر سیدنا علیؓ نے یہودیوں کو بے گھر کیا۔ تو انہوں نے بھی سیدنا علیؓ کو مدینۃ الرسول چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اور ان سے ایسے محبوب ترین نبیؐ کی رفاقت ایسی چھڑائی کہ دوبارہ کوفے سے مدینہ کی زیارت کو بھی آنا نصیب نہ ہوا۔ سیدنا حسنؓ کو ایسے دکھ اور تکالیف پہنچائیں کہ ان کو خلافت چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اور زندگی بھر چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ سیدنا حسینؓ اور دیگر آل علیؓ کو خطوط پر خطوط لکھ کر ان سب کو اہل و عیال سمیت مدینے سے بے گھر کیا اور میدانِ کربلا میں جو اُن کا حشر کیا وہ قیامت تک کیلئے اس حقیقت کا [illegible] ہے کہ اگر سیدنا علیؓ نے در خیبر اکھاڑ کر یہودیوں کو بے گھر کیا تو [illegible] ایسا اکھاڑا کہ اس سارے خاندان کو زندگی بھر کے لئے بے گھر [illegible] حضرت موسیٰ کاظمؒ اور دیگر [illegible] آل علیؓ سے مزارات [illegible]

Marfat.com

لیکن علم الہدیٰ، شیخ صدوق، محقق طبرسی بن الفضل اور تمام جمہور مجتہدین شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہیں"[1]

واضح رہے کہ ہم پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ شیعہ موجودہ قرآن کو منزل من اللہ اور غیر محرف مانتے ہیں۔ جو شخص قرآن میں کمی زیادتی ہونا ہماری طرف نسبت کرتا ہے وہ کاذب اور مفتری ہے۔ تمام اصولی شیعوں کا یہی اعتقاد ہے۔[2]

بعض متعصب شیعہ حضرات بھی اس قدر جامع اور لاریب کتاب کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ قرآن شریف کے کچھ حصے گم ہو گئے بقول سبائی حضرات "بکری کھا گئی" بعض سورتوں کے نام بدل دئے گئے اور وہ سورتیں جو حضرت علیؓ کے دعووں کی موید تھیں اُن کو عمداً چھوڑ دیا گیا[3] لیکن خود اس

---

[1] قوامین الاصول طبع ایران ج ۱ باب ۴ صفحہ ۶۱۹ بھائی بھائی صفحہ ۸۳، ۸۴

[2] موعظ تحریف القرآن طبع اپریل ۱۹۲۳ء " بھائی بھائی ۸۴

[3] قرآن پاک تو کیا محققین حدیث کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ

قال المحققون ان وصایا المصدرة بیا ایها الذین اوکلها موضوعة غیر قابلة للاعتبار

* اور محققین کا فیصلہ ہے کہ وصیتیں علیؓ کی جو ندا کے ساتھ ہیں وہ سب موضوع ہیں سوائے اس قول [illegible] کے کہ اے علی تیری امانت مجھ سے [illegible] جو دوسری کوئی ندا تھی کہ اے ایمان والو یا ہے

Marfat.com

جماعت میں بھی بعض اہل علم و بصیرت اور محققین اس حقیقت کے معترف ہیں کہ "کتاب اللہ" جس کو بعد از وفاتِ پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ نے آپ کے مرتب کردہ نسخوں سے جمع کیا۔ جو قرآن پاک کی شکل میں آج ہمارے سامنے موجود ہے۔ یہی وہ اصل قرآن حکیم ہے جو سرکار رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ یہی وہ قرآن پاک ہے جس کی نشر و اشاعت خلفائے ثلاثہ اور سیدنا علی رضؓ نے کی اور تمام بزرگانِ دین اسلام اسی قرآن مقدس کو غیر محرّف اور لاریب مانتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر صافی جو اہل تشیع کی ایک بہت ہی معتبر تفسیر ہے اس تفسیر میں ملا محسن صاحب متعصب و جاہل شیعوں کے خیالات کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

قد روت جماعة من اصحابنا	ہمارے دوستوں کی ایک جماعت اور عوام
وقوم من حشوية العامة ان	حشویہ نے یہ روایت کی ہے کہ قرآن شریف
فی القرآن تغييراً ونقصانا	میں تغیر اور نقصان ہوا ہے ہمارے
والصحيح من مذهب اصحابنا	اصحاب کا صحیح مذہب اس کے خلاف
خلافه وبلغت حد الم	ہے۔ اور ان لوگوں کی رائے اس حد تک
تبعه فيما ذكرنا ولات القرآن	پہنچی ہے کہ ہم اس کو بیان نہیں کر سکتے اور
معجزة النبوة وماخذ	اصل بات یہ ہے کہ قرآن نبوت کا
العلوم الشرعية والاحكام	اعجاز اور علوم شرعیہ اور دینی احکام
الدينية وعلماء المسلمين	کا ماخذ ہے اور علمائے اسلام قدیماً

Marfat.com

قد بلغوا فی حفظہٗ وحمایتہٗ
الغایۃ حتیٰ عرفوا کل شیٔ
اختلف فیہ من اعرابہ
وقرأتہٗ وحروفہ وایاتہٗ
فکیف یجوز ان یکون
مغیراً او منقوصا مع
العنایۃ الصادقۃ
والضبط الشدید

اس کی حفاظت اور حمایت کی ہے
کہ انہوں نے ہر چیز پہ جس پہ اختلاف
ہے اعراب اور قرأت اور حروف
اور آیات کے بارہ میں عرفان تام
اور واقفیت عام پیدا کر لی ہے
پھر کیونکر ممکن ہے کہ ایسے ضبط شدید
اور حفاظت صحیحہ کی موجودگی میں کسی قسم
کا تغیر یا کمی ہونے پائی ہو"۔

آگے چل کر اسی تفسیر صافی کے صفحہ ۱۱۴ پر ملا محسن صاحب رقمطراز ہیں کہ:۔

ان القرأت علی عھد رسول
اللہ مجموعًا مؤلفًا علی ما
ھو علیہ الآن واستدلال
علیٰ ذالک بان القرأت
کانت تعرض وتحفظ جمیعہ
فی ذالک الزمان حتیٰ عین
علیٰ جماعۃ من الصحابۃ
فی حفظھم لھا وانہ کان
یعرض علی النبی ؐ

" یہی قرآن شریف رسول اللہ صلعم کے
زمانہ میں اسی طرح جمع شدہ تھا اور
اکٹھا تھا جس طرح آج ہے اور اس
پر دلیل یہ ہے کہ قرآن حمید مکمل
و مجموعی طور پر اس زمانہ مبارک میں
پڑھا جاتا اور حفظ کیا جاتا تھا یہاں
تک کہ صحابہؓ کی ایک جماعت حفظ
قرآن پر متعین تھی۔ یہ لوگ حضور
صلعم کے سامنے قرآن پیش کرتے اور

Marfat.com

يتلى عليه وان جماعة من الصحابة مثل عبدالله بن مسعود وابي بن كعب وغيرها ختموا القران على النبي عدة ختمات وكل ذالك يدل بادنى تامل على انه كان مجموعا غير مبتور و مبثوث وذكران من خالفه في ذلك من الامامية والحشوية لا يعتد بخلافهم فان الخلاف في ذلك مضاف الى قوم من اصحاب الحديث نقلوا اخبارا ضعيفة ..

پڑھتے تھے اور صحابہؓ کی ایک جماعت مثل عبداللہ بن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ وغیرہ نے چند مرتبہ قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ختم کیا - اور ان باتوں پر ذرا تامل و فکر سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن شریف مرتب و مدون تھا۔ تتر بتر نہیں تھا۔ اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے - کہ امامیہ یا حشویہ میں سے جن لوگوں نے اس رائے کی مخالفت کی ہے اُن کی اس کے مقابل میں کوئی حقیقت نہیں کیونکہ یہ خلاف صرف اصحاب احادیث سے ہوا ہے جنہوں نے ضعیف خبریں نقل کر دی ہیں -

شیعہ امامیہ کے مجموعہ ہائے حدیث چار ہیں جو صحاحِ اربعہ کے نام سے مشہور ہیں۔

	نام کتاب	نام مؤلف
(۱)	کافی	ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینی (وفات ۳۲۹ھ)

Marfat.com

(۲) تہذیب الاحکام — شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن بن علی الطوسی، شاگرد علم الہدیٰ (وفات ۴۶۰ھ)

(۳) استبصار فیما اختلف من الاخبار — ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ ابن بابویہ القمی المقلب بہ الصدوق (وفات ۳۸۱ھ)

ان میں سے کافی میں تحریف قرآن کے متعلق احادیث زیادہ نظر آتی ہیں۔ باقی کے مؤلفین قرآن حکیم کی صحت کے قائل معلوم ہوتے ہیں چنانچہ شیخ صدوق اپنی تصنیف "رسالۃ فی الاعتقادات" طبع ایران ۱۲۷۲ھ میں لکھتے ہیں کہ

اعتقادنا ان القرآن الذی انزلہ اللہ تعالیٰ علیٰ نبیہ محمد ھو ما بین الدفتین وھو ما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذلک .... ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک فھو کاذب	ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ جو قرآن اللہ نے حضور صلعم پہ نازل فرمایا تھا وہی ہے جو دفتین میں محفوظ لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس سے زیادہ قطعاً نہیں تھا۔ جو لوگ ہماری طرف یہ عقیدہ منسوب کرتے ہیں کہ ہم کسی بڑے قرآن کے قائل ہیں وہ جھوٹے ہیں[1]

---

[1] اصول کافی باب النوادر کتاب فضل القرآن جزو ششم ص۴۲ پر روایت ہے عن ابی عبداللہ علیہ السلام ان قرآن الذی جاء بہ جبریل الی محمد سبعۃ عشر الف آیۃ — جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو قرآن رسول اللہ صلعم پہ بوساطت جبرئیل نازل ہوا اس میں سترہ ہزار آیات تھیں۔ اب پتہ چلتا ہے ان دونوں میں سے کون سچے ہیں (مؤلف)

Marfat.com

شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن علی الطوسی کے اُستادِ اجل علامہ علم الہدیٰ
مرتضیٰ (وفات ۴۳۶ھ) کی رائے شیخ ابو علی طبرسی نے اپنی تفسیر
"مجمع البیان" میں یوں درج کیا ہے کہ

ذکر فی المواقع ان العلم بصحة
نقل القرآن کالعلم بالبلدان
الحوادث الکبیر والوقائع
لعظام والکتب المشهورة
واشعار العرب المسطورة
کان العنایة اشتدت و
لدواعی توفرت علی نقله
حراسقوبلغت إلی حدلم
بلغه فیما ذکرنا لان القرآن
معجزة النبوة وماخذ
العلوم الشرعیة والاحکام
الدینیة والعلماء قدبلغوا
ن حفظة وحمایته الغایة
حتی عرفوا کل شئ اختلف
فیه من اعرابه وقرأته
وآیاته فیکف یجوز ان

کئی مواقع پر (علم الہدیٰ) نے لکھا ہے
کہ قرآن کی صحیح نقل ہونے کا علم یقینی
ہے جتنا کہ شہروں، مشہور واقعات،
حوادث اور مشہور کتابوں اور اشعارِ
عرب کا۔ قرآن کی کتابت وحفاظت
کے وسائل اس قدر زیادہ تھے اور
اس معاملہ پر اتنی زبردست توجہ دی
گئی کہ مذکورہ بالا میں سے کسی پر
آج تک نہیں دی گئی۔ بات یہ ہے
کہ قرآن معجزۂ نبوت اور احکام
دینیہ کا ماخذ ہے۔ علمائے اسلام
نے اس کی حفاظت اس حد تک
کی ہے کہ انہیں قرآن شریف
کے اعراب، قرأت مع وجوہ
آیات کا چھوٹا بڑا اختلاف
تک معلوم تھا، اس زبردست

Marfat.com

یکون مغیرا او منقوصا مع
العنایة الصادقة والضبط
الشدید ..... وذکر ایضا
رضی اللہ عنہ ان القرآن کان
عہد رسول اللہ مجموعا
مؤلفا علی ما ھو علیہ الآن و
استدل علی ذالک بان القراء ت
کان یدرس یحفظ جمیعۃ
فی ذلک الزمان حتی عین علی
جماعۃ من الصحابۃ مثل
عبد اللہ ابن مسعود ابی بن کعب
وغیرھما ختموا القرآن علی النبی
صلعم ختمات وکل ذلک یدل
بادنی تامل علی انہ کان مجموعا
مرتبا غیر مبثور ولا مثبوت و
ذکر ان من خالف فی ذلک
من الامامیۃ والحشویۃ
یعتد بخلافھم فان الخلاف
فی ذلک مضاف الی قوم من

توجہ اور انتہائی ضبط و اہتمام کے
بعد کسی بیشی کا احتمال تک باقی نہیں
رہتا۔ مزید لکھا ہے کہ قرآن حضورؐ
کی زندگی ہی میں جمع ہو گیا تھا اور اس
کی ترتیب بالکل وہی تھی جو آج ہے
اور دلیل یہ دی کہ عہد رسولؐ میں
قرآن پڑھا اور حفظ کیا جاتا تھا،
یہاں تک کہ صحابہؓ کی ایک جماعت
حفظِ قرآن پر متعین تھی مثلاً عبداللہ
ابن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ وغیرہ
جنہوں نے حضورؐ کے سامنے کئی دفعہ
قرآن ختم کیا تھا۔ ان واقعات سے
بالکل عیاں ہے کہ عہدِ رسولؐ میں
قرآن باقاعدہ مرتب تھا۔ وہ بکھرا
ہوا یا ناقص نہیں تھا۔ مزید فرمایا
کہ امامیہ و حشویہ سے جو لوگ صحت
قرآن کے منکر ہیں ان کی رائے قابلِ
اعتماد نہیں۔ صحت قرآن سے حقیقی
اختلاف دراصل ارباب حدیث سے

Marfat.com

اصحاب الحدیث نقلوا اخبارا
ضعیفۃ ظنّوا صحتھا

سے ہوا ہے جنہوں نے ضعیف روایات
نقل کر دی تھیں اور لوگ انہیں صحیح سمجھ بیٹھے ہیں

استاذِ اجل علامہ علم الہدیٰ مرتضیٰ جن کا بیان جمع قرآن کے متعلق آپ نے ابھی پڑھا ان کے شاگرد رشید شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن بن علی الطوسی اپنی کتاب "بتیان" میں یوں فرماتے ہیں۔

وقال شیخ الطائفۃ محمد بن الحسن الطوسی فی بتیانہ واما الکلام فی زیادۃ نقصانہ فمما لا یلیق بہ کان الزیادۃ فیہ مجمع علی بطلانہ والنقصان منہ فالظاھر من مذھب المسلمین خلافہ وھو الائیق بالصحیح من مذھبنا وردّ ما یرید من اختلاف الاخبار فی الفروع وعرضھا علیہ فما وافقہ عمن علیہ وما خالفہ یجتنب ولم یلتفت الیہ وتروی عن النبی

شیخ الطائفہ محمد بن الحسن الطوسی اپنی کتاب "بتیان" میں فرماتے ہیں کہ قرآن میں کمی بیشی کی بحث نامناسب ہے جہاں تک بیشی کا تعلق ہے اسکوئی بھی نہیں مانتا، رہی کمی تو ظاہر مذہب المسلمین خلاف ہے اور یہی ہمارے صحیح مذہب کے مطابق ہے رہی وہ متصادم روایات جو فروع کافی میں پائی جاتی ہیں۔ انہیں قرآن[1] پر پرکھو جو قرآن کے مطابق ہوں انہیں مسترد کرو اور جو مخالف ہوں انہیں حضور صلعم کی اس حدیث پر سب متفق ہیں کہ آپؐ

---

[1] اسی طرح سیدنا علیؓ، سیدہ فاطمہؓ اور حسنینؓ کے متعلق اہلبیت تطہیرؑ کی جو احادیث وضع کی گئی ہیں انہیں بھی قرآن پر پرکھیں (مولف)

Marfat.com

روایۃ لایبد فیھما احدٌ انہ قال انی متخلفٌ فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض وھذا یدل علی انہٗ موجود فی کل عصرٍ ولاتہ[1] لایجوز ان یامرنا بالتمسک بما لا نقدر علی التمسک بہ

آپؐ نے فرمایا تھا میں اپنے بعد دو چیزیں چھوڑ جاتا ہوں۔ کتاب اللہ اور اہل بیتؓ اگر انہیں تھام رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے کبھی الگ نہیں ہوں گی اور میرے پاس حوض کوثر پر اکٹھی وارد ہوں گی اس حدیث سے صاف پتہ چلتا ہے کہ قرآن ہر زمانہ میں موجود تھا اور ہے گا ورنہ ایسے قرآن سے جو موجود نہ ہو (غائب ہو چکا ہو) تمسک کرنا بے معنی ہے

---

[1] اہل بیت قرآنی یعنی اصحابِ مطہرات رضؓ رحمت دوعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جن کو نساء العالمین پر برتری اللہ نے فوقیت دیتے ہوئے فرمایا یٰنسآء النبی لستن کاحد من النساء (احزاب: ۳۲) "اے نبیؐ کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو" پھر فرمایا کہ تم قیامت تک کے لئے تمام مومن مسلمان مردوں اور عورتوں کی مائیں ہو۔ اور پھر سب سے اعلیٰ مقام دیتے ہوئے فرمایا کہ واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من اٰیٰت اللہ والحکمۃ (احزاب: ۳۴) "اسے یاد رکھو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتوں اور حکمت سے پڑھا جاتا ہے" یعنی تمہارے ہی گھروں میں قرآن حکیم نبی اکرم صلعم پر نازل ہوتا ہے اور تمہارے ہی گھروں سے نور ہدایت دنیا میں پھیلتا ہے اللہ ان مقامات عالیہ کی رفعت و بلندی کے لئے پاکیزگی اشد ضروری تھی اس لئے فرمایا انما یرید اللہ لیذھب

Marfat.com

شیعہ حضرات کے فرقہ امامیہ کے لاتعداد محققین صحتِ قرآن کے قائل اور اُس کی تحریف کے مخالف ہیں۔ عبداللہ بن سبا یہودی جس کا مقصد ہی کتاب اللہ سے بھولے بھالے مسلمانوں کو برگشتہ کرنا تھا۔ اس کے مقلدین نے اس کا پروپیگنڈا اور تبلیغ باقاعدہ جاری رکھی۔ ان بزرگان امامیہ کے گزر جانے کے بعد سبائیہ کی تبلیغ پھر رنگ لائی اور بعض علماء امامیہ پھر سے تحریفِ قرآن کے چکر میں پھنس گئے اور انہوں نے حُبِ علیؓ کی آڑ میں پھر سے تحریفِ قرآن کے عقیدے کو پھیلانے کے لئے تگ و دو کی۔ جن میں مشہور ملا خلیل قزوینی (وفات ۱۰۸۹ھ) سید نعمت اللہ الحسینی الجزائری (وفات ۱۱۱۲ھ) سید محمد باقر بن سید محمد مولوی مصنف "بحر الجواہر" سید علی اکبر بن علی اصغر ایرانی اور ہندوستان میں سید محمد اسماعیل الہ آبادی تھے۔

امامیہ کے آئمہ بھی تحریف کے قائل نہ تھے

قرآنِ مقدس جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ حاشیہ صفحہ) عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (الاحزاب ۳۳)
"اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے اے اہل بیت رسول (اے نبیؐ کی بیبیو! اے امت سلمہ کی ماؤں!) رساؤں کو دور کرے اور تمہیں پاک صاف کر دے" سبائی حضرات نے یہاں پر اہل بیت مدینی یعنی حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنینؓ (اہل بیت قرآنی) یعنی امہات المومنین پر فوقیت دے کر اپنے ہی بنائے ہوئے کلیہ کے مطابق احادیث کو قرآن پاک کی کسوٹی پر پرکھنا چھوڑ دیا اور اہل بیت قرآنی کو پس پشت ڈال کر اہل بیت مدینی کی

Marfat.com

مرتب فرمایا سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس کی نقول کرائیں اور سیدنا عمرؓ اور سیدنا عثمانؓ نے ان نقول سے مزید نقول کرا کر انہیں مملکت اسلامیہ کے کونے کونے میں پھیلایا اسی قرآن حکیم کے متعلق سیدنا علیؓ اہل بصرہ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وعلیکم بکتاب اللہ فانہ	(اے اہل بصرہ) تم کتاب اللہ کو مضبوط
الحبل المتین والسبب للبین	پکڑ لو یہ ایک مضبوط رسی اور روشن نور مفید شفا
والشفاء النافع والری الناقع	اور پیاس بجھانے والا پانی ہے اسے جو تھامے
العصمۃ للمتمسک والنجاۃ للمتعلق[1]	گا بچ جائیگا اور جو عمل کریگا نجات پائیگا[2]

امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعدؓ کو فرمایا

یا سعد تعلموا القرآن[3]	"اے سعد قرآن سیکھو"

اور امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ

ان ھذا القرآن فیہ منار	"اس قرآن میں ہدایت کے چراغ اور
الھدیٰ ومصابیح الدجیٰ[4]	اندھیروں کو دور کرنے والے مشعل ہیں"

---

[1] نہج البلاغہ طبع بیروت جزو اوّل صـ۱۶۲

[2] سیدنا علیؓ تو کتاب اللہ کو کلام حق، مضبوط رسی، دین حق، روشن نور، مفید شفاء اور بے چینی کو چین سے بدل کر سکون بخشنے والی کتاب فرما رہے ہیں مگر ایک غلطی سبائی فرماتے ہیں:

در مذہب ما کلام حق ناطق علیؑ است	طاعت کہ قبول حق بود یاد علیؑ است
از جملہ آفرینش کون و مکان	مقصود خدا علیؑ و اولاد علیؑ است

یعنی سبائی مذہب میں کلام حق قرآن حکیم نہیں بلکہ ناطق علیؑ ہے اور عبادت نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ نہیں بلکہ اصل عبادت خالق حقیقی یاد نہیں بلکہ سیدنا علیؓ کی یاد ہے۔ اور اس دنیا کے پیدا کرنے کا مقصد اللہ کو، پیغمبروں کے بھیجنے کا مقصد دین حق پیش کرنا نہیں تھا بلکہ سیدنا علیؓ اور اولاد علیؓ کے فضائل و محاسن پیش کرنا تھا۔ مزید ملاحظہ ہو ۳- اصول کافی صـ۳۰۰ ۴- اصول کافی صـ۳۱۰

Marfat.com

امام حسن عسکریؒ فرماتے ہیں۔

ان هذا القرآن هو المتود المبين والحبل المتين والعروة الوثقىٰ والدرجة العليا والشفاء الاشفىٰ والفضيلة الكبرىٰ و السعادة العظمىٰ[1]

"یہ قرآن تو مبین ہے، حبل المتین عروۃ الوثقیٰ درجہ علیا۔ زبردست شفاء، فضیلت کبریٰ اور سعادت عظمیٰ ہے۔"

قرآن حکیم کی صحت کے متعلق آپ نے سبائی حضرات اور شیعہ حضرات کے تضاد و اختلاف کو ان پیش کردہ روایات سے ملاحظہ فرمایا جو ان کے امام فرماتے ہیں وہ یہ نہیں مانتے اور جو یہ مانتے ہیں۔ ان کے امام اس کے قائل نہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں بھی عبداللہ بن سباء یہودی کی روح اور اُس کی خبیث سرگرم عمل ہے کہ جو حب علی کی آڑ میں بغض علیؓ کی تبلیغ کر رہی ہے۔ خدا اس سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک جیسی لاریب کتاب کو ہر قسم کی تحریف سے محفوظ و پاک رکھا۔ یہ کلام مقدس رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں بھی محفوظ رہا، خلفائے راشدین کے دورِ راشدہ میں اس محفوظ قرآن حکیم کی خوب نشر و اشاعت ہوئی اور ہر قسم کی دستبرد سے محفوظ رہا۔ آج تک بالکل محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔

---

[1] تفسیر امام حسن عسکری طبع مطبع حیدری ص ۲۲۳

Marfat.com

چنانچہ رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ	"یہ (قرآن حکیم) یقیناً غالب آنے
الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا	والی کتاب ہے جھوٹ نہ اس پر اس کے
مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ	سامنے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے
حَمِيْدٍ ۝ (حٰمٓ : ۴۲)	وہ صاحب حکمت اللہ کی طرف سے اتاری گئی ہے"

ناسخ و منسوخ

قرآن کریم ایک جامع و مکمل اور لاریب الہامی کتاب ہے۔ اس کے نازل کرنے والا خالق کائنات اور رب العالمین ہے۔ جن کے قلب پر اس کا نزول ہوا وہ سید المرسلین رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور جن کی وساطت سے نازل ہوئی وہ مقرب ترین فرشتہ جبرئیل امین ہے۔ اور جن قدسی صحابہؓ کے ذریعے اس کلام مقدس کی تبلیغ و نشر و اشاعت ہوئی ان کے متعلق خالق کائنات فرماتا ہے۔

محمد رسول اللہ والذین	محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں
معہ اشداء علی الکفار رحماء	اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں کافروں
بینھم ترٰھم رکعا سجدا	پر بہت سخت اور آپس میں بہت نرم دل
یبتغون فضلا من اللہ و	ہیں تو انہیں رکوع اور سجدہ کرتے دیکھے گا
رضوانا ز سیماھم فی وجوھھم	اللہ کے فضل اور رضامندی طلب
من اثر السجود ذلک مثلھم	کرتے ہیں۔ سجدہ کے اثر سے ان کی پہچان
فی التورٰۃ ج ومثلھم فی	ان کے چہروں سے ہوتی ہے یہ صفت ان
الانجیل ج	کی تورات میں اور انجیل میں ان کی صفت
(الفتح : ۲۹)	ایسی ہی ہے"

Marfat.com

ایسے بے نظیر تسلسل کے بعد بھی قرآن حکیم کے اندر ناسخ و منسوخ ماننا درحقیقت رب کائنات کی قدرت کاملہ، پیغمبر مساوات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار اور قدسی صحابہؓ کے ایمان و عمل پر بہتان عظیم ہے۔ جو بہت بڑی بے ادبی ہے۔ اس سسٹم ناسخ و منسوخ کی نشر و اشاعت کرکے سبائی مفسدین کا مقصد امتِ مسلمہ کو خدا کی ذات پر بداء[1] ثابت کرنا ہے۔ وہ خالق ہی کیا جو مخلوق کی طرح اپنے کلام پر قدرت نہ رکھتا ہو اور بلا مقصد ہی آیات، کا نزول کرکے بعد میں ردوبدل کرتا رہا ہو۔ ردوبدل تو صرف انسان کے کلام میں ہو سکتی ہے جس کی عقل محدود ہے۔ جو اپنی عقل کی رسائی تک اپنے علم و عقل کے مطابق کوئی کتاب لکھتا ہے جب اس کو دوبارہ پڑھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ اس کی یہ تحریر کئی پہلو سے تشنہ ہے وہ پھر اس میں کانٹ چھانٹ کرتا ہے اس کے پہلے ایڈیشن کے طبع ہونے پر اُسے خود محسوس ہوتا ہے کہ ایسا بھی وہ نامکمل ہی ہے پھر اس کے دوسرے ایڈیشن کے موقع پر اُس میں کچھ مضمون زیادہ کرتا ہے کچھ کم۔ اسی طرح ہر ایڈیشن پر اس مصنف کا یہی حال ہوتا ہے یہاں تک کہ کتاب رہ جاتی ہے اور مصنف مر جاتا ہے۔

لیکن رب کائنات کی عقل و علم لامحدود ہیں۔ اس کے علم و عقل کی رسائی کل کائنات کو محیط کئے ہوئے ہیں وہ ازل سے لے کر کائنات کے نظام کے ہر شعبہ سے واقف ہے کیونکہ وہ خود اُس کا خالق ہے وہ ترکن کہتا ہے۔

---

[1] یعنی قرآن نازل کرتے وقت بے معنی آیات کا نازل کرنا اور بعد میں منسوخ کرنا پڑا۔ (مؤلف)

Marfat.com

اور اس کے ارادے کی تکمیل فوراً ہو جاتی ہے۔ اگر وہ کائنات کے اس نظام کو بناتا اور بگاڑتا پھر بناتا اور بگاڑتا تو وہ خالق نہ تھا بلکہ یہ نظام کائنات کبھی مکمل ہی نہ ہو سکتا۔ خداوند تعالیٰ کو علم تھا کہ یہ آخری الہامی کتاب ایسے نبیؐ پر نازل ہو رہی ہے جو خاتم النبیینؐ ہے اس کے بعد نہ کوئی نبی مبعوث ہونا ہے اور نہ کسی اور الہامی کتاب ہی کی ضرورت ہے۔ اس لئے خالق کائنات نے ایسی بے نظیر کتاب یعنی قرآن حکیم نازل فرمائی جس کے متعلق خود فرمایا کہ وہ لاریب ہے یعنی ہر قسم کے شک و شبہ، تحریف اور ناسخ و منسوخ ہونے سے پاک ہے اور اس کی حفاظت اپنے ذمے لیتے ہوئے فرمایا کہ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا	"اس قرآن کو ہم نے اتارا ہے اور اس کی
لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: ۹)	حفاظت ہم خود ہی کریں گے"

اور پھر فرمایا

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۙ فِيْ لَوْحٍ	"بلکہ یہ قرآن جو بڑی شان والا ہے۔
مَّحْفُوْظٍ ۝ (البروج: ۲۱، ۲۲)	لوح محفوظ ہے"

اس کے باوجود کوئی قرآن حکیم میں ناسخ و منسوخ کا قائل رہ جائے تو وہ اس کی لاعلمی پر مبنی ہوگا۔ اگرچہ چند روایات ناسخ و منسوخ کے متعلق ملتی بھی ہیں تو ان میں سے کوئی روایت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچتی یعنی کسی راوی میں یہ نہیں کہ آپؐ نے کسی آیت کو منسوخ فرمایا ہو اور پھر آپؐ نے تو ہر آیت کو بین فرمایا ہے اس لئے کسی راوی کی طرف ناسخ و منسوخ کی روایت منسوب کرنے سے قرآن حکیم کی کوئی آیت منسوخ قرار نہیں دی جا سکتی

Marfat.com

اور پھر کمال تو یہ ہے کہ خود بخاری میں بھی اکثر روایات کی حالت یہ ہے کہ ایک دوسرے کی تردید کرتی ہیں۔ جہاں ایک صحابیؓ کی رائے ایک آیت کو منسوخ کرتی ہے وہاں دوسرے صحابیؓ کی رائے اُسی آیت کو غیر منسوخ قرار دیتی ہے اور علماء کا اتفاق ہے کہ ایسی کل روایات ضعیف ہیں چنانچہ حوالہ امامیہ کے علامہ طبرسی کا قول ہے کہ الروایات فی النسخ کلها ضعیفۃ اور اسی حقیقت کو قرآن حکیم میں رب کائنات نے ذیل کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ	• اور اگر وہ اللہ کے غیر سے ہوتا تو
لَوَجَدُوا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا	اس میں ضرور بہت اختلاف پاتے

(النساء ۸۲)

پس ظاہر ہوا کہ قرآن کریم میں اگر اختلاف قبول کیا جائے تو وہ من عنداللہ نہیں اور اگر بقول قرآن شریف اختلاف نہیں تو نسخ کی ضرورت نہیں ہاں قرآن شریف میں سابقہ شرائع کے نسخ کا ذکر ضرور ہے اور اگر اسی سے ناسخ و منسوخ وضع کیا جائے تو یہ باطل اور سراسر ذات باری تعالیٰ پر بہتان عظیم ہے۔

کیا کلام نبیؐ کلام اللہ کو منسوخ کر سکتا ہے

شریف سے منحرف کرنے کے لئے یہ مسئلہ تراشا کہ کلام نبیؐ کلام اللہ کو منسوخ کر دیتا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی ہوں گے کہ نعوذ باللہ قرآن میں ایک حکم ہے

Marfat.com

فرماتا تھا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خلاف عمل کرتے تھے۔
(نعوذ باللہ) اور اللہ تعالیٰ کو اپنے نبیؐ کی دلجوئی کی وجہ سے اپنے احکامات
کو بدلنا پڑتا تھا۔ استغفر اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ تو قرآن پاک کی تعلیماتِ مقدسہ
کے عین مطابق تھی اسی واسطے فرمایا۔

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ (الانعام: ۵۰)
"میں (محمدؐ) کسی چیز کی پیروی نہیں کرتا سوائے اس کے جو میری طرف وحی کی جاتی ہے"

اور اس اطاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اسوہ حسنہ
امت مسلمہ کے لئے مشعلِ راہ قرار دیا۔ فرمایا

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْهِمْ اُسْوَةٌ (الممتحنہ: ۶)
"یقیناً تمہارے لئے اُن (محمدؐ) میں اچھا نمونہ ہے"

پس ثابت ہوا کہ سبائی مفسدین کا قرآن کریم کے متعلق یہ دعوےٰ
باطل ہے۔ دار قطنی میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ
رسول اللہ صلعم نے فرمایا

اِنَّ کَلَامِیْ لَا یَنْسَخُ کَلَامَ اللّٰهِ وَکَلَامُ اللّٰهِ یَنْسَخُ کَلَامِیْ
"میرا (محمدؐ) کلام کلام خدا کو منسوخ نہیں کر سکتا۔ ہاں کلام اللہ میرے کلام کو منسوخ کر سکتا ہے"

پھر فرمایا

خَطَبَ النَّبِیُّ صلعم فَقَالَ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! اگر

منقول از کنز الآثار

Marfat.com

ایھا الناس ما جاءعنی یوافق	میری کوئی حدیث تمہارے پاس پہنچے
کتاب اللہ فنا قلتہٗ وما جاءکم	اور وہ قرآن کے مطابق ہو تو اُسے میرا قول
یخالف کتاب اللہ فلم اقلہٗ	سمجھو اور اگر مخالف پاؤ تو مسترد کردو۔

اور رب کائنات قرآن شریف کی آیات کے متعلق فرماتا ہے۔

کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنًا	"یہ کتاب (قرآن) ہے جس کی آیات وضاحت
عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝	سے بیان کی گئی ہیں۔ قرآن عربی میں ہے
(حٰمٓ السجدۃ: ۲)	اُن لوگوں کیلئے جو علم و فراست رکھتے ہیں

قرآن مجید کی تفسیر

نزول قرآن سے لے کر آج تک اس کی ہزارہا تفاسیر لکھی گئیں مگر ہر دور میں اُن میں تشنگی محسوس کی گئی۔ کسی مفسر کو یہ دعویٰ نہیں کہ اُس نے قرآن حکیم کی تفسیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سُنی ہو اور نہ ہی کسی مفسر نے آج تک یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس کی تفسیر ہر پہلو سے جامع اور مکمل ہے یا حرف آخر ہے بلکہ قرآن حکیم تو ایسی لافانی کتاب ہے کہ جوں جوں زمانہ گزرتا چلا جائے گا اس کی تعلیمات اور بھی نمایاں سے نمایاں تر ہوتی چلی جائیں، جوں جوں علوم و فنون اپنی انتہا کو پہنچیں گے اور انسان اپنی ارتقائی منازل طے کرتا چلا جائے گا قرآن حکیم کے حقائق روشن سے روشن تر ہوتے چلے جائیں گے جس قدر علوم و فنون

لہ اصول کافی کتاب العقل جزو اوّل صفحہ ۱۲

Marfat.com

آج تک پیدا ہوئے اور جس قدر مزید قیامت تک پیدا ہوں گے ان سب کا ذکر کتاب اللہ میں موجود ہے جس کے متعلق خالق کائنات فرماتا ہے:۔

تُؤْتِیْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ (ابراھیم: ۲۵) = وہ (قرآن حکیم) اپنے رب کے حکم سے ہر وقت (مدام) میں اپنا پھل دیتا ہے

اس لئے قرآن مجید کی باریکیاں علوم وفنون اور حقائق خداوند خالق کی ذات کی طرح لامحدود ہیں کسی مفسر و محقق کی کوئی بھی تفسیر و تحقیق حرف آخر نہیں ہو سکتی اور اس کی تفسیر و تحقیق گذشتہ مفسرین و محققین ہی پر ختم نہیں ہوئی بلکہ ہر انسان کو دعوت عام ہے کہ وہ اس بحر علوم وفنون میں غوطہ زن ہو کر گوہر مراد حاصل کرے کل امت مسلمہ پر خصوصاً یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ کتاب اللہ کی تعلیمات کی روشنی میں گذشتہ اختلافی واقعات کی تحقیق کرے اور بس قدر احادیث اور روایات ان اختلافی واقعات کو سچا ثابت کرنے کے لئے وضع کی گئی ہیں ان کو قرآن پاک کی لاریب کسوٹی پر پرکھے۔ اور حق و باطل میں تمیز کرے تاکہ نسل انسانی کو عموماً اور امت مسلمہ کو خصوصاً ان حقائق سے روشناس کرا کر اختلاف اور گمراہی سے بچایا جائے۔

سبائی حضرات نے قرآن مجید کا محرف شدہ ہونا مسئلہ ناسخ و منسوخ، مسئلہ خلق قرآن وغیرہ خلق قرآن اور مسئلہ ناطق قرآن[1] وغیرہ کی تبلیغ و نشر و اشاعت کر

---

[1] سبائی مفسرین کہتے ہیں کہ سیدنا علیؓ قرآن ناطق ہیں اور یہ قرآن بین الدفتین موجود ہے یہ قرآن ساکت ہے۔ (مؤلف)

Marfat.com

امت مسلمہ کو قرآن پاک سے برگشتہ کیا اور خدا پر بداعتماد کرنا، ثابت کرکے اس کلام پاک کو اختلاف شدہ اور تحریف شدہ ثابت کرنے کی کوشش کی اور مسلمانوں کو دین حق سے برگشتہ کرکے بے دین بنانا چاہا۔ امت مسلمہ کو یہ سب سازشیں سبائی مفسدین (جو اہل کتاب ہیں) کے ان بُرے ارادوں سے یوں مطلع فرماتا ہے۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ	"اہل کتاب میں بہت لوگ ہیں جن
يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ	پر حق ظاہر ہو چکا اور وہ اپنے دل کی جلن
كُفَّارًا	کرتے ہیں کہ کسی طرح تمہارے ایمان کو کفر سے

(البقرۃ: ۱۰۹) بدل دیں)

مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مسلمانوں کا وہ طبقہ جسے ربِ کائنات نے فہم و فراستِ قرآن حکیم مرحمت فرمایا ہے۔ وہ ان فضول روایات و حکایات کے قائل نہیں بلکہ وہ ہر وضعی روایت کو قرآن حکیم کی کسوٹی پر پرکھنے اور اس کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ کرکے امت مسلمہ کو اس سے آگاہ کرتے رہتے ہیں اور قیامت تک اس فریضے کو ادا کرتے رہیں گے۔

خدائے علیم و خبیر سے دعا ہے کہ وہ امتِ مسلمہ کو حق و باطل میں تمیز کرنے کے لئے علم و حکمت سے نوازے اور اختلافی مسائل کو قرآن حکیم کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد اخوت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

Marfat.com

سورۂ احزاب اور آیت تطہیر

سورہ احزاب مدنی ہے اور قرآن حکیم . . . ، کی ۳۳ ویں سورت ہے اس کے ۹ رکوع اور ۷۳ آیات ہیں۔ اور مثانی سورتوں میں شمار ہوتی ہے اس سورت کا نزول جنگِ احزاب کے زمانہ یعنی ۵ھ سے شروع ہوا اور ۹ھ تک یہ سورت مکمل ہوئی۔ کیونکہ اس میں اُن تمام واقعات کا تذکرہ ہے جو ۹ھ میں پیش آئے مثلاً واقعہ ایلاء اور تحییر وغیرہ۔

اس سورت کا نام احزاب دشمنان اسلام کی اُس عظیم الشان جمعیت اور لشکر جرار کے پیش نظر رکھا گیا۔ جبکہ عرب کی مختلف قومیں مجموعی طور پر اس نیت سے مدینۃ الرسول پر حملہ آور ہوئی تھیں کہ اسلام اپنے پیغمبر اسلام اور جانثاران اسلام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا جائے تاکہ خدائے واحد کو پکارنے والا کوئی بھی کائنات میں زندہ نہ رہے یہ لشکر جرار جس کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی مشرکین قریش اور یہود و نصاریٰ کی مجموعی طاقت پر مشتمل تھا جس میں قریش، بنو اسد، غطفان، بنو عامر، بنو سلیم، بنو نضیر اور بنو قریضہ سب شامل تھے۔ ان کی اس زبردست مجموعی طاقت کو شکست دے کر خالق کائنات نے نسل آدم پر اس حقیقت کو واضح کر دیا۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا (ظفر علیخاں)

Marfat.com

غزوہ احزاب میں فتح دے کر رب کائنات نے ثابت کر دیا کہ دنیا کی کوئی طاغوتی طاقت کسی وقت بھی اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا نہ سکے گی اللہ حق ہمیشہ باطل پر غالب آکر رہے گا۔ غزوہ احزاب میں رب کائنات نے اپنی قدرت کاملہ سے کچھ ایسے معجزنما اسباب و حالات پیدا فرمائے کہ کفار کا یہ لشکر عظیم خود ہی بھاگ کھڑا ہوا۔

اس سورہ کے پہلے رکوع میں بتایا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہر مسلمان سے روحانی ہے جسمانی نہیں خواہ وہ آپؐ کے منہ بولے بیٹے سیدنا زیدؓ ہوں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سیدنا حسنؓ و سیدنا حسینؓ ہوں۔ چنانچہ رب کائنات ارشاد فرماتا ہے:۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ	"اللہ نے کسی شخص کے لئے اس کے اندر
مِّن قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ ۖ وَمَا	دو دل نہیں بنائے اور نہ تمہاری بیویوں کو
جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ اللَّائِي تُظَاهِرُونَ	جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں بنایا
مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ ۖ وَمَا جَعَلَ	ہے اور نہ تمہارے لے پالک کو تمہارے
أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ	بیٹے بنایا۔ یہ تمہاری اپنی منہ کی بات
بِأَفْوَاهِكُمْ ۖ	ہے اور اللہ سچ کہتا ہے اور وہی
وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ	سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔ انہیں
	ان کے باپوں کی طرف منسوب کریں

سلہ بخاری میں ہے کہ صحابہؓ حضرت زیدؓ بن حارثہؓ کو "زید بن محمدؐ" کہا کرتے تھے

Marfat.com

يَهْدِي السَّبِيلَ ۝ اُدْعُوهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ

یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے پھر اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور دوست ہیں۔

(الاحزاب ۴:۵)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹) یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی یعنی ادعوھم لآبائھم یعنی ان منہ بولے بیٹوں کو اُن کے باپوں کی طرف منسوب کرو جس سے صاف ظاہر ہے کہ حقیقی بیٹا صرف وہ کہلاتا ہے جو خود ایک آدمی کا اپنا نطفہ ہو۔ اسی لئے جب سیدنا زید بن حارثہؓ نے اپنی بیوی سیدہ زینبؓ کو طلاق دے دی تو منہ بولے بیٹے کی بیوی سے شادی کو جائز کرتے ہوئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ (الاحزاب:۳۷) یعنی "جب زیدؓ (رسول اللہ صلعم کے منہ بولے بیٹے) نے (اس سیدہ زینبؓ) سے قطع تعلق کر لیا تو ہم نے اُسے تیرے نکاح میں دے دیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارہ میں کوئی تنگی نہ رہے جب وہ ان سے قطع تعلق کر لیں اور اللہ کا حکم ہو کر رہنے والا ہے"

پس ثابت ہوا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ نواسے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے مگر حقیقی بیٹے نہیں تھے بلکہ وہ اولاد

Marfat.com

سورہ احزاب کے دوسرے اور تیسرے رکوع میں جنگ احزاب کا ذکر ہے جس کا نقشہ محافظ اسلام نے ذیل کے الفاظ میں مسلمانوں کی کامیابی اور آئندہ بقا کے متعلق پیش فرمایا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰) سیدنا علیؓ میں شمار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا کہ ادعوھم لابائھم ھو اقسط عند اللہ یعنی انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کریں یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔ اس لئے ان صاحبزادگان کو مساوی عموماً آل نبیؐ اولادِ علیؓ کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ حسنینؓ حقیقی بیٹے تو سیدنا علیؓ کے ہیں اور آلِ نبیؐ میں اسی طرح شامل ہیں جس طرح سیدنا صدیق اکبرؓ، سیدنا عمر فاروقؓ، سیدنا عثمان ذوالنورینؓ، سیدنا علیؓ کے علاوہ دیگر صحابہؓ اور قیامت تک کے لئے تمام کلمہ گو شامل ہیں۔

اور پھر شروع میں یہ فرمایا کہ ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ کہ اللہ نے کسی شخص کے لئے اس کے اندر دو دل نہیں بنائے اس حقیقت کی وضاحت فرما دی کہ جس طرح کسی انسان کے اندر دو دل نہیں ہوتے یہ کیسے ہو سکتا ہے کسی شخص کے دو حقیقی باپ ہوں اس لئے سیدنا زید بن حارثہؓ یا سیدنا حسنؓ و سیدنا حسینؓ اپنے حقیقی باپ کے بیٹے ہی کہلائیں گے یعنی سیدنا زیدؓ، زید بن حارثہؓ ہی کہلائیں گے اور حسنینؓ ابنائے علیؓ ہی کہلائیں گے۔

قرآن کریم کے ان الفاظ کے بعد بھی اگر کوئی مسلمان خواہ مخواہ کسی کو ابن رسول اللہ کہے تو اس کے متعلق قرآن حکیم میں خداوند عالمین کا اٹل فیصلہ موجود ہے کہ:۔

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝

(الاحزاب: ۹ تا ۱۱)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو جب تم پر لشکر آپہنچے سو ہم نے ان پر ہوا کو اور ایسے لشکروں کو بھیجا جنہیں تم نہیں دیکھتے تھے اور اللہ اسے جو تم کرتے تھے دیکھتا تھا جب وہ تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے تم پر آگئے اور جب آنکھوں میں اندھیرا آگیا اور دل (دہشت سے) منہ کو آتے تھے اور تم اللہ پر مختلف قسم کا ظن کرنے لگے تھے۔ وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت مصائب میں ڈالے گئے۔"

(بقیہ حاشیہ صـ۹۱) ذلکم قولکم بافواھکم واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل (الاحزاب ۴)
"یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں اور اللہ سچ کہتا ہے اور وہی سیدھے رستہ پر چلاتا ہے" اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ آپ کے نواسے ہونے کی بجائے آپ کے حقیقی بیٹے سمجھ لئے جائیں جس کی نفی خود خالق کائنات نے مندرجہ ارشادات سے فرما دی ہے۔

بیت سے ہرنا اپنے واسوں کو بیٹا کہہ کر ہی پکارتا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ اس کی بیٹی کے بیٹے ہیں اور داماد بھی اپنے خسر کو اسی رشتہ سے پکارتا ہے جو رشتہ اسکی بیوی کا اس کے خسر سے ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ خسر واقعی اس کے حقیقی باپ ہیں اور اگر یہی سمجھ لیا جائے تو بہن بھائی کی شادی کس طرح جائز ہو سکتی ہے (مؤلف)

Marfat.com

اس سورہ کے تیسرے رکوع کے شروع میں امت مسلمہ کو ہدایت فرمائی ہے
کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ایک کامل نمونہ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ۔ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول (محمدؐ)
أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ ۔ میں نیک نمونہ ہے اس کے لئے جو اللہ
يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ ۔ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے
اللَّهَ كَثِيرًا ۝ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ ۔ اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔ اور جب
الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا ۔ مومنوں نے جماعتوں کو دیکھا انہوں نے
اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ ۔ کہا یہ وہ ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے
وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا ۔ رسول نے دیا تھا اور اللہ اور اس کے
إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝ ۔ رسول نے سچ کہا تھا اور اس نے انہیں
(الاحزاب : ۲۱، ۲۲) ۔ صرف ایمان اور فرمانبرداری میں بڑھایا"

اسی سورہ مبارکہ کے چوتھے رکوع میں اہل بیت تطہیر یعنی ازواجؓ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر ہے اور اس سورہ کی ابتدا میں یہ جو فرمایا تھا کہ " أَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ " کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ تمام امت مسلمہ کی مائیں ہیں اس کی تشریح ربّ کائنات نے اس رکوع میں اس حقیقت کو آشکارا فرمایا کہ جس طرح رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل ہیں ان کے اہل بیتؓ (گھر والیاں) بھی بے مثل ہیں۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ کہ نسل آدم میں کوئی میرے جیسا نہیں أَيُّكُمْ مِثْلِي اور تم میں کون میرے جیسا ہے۔ اسی طرح آپؐ کی ازواج مطہراتؓ کے متعلق

Marfat.com

رب کائنات نے بڑے زور دار الفاظ میں فرمایا یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (الاحزاب : ۳۲) اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو" یعنی دنیا کی کوئی عورت آپؓ جیسی نہیں آپؓ سب بے مثل ہیں اور فلاں اہل بیتؑ رسولؐ کے درجات اس لئے بلند فرمائے تاکہ امت مسلمہ کو اپنے روحانی باپ (پیغمبر مساواتؐ) اور اپنی روحانی ماؤں (امہات المومنینؓ) کی فضیلت و بزرگی پر نجیب الطرفین ہونے کا فخر ہو۔

۴ اہل بیت تطہیرؑ

بیت کے معنی گھر اور اہل اس میں رہنے والے۔ یعنی گھر کے رہنے والے کسی گھر میں۔ رہنے والوں کو اہل بیت کہا جاتا ہے اور یہ لفظ روزانہ ہم اپنے گھر کے متعلق کئی بار استعمال بھی کرتے ہیں اس سے مراد عموماً بال بچے اور خصوصاً بیوی ہوتے ہیں۔ مثلاً ہم جب کسی دوست سے اُس کے گھر کے حالات دریافت کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں آپ کی بچی کا کیا حال ہے بچہ کیسا ہے اور گھر سے کیسے ہیں یعنی آپ کی رفیقہ حیات کیسی ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں اہل و عیال کیسے ہیں جس میں اہل کا مطلب بیوی اور عیال سے مراد بچے ہوتے ہیں

پھر اگر بہن بھائی آپس میں جھگڑ پڑیں تو ہمیشہ اُس کی بہن کو مظلوم قرار دیتے ہیں اور اس کے بھائی کو کہتے ہیں کہ بیٹا اس بیچاری کو کیوں ستاتا ہے۔ دوسری کی ذمہ داری ہے۔ کل یہی اپنے گھر بھی جائے گی یعنی اس کا تعلق اس گھر سے نہیں بلکہ اس کا تعلق اپنے خاوند کے گھر سے ہے اور جب ہم اپنے بچے کی شادی خانہ آبادی

Marfat.com

کر دیتے ہیں تو سسی کے پوچھنے پر یہی کہتے ہیں کہ اب وہ اپنے گھر والا ہے۔ یا اُس نے اپنا گھر آباد کر لیا ہے۔ اور جب بیٹی کو بیاہ دیتے ہیں تو کیا اُس کو نصیحت نہیں کرتے کہ اب تمہارے خاوند کا گھر تمہارا گھر ہے۔ اس کی عزت تمہاری عزت ہے اس کے گھر سے اب تیرا قدم نکلے تو موت کے بعد نکلے۔ وغیرہ وغیرہ۔

پس ظاہر ہوا کہ اہل بیت سے متعلق اس گھر کے رہنے والے عموماً اور ازواج خصوصاً ہوتے ہیں اور پھر بیٹی بچاری کی تو کوئی ذات نہیں ہوتی جس کے ساتھ بیاہی گئی اُس کی اور اس کی اولاد کی وہی ذات ہو گئی۔

اس سے کون مسلمان انکار کر سکتا ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نہ تھیں اور کون مسلمان اس حقیقت سے بے خبر ہے کہ سیدنا علیؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بچپن نہیں گزارا۔ یقیناً جب تک یہ دونوں میاں بیوی نابالغ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہتے تھے اہل بیت رسولؐ تھے مگر جب یہ بالغ ہو گئے اور ان کی شادی خانہ آبادی ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کو چھوڑ کر انہیں علیحدہ گھر بسانا پڑا۔

اس حقیقت سے کون سا مسلمان انکار کر سکتا ہے کہ سورہ احزاب میں آیت تطہیر اور اہل بیت تطہیر کا ذکر ہے اس کے نزول کا زمانہ سنہ ۵ سے سنہ ۹ ہجری تک ہے لیکن تاریخ شاہد ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور سیدنا علیؓ کی شادی خانہ آبادی سنہ ۲ ہجری میں ہوئی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دونوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بچپن گزار کر اہل بیت تطہیر میں داخل نہیں

Marfat.com

رسولؐ کو خطاب ہے وہ صرف وہ ازواج مطہراتؓ ہیں جو بیت رسولؐ کی محافظ و نگہبان تھیں۔

علاوہ ازیں آیت تطہیر کے مخاطب ازواج مطہراتؓ کے علاوہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمہؓ اور داماد حضرت علیؓ اور ان کے صرف دونواسے حسنینؓ سمجھے گئے تو اہل سنی ہو یا شیعہ حضرت علیؓ و سیدنا فاطمۃ الزہرا کی اولاد کے متعلق یہی لکھتے اور کہتے ہیں۔ آل بنیؐ اولادِ علیؓ یعنی جس طرح تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہے اسی طرح حضرت علیؓ اور ان کی اولاد بھی حضورؐ کی آل ہے مگر یہ سب اولاد صرف سیدتنا علیؓ کی ہیں۔ تو آپؐ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیمؓ جو ۸ھ تک زندہ تھے اُن کو کس طرح اہل بیتؓ رسولؐ سے خارج کیا جا سکتا ہے تاریخ شاہد ہے کہ "ابراہیم (حضورؐ کے صاحبزادے) نے سہ شنبہ کے دن وفات پائی۔ ربیع الاوّل کی دس شبیں گذر چکی تھیں اور دسواں سال تھا (یعنی ۱۰ ربیع الاول ۸ھ)[1]

اور پھر آپؐ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثومؓ جو سیدہ فاطمہؓ کی بہن تھیں ۹ھ تک زندہ رہیں اور اُن کے رفیقِ حیات دامادِ رسول اللہ صلعم سیدنا عثمان غنی ذوالنورینؓ بھی حیات تھے ان کو کیوں اہل بیتؓ رسولؐ میں شامل نہیں کیا گیا۔

---

[1] طبقات ابن سعد جزو اوّل صفحہ ۱۰۷

Marfat.com

شعبان ۸ھ میں (بیدہ ام کلثومؓ) نے وفات پائی۔ آنحضرتؐ کو سخت صدمہ ہوا۔ قبر پر بیٹھے تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت ابوطلحہؓ، حضرت علیؓ، فضل بن عباسؓ اور اسامہ بن زیدؓ نے قبر میں اتارا۔[1]

علاوہ ازیں آپ کی صاحبزادی سیدہ زینبؓ کی دختر نیک سیرت سیدہ امامہ بنت ابوالعاص جو بعد وفات سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سیدنا علیؓ کی زوجیت میں آئیں اور ان کے بھائی اور خاتم النبیاؐ کے نواسے سیدنا علیؓ جو جنگ یرموک میں شہید ہوئے اور بعد از وفات والدین یہ دونوں بچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت و سرپرستی میں آپ ہی کے گھر پر پرورش پا رہے تھے ان کو اہل بیت رسولؐ سے کس طرح خارج کیا جا سکتا ہے۔

آنحضرت صلعم کو امامہؓ سے نہایت محبت تھی آپ ان کو اوقات نماز میں بھی جدا نہیں کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ مسجد میں امامہؓ کو کندھے پر چڑھائے ہوئے تشریف لائے اسی حالت میں نماز پڑھائی جب رکوع میں جاتے تو ان کو اتار دیتے پھر جب کھڑے ہوتے تو چڑھا لیتے اسی طرح نماز ادا فرمائی۔ اللہ اکبر۔[2]

آنحضرت صلعم کی خدمت میں ایک مرتبہ کسی نے کچھ چیزیں ہدیے میں بھیجیں جن میں ایک زرہ بھی تھا۔ امامہؓ ایک گوشہ میں کھیل رہی تھیں

---

[1] طبقات جلد ۸ ص ۲۵، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷۱ سیر الصحابیاتؓ ۹۲

[2] سیر الصحابیات ص ۱۰۶

Marfat.com

آپؐ نے فرمایا میں اپنے محبوب ترین اہل کو دوں گا۔ ازواج نے سمجھا کہ یہ شرف حضرت عائشہؓ کو حاصل ہوگا لیکن آپ نے امامہؓ کو بلا کر وہ ہار خود ان کے گلے میں ڈال دیا۔ بعض روایتوں میں ہار کے بجائے انگوٹھی کا ذکر ہے[1]

سیدنا امامہؓ کے چچا سیدنا علیؓ کے متعلق روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے بطن سے حضرت زینبؓ کی دو اولادیں پیدا ہوئیں۔ ایک فرزند علیؓ اور ایک دختر امامہؓ۔ علیؓ ہجرت کے قبل پیدا ہوئے۔ آنحضرت صلعم نے اُن کو اپنی کفالت میں لیا اور وہ آپؐ کے سایۂ عاطفت میں فخر تربیت حاصل کرتے رہے۔ فتح مکہ کے بعد جب آنحضرت صلعم مکہ میں داخل ہوئے تو علیؓ آپؐ کے سامنے اونٹ پر سوار تھے۔ سن بلوغ اپنے والد ابو العاصؓ کی زندگی میں انتقال کیا۔ لیکن ابن عساکر کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ علیؓ جنگ یرموک تک زندہ رہے۔ اسی جنگ میں انہوں نے جام شہادت نوش کیا[2]

پس ثابت ہوا کہ اہل بیت کے متعلق وہ احادیث کہ جن میں صرف سیدنا علیؓ، سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور حضرت حسنینؓ کو اہل بیتؑ میں داخل کیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ساری اولاد اور ازواج مطہرات کو خارج کیا گیا ہے موضوع ہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اہل بیت تطہیرؓ جن کے متعلق آیت تطہیر

---

[1] سیر الصحابیات صفحہ ۱۰۶ [2] قانی ج ۳ ص ۲۲۵ بروایت مسند ابن [illegible]

[3] [illegible] صحابیات مولفہ مولینا نیاز محمد خان نیچ پوری صفحہ ۳۰۱

Marfat.com

نازل ہوئی صرف ازواج النبیؐ میں اور انہیں کو خطاب کیتے ہوئے خالق کائنات نے "اہل بیتؓ" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

مگر سبائی مفسرین نے امہات المومنینؓ کو اہل بیت رسولؐ سے خارج کرنے کی غرض سے احادیث گھڑ، وضع کر کے ان ازواج مطہراتؓ کو اہل بیت رسولؐ سے خارج کرنے کی صرف بے جا کوشش ہی نہیں کی بلکہ اہل بیت رسولؐ کے متعلق امت مسلمہ میں بھی افتراق و تفریق پیدا کر دی ہے۔ عبداللہ بن سبا یہودی کا منصوبہ اسی کی ذریت کی تباہی کا حاصل ہے۔

بے مثل نبی

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم ایسے عظیم الشان نبی ہیں جن کی زندگی کا ہر گوشہ بے مثل و بے بدیل ہے۔ آپؐ کو رب کائنات نے بچپن ہی سے والدین کے سایہ سے محروم کر دیا۔ آپ کو یتیم کرنے میں بھی رب خداوند ذوالجلال کی

حضرت عبداللہ کی وفات میں راز ربانی

والد محترم کا نام عبداللہ اور والدہ محترمہ کا نام آمنہ تھا۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ابھی شکم مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد محترم [illegible] ہو گئے۔ انہیں اپنے پاس بلا لینے میں بھی ایک راز پنہاں تھا اور وہ یہ کہ اگر وہ زندہ رہتے تو ممکن تھا ان کی پشت سے [illegible]

Marfat.com

کے اور بھائی بہن پیدا ہوتے یا وہ عرب کے دستور کے مطابق آپؐ کی والدہ محترمہ کے علاوہ اور عورتوں سے تعلقات ازدواجیت جوڑتے۔ اور آپؐ کی دوسری ماؤں سے آپؐ کے بھائی بہن پیدا ہوتے مگر خداوند تعالیٰ نے آپؐ کو بے مثل پیدا کیا تھا اور بے مثل ہی رکھنا تھا۔

حضرت آمنہ کی وفات میں راز خداوندی

آپؐ جب چھ برس کے ہوئے۔ تو آپؐ کی والدہ محترمہ آپؐ کو لے کر والد کی قبر دکھانے مدینے لے گئیں۔ مگر ان کا یہیں انتقال ہو گیا۔ آپؐ کی والدہ محترمہ کی وفات میں بھی راز خداوندی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عرب کے دستور کے مطابق اور آپؐ کی پدرش کی خاطر بھی کسی اور سے شادی کر لیتیں تو عین ممکن تھا کہ اُن کے بطن سے اولاد پیدا ہو جاتی اس لئے آپؐ کے والدین کو بھی اللہ نے اپنے پاس بلا لیا کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل ہی رہیں

سیدنا علیؓ آپؐ کے حقیقی بھائی نہیں بلکہ آپؐ کے چچا ابوطالب کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ ابوطالب نے حضورؐ کی مکمل حمایت کی مگر وہ نہ تو خود ہی مشرف بہ اسلام ہوئے اور نہ ہی اُن کے بڑے لڑکے طالبؓ، جن کے نام سے اُن کی کنیت مشہور ہے اسلام لائے۔ کثیر الاولاد ہونے کی وجہ سے تمام خاندان کا بوجھ اُٹھانا ابوطالب کے لئے بہت مشکل تھا چنانچہ قحط کے موقعے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علیؓ کو اپنی کفالت میں لے لیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی۔ داماد۔ مرید اور صحابیؓ ہونے پر بھی امت مسلمہ نے جو مقام سیدنا علیؓ کو دیا ہے وہ روز روشن

Marfat.com

کی طرح عیاں ہے یہاں تک کہ سبائی حضرات نے آپؐ کو خدائی کا مقام دے دیا
اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جب چچازاد بھائی کو یہ مقام دے دیا ہے
اگر آپؐ کے کوئی حقیقی بھائی ہوتے تو خدا بہتر جانتا ہے امت مسلمان کو
کیا مقام دیتی اسی لئے آپ کو بچپن ہی میں یتیم کر دیا تاکہ آپؐ کا مثل سامنات
میں پیدا ہی نہ ہو۔

آپ کے بیٹوں کی وفات میں مشیت ایزدی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رب کائنات نے چار صاحبزادیاں سیدہ رقیہؓ، سیدہ زینبؓ، سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ فاطمہؓ مرحمت فرمائیں اول الذکر تینوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں وفات پا گئیں اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ بھی ۱۱ھ میں آپؐ کی وفات کے چھ ماہ بعد آپؐ سے جا ملیں۔

ان کے علاوہ رب کائنات نے آپ کو تین صاحبزادے بھی مرحمت فرمائے قاسم، طیب، اور طاہر مگر خالق کائنات نے ان تینوں صاحبزادوں کو بھی بچپن ہی میں اپنے پاس بلا لیا تاکہ کل کو کوئی خاتم النبیینؐ کی وراثت کا دعویٰ ہی نہ کر بیٹھے۔

سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ تو فرزندانِ سیدنا علیؓ اور آپؐ کے نواسے ہیں۔ لیکن امتِ مسلمہ نے جو مقام اُن کو دے دیا ہے اُس سے اندازہ لگائیں کہ اگر آپؐ کے حقیقی فرزندان زندہ رہتے تو اُمتِ مسلمہ ان کو کیا مقام دیتی اور سبائی حضرات نے آپؐ کے نواسوں کو وارثانِ نبوت قرار دے کر خود

Marfat.com

خاتم النبیین کی یہ حرمتی کی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

حضورؐ کے سایہ نہ ہونے میں راز

مسلمانوں کے ایک طبقے کا ایمان ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔ آپ ایسے ہی بے مثل ہیں جیسے ذات ربانی۔ لیکن خواجہ خداوندی نے اپنی وحدانیت کو قائم و دائم رکھنے کے لئے سیدنا علیؓ کو اسی نور سے خلق فرمایا جس نور سے پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق فرمایا تھا۔ مگر کائنات کا ذرہ ذرہ اس حقیقت کا شاہد ہے کہ حضرت علیؓ کا سایہ تھا اس سلئے یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت علیؓ اسی نور سے پیدا ہوئے ہوں جس نور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق ہوئے کیونکہ وہ تو ایسے نور سے پیدا ہوئے جس کا سایہ نہیں تھا۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ نور ہیں کہ جن کے لعاب دہن نے غزوہ خیبر کے موقعہ پر سیدنا علیؓ کی مشکل کشائی فرمائی اور ان کا آشوب چشم اچھا ہوا۔ اور اسی نور کی برکت و دعا سے خیبر فتح ہوا۔ و بعد از وفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر فتوحات حضرت علیؓ نے کی ہیں ان کی تاریخ شاہد ہے پس ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ اس نور سے پیدا نہیں جس نور سے پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ بلکہ آپؐ تو اس نور سے پیدا ہیں جس کی کل کائنات قیامت تک محتاج ہے۔ روایت ہے کہ :-

• اسی طرح کفار نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو کہا۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ تم ہمارے جیسے بشر ہو۔ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔

Marfat.com

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ تم میں کون میرے جیسا ہے (مسند احمد حنبل وغیرہ) اس آیت کریمہ
فصل ثانی باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت صلی کرم اللہ وجہہ الکریم
سے مروی ہے لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ (ترمذی) کہ میں نے آپ کی
مثل نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا ہے اور نہ ہی بعد۔ آپ کی دو حدیثیں ہیں آپ
کی یہ شان اور معجزہ ہے مَا وَقَعَ ظِلُّهٗ عَلَی الْاَرْضِ قَطُّ آپ کا سایہ زمین
پر واقع ہوتا تھا (کیونکہ آپ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا) مَا نَظَرَ
اَحَدٌ عَلَی الْاَذٰی قَطُّ۔ آپ کا پیشاب وغیرہ ہرگز نظر نہیں آتا تھا (کہ
زمین پر کیسے نکل جاتی تھی) لَمْ یَرَ لَهٗ الذُّبَابُ قَطُّ آپ کے جسم
آپ کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی (اور نہ مرجاتی تھی یا اذیت ہو کر اپاک
ہو کر بیٹھ کر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر بیٹھے) لَمْ
یَرَ اَحَدٌ قَطُّ آپ کو کبھی احتلام نہیں ہوا۔ (یہ حدیث نظام ہے
کہ اس سے معصوم ہیں) لَمْ یَتَثَاءَبْ قَطُّ آپ کو کبھی جمائی نہیں آئی
لَمْ یَقْرَبْهُ دَابَّةٌ رَکِبَهَا قَطُّ کوئی وحشی جانور آپ سے
بدکتا نہ تھا جس پر سوار ہوتے بلکہ حضور کے لئے گردن جھکا دیتا تھا۔
تَنَامُ عَیْنَاهُ وَلَا یَنَامُ قَلْبُهٗ آپ کی آنکھیں سوتی تھیں دل کبھی نہیں
سویا (اسی لئے سونے سے آپ کا وضو باقی رہتا تھا) وَلِدَ مَخْتُوْنًا
آپ ختنہ پیدا ہوئے۔ یَنْظُرُ مِنْ وَّرَائِهٖ کَمَا یَنْظُرُ مِنْ اَمَامِهٖ
آپ پیچھے سے ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا آگے سے۔ کَانَ اِذَا جَلَسَ
بَیْنَ قَوْمٍ کَانَ کَتِفَاهُ اَعْلٰی مِنْهُمْ۔ آپ جب لوگوں میں بیٹھتے تو

Marfat.com

ان سب سے اونچے معلوم ہوتے ہیں[1]

خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کلام نے ثابت کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر پہلو سے لاثانی تھے۔

انبیاءؑ اور لاثانی نبیؐ

آپ ہی وہ نبیِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے لیے ربِ ثنا نے تمام انبیاء سے عہد لیا کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور آپ کی امداد کریں گے یہ عظیم الشان عہد "میثاق النبیین" کے نام سے مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝

(آل عمران ۸۱)

"اور جب خدا نے سب نبیوں سے یہ اقرار لیا کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت سے دوں پھر تمہارے پاس رسول (عظمت محمد) آئیں (صداقت) تمہاری کتابوں کی تصدیق کریں۔ مزید اس پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا اور فرمایا کہ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو اور اس شرط پر میرا بھاری عہد لیتے ہو۔ سب بولے کہ ہم اقرار کرتے ہیں۔ خدا نے کہا تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں"

---

[1] احسن الہدایات اردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف ترجمہ مولوی مذیر الحق صاحب میرٹھی ص۱۰

Marfat.com

آپؐ کے متعلق حضرت ابراہیمؑ جیسے برگزیدہ نبیؑ نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی کہ :-

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (البقرہ : ۱۲۹)

"اے ہمارے رب! اور ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول اٹھا جو تیری آیات اُن پر پڑھے، اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں سنوارے تو ہی زبردست حکمت والا ہے"

اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی آپؐ کا خیر مقدم کیا اور آپؐ کی بعثت کی پیشگوئی کی جس کو خالق جن و بشر ذیل کے الفاظ میں پیش فرماتا ہے۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ط (صف)

"اور جب عیسیٰ ابن مریمؑ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ کچھ آگے جو توریت ہے میں اس کا مصدق ہوں اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئیگا اس کا نام احمد ہوگا"

اور پھر رب کائنات نے فرمایا کہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے برگزیدہ نبی ہیں کہ ان کا ثانی یعنی وارث کوئی نہ ہوگا جو خاتم النبیین ہوں گے۔ اس کے بعد دنیا میں نسل آدم کی اصلاح کے لئے اور کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ ان کی اولاد نرینہ ہوگی مگر زندہ نہ رہے گی تاکہ کل کو وراثت و خلافت

Marfat.com

کا جھنجھٹ ہی نہ رہے فرمایا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ	"محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں"

(الاحزاب: ۴۰)

کتاب اللہ اور بے مثل نبیؐ

حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم صبح صادق خدا کے مثل ہیں۔ رب کائنات نے آپؐ پر قرآن شریف جیسی الہامی کتاب نازل فرمائی وہ بھی لاریب و بے مثل ہے اور اس بے مثل کتاب کے متعلق رب کائنات نے ایک عظیم الشان اور معجزانہ دعویٰ بڑے زوردار الفاظ فرمایا کہ:۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝	"تو (اے محمدؐ) کہہ اگر سب آدمی اور جن ایسا قرآن لانے پر جمع ہو جائیں تو اس کا مانند ہرگز نہ لا سکیں گے اگرچہ بعض بعض کے مددگار ہوں۔"

(بنی اسرائیل ۹۰)

رب کائنات اور اس کے بے مثل پیغمبرؐ کا دعویٰ کتاب اللہ جیسی بے مثل کتاب کے متعلق آج تک موجود ہے اور قیامت تک قائم و دائم رہے گا سنو آدم نے پہاڑوں کی چوٹیاں تو سر کر لیں۔ زمین کے دفینوں کو تو کھود ڈالا

Marfat.com

سمندر کی گہرائیوں کو تو ناپ لیا تسخیر فطرت کے لیے تو دوڑ دھوپ شروع کر دی مگر کسی دور میں بھی تمام مخلوق میں سے کسی کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ خدا کے دھوئیں کو چیلنج کر سکے۔ پوری کتاب تو کیا ایک آیت ہی بنا دے جسطرح پیغمبر کا معجزہ قرآن ہے اسی طرح جو کتاب آپ پر نازل کی گئی وہ بھی بے مثل ہے

اسلام اور لاثانی پن خالق کون و مکان نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو دین بھی دیا تو اسلام جیسا بے مثل دین ہونے کا اعلان بھی فرمایا۔

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ "دین خدا کے نزدیک صرف اسلام ہے"

(آل عمران: ۱۷)

پھر اس دین مقدس کے متعلق فرمایا۔

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ

"اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو چاہے وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوگا"

(آل عمران ۸۴)

پھر فرمایا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کی تعلیم و تبلیغ کو مکمل فرمایا اسی طرح اسلام نے دین کو مکمل کیا اس کے بعد اب دین میں کسی قسم کی تردید و تجدید کی ضرورت نہیں۔ اس بے مثل دین کے متعلق فرمایا۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

"آج میں تمہارا دین تمہیں پورا دے چکا اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی

Marfat.com

وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط اور ہم نے تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا"
(المائدۃ: ۵)

صحابہؓ اور بے مثل نبیؐ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بے مثل مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہؓ بھی دیئے تو بے مثل حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک کسی نبیؐ کو ایسے جانثار صحابہؓ نہ ملے جیسے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ ایسے عدیم النظیر صحابہؓ کی شان و عظمت کے متعلق رب کون و مکان فرماتا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ج وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط

"محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں۔ تو انہیں رکوع اور سجدہ کرتے دیکھے گا اللہ سے فضل اور رضامندی طلب کرتے ہیں سجدہ کے اثر سے اُن کی پہچان اُن کے چہروں سے ہوتی ہے یہ صفت اُن کی توریت میں ہے اور انجیل میں اُن کی صفت ایسی ہے جیسے کھیتی جس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر وہ موٹی ہو گئی پھر اپنی نال پر کھڑی ہو گئی کسان کو اچھی معلوم ہوتی ہے تاکہ اُن سے کافروں کا جی جلائے"
(الحجرات: ۲۹)

Marfat.com

خلیفۂ رسول اللہ اور بے مثل نبیؐ

حضور نبی نور صلی اللہ علیہ وسلم خدائے بلند و بزرگ تر کے بے مثل خلیفہ ہیں اور چونکہ خاتم النبیین ہیں لہذا خلافتِ ربانی کے آخری خلیفہ ہیں آپؐ کی وفات حسرت آیات کے بعد رب کائنات نے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو آپؐ کا جانشین و خلیفہ مقرر فرمایا جسے دنیا کی کوئی طاغوتی طاقت بھی موت کے گھاٹ نہ اتار سکی۔ آپ وہ بے مثل خلیفہ ہیں جن کے احسانات ہمیشہ ہمیشہ امت مسلمہ پر رہیں گے۔ آپؐ کی خلافت کو پیشگوئی ان الادیب الفاظ میں فرمائی :-

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء : ۷۰)

"اور جو کوئی اللہ کا اور اس کے رسول کا تابعدار ہوا۔ سو وہی لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے اپنا فضل کیا یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اور یہ عمدہ ساتھی ہیں۔"

چنانچہ اس آیت مبارکہ کی ترتیب کے مطابق ہی خلافت راشدہ کے خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیقؓ منتخب ہوئے اور جس طرح رب کائنات کے بے مثل خلیفہ سرکارِ رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی طاقت قتل نہ کر سکی۔ آپؐ کے بے مثل خلیفہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو بھی کوئی طاغوتی طاقت قتل نہ کر سکی۔ آپؐ کے متعلق سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

عن ابی سعید الخدریؓ قال ۔۔۔ ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان من الناس
علی فی صحبتہ وماله ابوبکر
ولو کنت متخذا خلیلا غیر
ربی لاتخذت ابابکر ولکن
اخوة الاسلام ومودته لا
یبقین فی المسجد باب
الا سد الا باب ابابکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا سب لوگوں میں ابوبکرؓ کا
احسان مال اور صحبت کی رو سے مجھ
پر زیادہ ہے اور جو میں اپنے پروردگار
کے سوا کسی کو جانی دوست بناتا تو
ابوبکرؓ کو بناتا۔ اسلام کا بھائی چارہ
اور اسلام کی محبت اُن سے ہے اب کوئی
مسجد کی طرف کسی دروازہ نہ رہے
بند کر دیئے جائیں ماسوا ابوبکرؓ کے دروازے

اور سیدنا علیؓ کے متعلق روایت ہے کہ آپؓ شیخینؓ کی بہت عزت کرتے

عن ابن ابی ملیکة انه سمع
ابن عباس یقول وضع عمر
علی سریره فتکنفه الناس
یدعون ویصلون قبل ان یرفع
وانا فیهم فلم یرعنی الا رجل
اخذ منکبی فاذا علیؓ فترحم
علی عمر وقال ما خلفت احدا

ابن ابی ملیکہؓ سے مروی ہے کہ انہوں
نے ابن عباسؓ سے سنا جب حضرت عمرؓ
جنازے پر رکھے گئے تو تمام لوگ ان کے
گرد جمع ہو گئے اُن کے لئے دعا کرنے
جنازے کی نماز پڑھتے تھے ابھی اُن کا
جنازہ اٹھایا نہیں گیا تھا کہ ایک شخص
نے میرا کندھا تھاما کیا دیکھتا

شرح صحیح بخاری، چھبیسواں پارہ کتاب المناقب

Marfat.com

احب الی ان اکون اللہ مثل عملہ
مناک وایم اللہ ان کنت لاظن
ان یجعلک اللہ معم صاحبیک
وحسبت انی کنت کثیرا اسمع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ذھبت انا وابوبکر و
عمر و دخلت انا وابوبکر
وعمر وخرجت انا وابوبکر وعمر

ہوں حضرت علی ہیں کہنے لگے عمر رض!
اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ نے
اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا کہ
جس کے اعمال پر اللہ سے ملنے
کی آرزو کروں۔ قسم خدا کی کبھی کبھی گمان
غالب ہوتا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے
دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھیگا میں جانتا
ہوں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے کئی بار سنا ہے کہ آپ میں جاتا تو ابوبکر
وعمر فرماتے حتیٰ کہ اللہ باہر آتے جاتے
ابوبکر وعمر ہی فرماتے تھے۔

رسول اللہ صلعم کے خسر اور سسر مثل نبی

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خسر بھی ملے تو بے مثل۔ ان میں سے زیادہ مشہور سیدنا ابوبکر صدیق رض، سیدنا عمر رض اور سیدنا ابوسفیان رض ہیں ان تینوں بزرگوں نے حضور صلعم کی اتنی خدمت کی کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ حضرت عائشہ رض کے متعلق تو آپ پڑھ چکے۔ سیدنا ابوبکر رض مشرف باسلام ہونے کے بعد اپنا سارا مال مسلمانوں پر خرچ کر دیا۔ سیدنا عمر رض کے

Marfat.com

رہے یہاں تک کہ غزوہ طائف میں ان کی ایک آنکھ زخمی ہو گئی اور یہ موک میں وہ بھی جاتی رہی۔ بلکہ فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں کعبۃ اللہ کو جائے امن قرار دیا وہاں سیدنا ابوسفیانؓ کے مکان کو بھی دارالامان قرار دیا اور بعد میں خلفائے اسلام کے دور میں یہ مکان واقعی حدود کعبۃ اللہ میں شامل کر لیا گیا۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے خلیفۃ الرسول منتخب ہوتے ہی آیت استخلاف کے ایک ایک حکم کو پورا کر کے ثابت کر دیا کہ آپؓ واقعی خلیفۃ النبی منتخب ہونے کے مستحق و اہل تھے آپؓ کی وفات کے بعد سیدنا عمر فاروقؓ خلیفۃ المسلمین مقرر ہوئے اور آپؓ نے جو خدمات انجام دیں دوست دشمن قیامت تک اُن کے مداح رہیں گے۔

دامادِ رسولؐ اور بے مثل نبیؐ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے داماد بھی دیئے تو لاثانی آپؐ کی دو صاحبزادیاں سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ رقیہؓ یکے بعد دیگرے سیدنا عثمانؓ کے حبالۂ نکاح میں آئیں اور آپؓ "ذوالنورین" کے لقب سے ملقب ہوئے۔ آپؓ نے اپنے مال و دولت سے اسلام کی وہ خدمت کی جس کی تاریخ اسلام شاہد ہے بلکہ غزوہ عسر تو آپؓ ہی کے مال و دولت کا نتیجہ تھا۔

وقال النبی صلی اللہ وسلم من "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو

لہ سیرت النبی جلد ۱ ص ۳۰۷

Marfat.com

من يحفر بئر رومة فله الجنة	شخص رومہ کا کنواں کھدوا دے اُس
فحفرها عثمان وقال من جهز	کے لئے جنت ہے حضرت عثمانؓ نے اُس
جيش العسرة فله الجنة	کو کھدوا دیا اور آپ نے فرمایا کہ جو شخص
فجهزه عثمانؓ	جیش عسرت (یعنی افواج تبوک کا) سامان
	کردے اس کے لئے جنت ہے حضرت عثمانؓ
	نے اس کا سامان بھی کر دیا[1]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمع کردہ قرآن شریف سے سیدنا ابوبکرؓ صدیق نے جو نقل کرا کر نسخے تیار کئے اُن سے مزید نقول کرا کر سیدنا عثمانؓ نے قرآن پاک کو ممالک اسلامیہ کے مشرق و مغرب میں پھیلایا اور "ناشر القرآن" کے لقب سے ملقب ہوئے۔

آپؓ کے دوسرے داماد سیدنا علیؓ آپ کی پیاری اور صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے رفیق حیات تھے آپؓ بیعت رضوان میں شامل تھے۔ حیات نبوی میں اسلامی فتوحات میں آپؓ نے نمایاں خدمات انجام دیں اور شجعان اسلام کے بڑے بڑے سورماؤں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ آپؓ کی بہادری کے کارناموں کی تاریخ اسلام مداح ہے۔ آپؓ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
لعلی انما ترضیٰ ان یکون منی	کوفرمایا کیا تم اس سے خوش نہیں ہو

---

[1] بخاری پارہ چودھواں باب مناقب

Marfat.com

بمنزلة هٰرون من موسیٰ — تمہارا درجہ مجھ سے ایسا ہو جیسا حضرت ہارون کا درجہ حضرت موسیٰؑ کے پاس تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ زینبؓ کے رفیقِ حیات سیدنا ابو العاصؓ تھے جن سے آپؐ بہت خوش تھے۔ جس وقت سیدنا علیؓ دشمنِ اسلام ابوجہل کی لڑکی جویریہ سے شادی کرنے لگے تو آپؐ نے سیدنا ابوالعاصؓ کے متعلق ارشاد فرمایا

انکحت ابا العاص بن الربیع فحدثنی وصدقنی[1] — "میں نے ایک بیٹی (سیدہ زینبؓ) کا نکاح ابو العاصؓ بن ربیع سے کیا اس نے جو وعدہ کیا تھا وہ سچا کر دکھایا"

حضورؐ کے سالے اور بے مثل نبیؐ

پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند تعالیٰ نے سالے بھی دیئے تو ثانی جن میں سے مشہور ترین سیدنا عبدالرحمٰن بن سیدنا ابوبکر صدیقؓ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ اور سیدنا امیر معاویہؓ بن ابوسفیانؓ ہیں۔ ان تینوں حضرات کی سیرت طیبہ درّیں واقعات سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ ہر ایک بزرگ اپنے اپنے کردار کے لحاظ سے لاثانی ہیں۔

حضورؐ کی صاحبزادیاں اور بے مثل نبیؐ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند

---

[1] صحیح بخاری پارہ چودھواں باب المناقب

Marfat.com

نے چار صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ سیدہ زینبؓ، سیدہ رقیہؓ، سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ فاطمہؓ چاروں صاحبزادیاں نہایت نیک سیرت تھیں اور اپنے زمانہ میں اپنی سیرت و لقب کے لحاظ سے لاثانی تھیں۔

سیدنا علیؓ اور بے مثل نبیؐ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں سیدنا علیؓ کو جس محاذ پر بھیجا آپ کی دعائیں ان کے شامل حال رہیں۔ فتح و کامرانی نے اُن کے قدم چومے۔ خیبر کے محاذ پر بھیجتے وقت آپؐ کا اضطراب دہن ان کی شکست کا موجب ہوا۔ آپؐ کی دعاؤں سے خیبر فتح ہوا۔ لیکن آپؐ کی وفات حسرت آیات کے بعد خود سیدنا علیؓ کی اپنی وفات تک ان کو ہر موقع و محاذ پر ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ خود ان کے اپنے ایک معتمد ابن ملجم نے ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ لیکن حضورؐ کو رب العزت نے ہر موقع اور ہر محاذ پر فتح و کامرانی بخشی بلکہ سیدنا علیؓ کی فتوحات تو آپؐ کی حیات اقدس ہی میں ہوئیں وہ تو آپؐ ہی کا معجزہ ہیں نہ کہ سیدنا علیؓ کا کمال۔ چنانچہ ایک روایت ہے کہ:

"ایک روز جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے حاضرین پر خاموشی چھائی تھی کہ سامنے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نمودار ہوئے اور آتے ہی قدم بوس ہوئے۔ ابھی اپنی جگہ بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ سرورِ کائنات صلعم نے دریافت کیا کہ کیوں علیؓ! آج کیسے آنا ہوا؟ کیا کوئی بات ہو گئی؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری جان صدقے اور میرے والدین قربان ہو جائیں میں نے آپؐ کو دیکھنے کی طرح دیکھا ہے! جنگ اُحد میں، جنگ بدر میں،

Marfat.com

جنگ حنین میں، غرضیکہ بڑے بڑے معرکوں میں حضورؐ کی دلیری، شجاعت اور نبوت کی نشانیاں دیکھ چکا ہوں۔ اپنی خوش نصیبی سے ہر وقت حضورؐ کے ہمرکاب بھی رہتا ہوں اور اس وقت بھی حضورؐ کو دیکھ رہا ہوں" جناب رسالت پناہیؐ نے فرمایا کہ "نہیں! علیؓ تم نے ہمیں نہیں دیکھا! نہیں دیکھا!! نہیں دیکھا!!!" ان الفاظ کی پیش اور انداز کے جذب نے علیؓ کو بے قرار کیا اور اسی وقت ان کو بخار آگیا۔ جسم میں لرزہ تھا۔ قلب پر دہشت تھی۔ رسول مقبول صلعم سے اجازت لی اور گھر واپس آگئے۔ جناب خاتون جنتؓ سے یہ سارا واقعہ بیان کیا اور گریہ وزاری شروع کردی۔ جناب سیدہؓ نے آپؐ کو ایک کمبل اوڑھا دیا اور آپؐ لیٹ گئے۔ جناب سیدہؓ نے ایک کنیز کو بلا کر خدمت والاؐ میں بھیجا کہ ابّا جان سے کہو اگر فرصت ہو تو کچھ دیر کھڑے خدا یہاں ہو جائیں کنیز گئی اور پیغام پہنچایا۔ آپؐ اسی کے ہمراہ مسجد نبوی سے اُٹھ کر چلے آئے۔ گھر پہ آکر پوچھا کہ "فاطمہؓ! کیوں بلایا ہے؟" بنت رسول نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ "ابّا جان آج آپ نے شیر خداؓ کا دل توڑ دیا۔ انہیں بخار آگیا ہے۔ اب میری خاطر سے انہیں اپنا جمال باکمال دکھا دیجئے" جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُسی وقت صحن مبارک میں کھڑے ہو گئے۔ ایک ہاتھ دوش فاطمہؓ پر رکھا اور فرمایا کہ "علیؓ! آؤ اس ہاتھ کے نیچے سے نکل کر ہمیں دیکھو۔" حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا جس وقت سامنے آئے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور جب ہوش میں آئے تو عرض کیا کہ "حاشاء للہ! میں نے اس سے پہلے حقیقت

Marfat.com

میں آپ کو نہیں دیکھا"[1]

"صَنَ دَانِی" میں چھپا تھا پَرتوِ رازِ اَلَست"
جلوۂ حسن قدم آئینۂ فانی میں تھا"[2]

آپؐ کے نواسے، نواسیاں اور بے مثل نبیؐ

پیغمبرِ مساواتِ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب کائنات نے نواسے نواسیاں بھی دیں تو بے مثل امت مسلمہ سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ کی جو عزت و توقیر کرتی ہے وہی ان کی عظمت و شان کی گواہ ہے۔ اور سیدہ زینبؓ و سیدہ ام کلثومؓ کی حیاتِ طیبہ کے متعلق کون نہیں جانتا۔ سیدہ زینبؓ تو اپنے بھائی سیدنا حسینؓ کے ساتھ کربلا میں شریک تھیں اور سیدہ ام کلثومؓ زوجہ سیدنا عمر فاروقؓ تھیں۔ اور آپ کی نواسی سیدہ امامہ بنت ابوالعاصؓ بعد از وفات سیدہ فاطمہ الزہراؓ خود سیدنا علیؓ کے حبالہ نکاح میں آئیں۔

ازواج مطہراتؓ اور بے مثل نبیؐ

اب آپ ہی اندازہ لگائیں کہ جس نبیؐ کو خداوند قدیر و برتر نے تمام روحانی و جسمانی رشتوں سے بے مثل بنایا ہو اس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ کی سیرت طیبہ کس عظمت و شان کی ہونی چاہیے۔ وہ ازواجِ مطہراتِ رسول اکرم صلعم جنہیں مسلمانوں کی مائیں کہا گیا ان کی

---

[1] خاتون جنت صفحہ ۱۴۴/۱۴۵
[2] ایضاً صفحہ ۱۴۵

Marfat.com

حیاتِ طیبہ بھی تو اولاد کے لئے نمونہ ہونی چاہیے تھی تاکہ تمام اولاد کو اپنی روحانی ماؤں پر فخر ہو۔

جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس زندگی کے ہر شعبے میں بے مثل ہے۔ رب کائنات نے آپ کے لئے ایسی ازواج مطہرات کا انتخاب فرمایا جو کل نسل انسانی کی خواتین سے اشرف و اعلیٰ ہیں۔ جس طرح پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کل اُمت مسلمہ کے روحانی باپ ہیں اسی طرح آپ کی ازواج مطہرات کے متعلق ارشاد فرمایا۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب: ۶)

نبیؐ کا مومنوں پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق ہے اور اُن کی ازواجؓ اُن سب (مومنوں) کی مائیں ہیں"

پھر اُن کی شان کو اور دوبالا کرنے اور اُن کی شان و عظمت کو بلند کرنے کے لئے فرمایا۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (الاحزاب: ۳۲)

اے نبیؐ کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو"

یعنی دنیا کی کوئی عورت بھی آپ کی ازواج مطہراتؓ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتی جس طرح آپ لاثانی ہیں اسی طرح آپ کی ازواج مطہراتؓ بھی بے مثل ہیں۔

Marfat.com

آیت تطہیر اور اہل بیتؓ رسولؐ، قرآن کی روشنی میں

سورۂ احزاب کے چوتھے رکوع میں اہل بیتؓ رسول مقبولؐ یعنی ازواج مطہراتؓ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ اس رکوع میں جو آیت اس طور پر قابل غور ہے وہ آیت تطہیر ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے شروع میں چند حدود اللہ کا ذکر فرمایا اور ان حدود کا مکلف ٹھہرا کر ان حدود کی پابندی کو ایمان کا تقاضا ٹھہرایا ہے۔ یعنی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اور ان کے گھر والیوں اور صحابہؓ کو۔ ان حدود اللہ کا ذکر آپ کتاب کے شروع میں پڑھ چکے جن کے یہ سب تاحیات پابند ہے۔ ازواج مطہرات و اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پابندیوں پر ثابت قدم رہنے کے صلہ و انعام میں رب کائنات نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ	"اللہ تعالیٰ ارادہ کیے ہوئے ہے کہ تم سے"
عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ	"کی گھر والیو اور صحابیوں کو دور کر دے"
وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝	"اللہ تمہیں پاک صاف کر دے"

(الاحزاب: ۳۳)

سبائی مفسدین نے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن اور نبوت میں کامیاب ترین نبی ہونے کو ناکامیابی سے بدلنے کے لئے اپنا زور قلم کا زور لگایا وہاں انہوں نے یہ کوشش بھی کی کہ ان کے اسوۂ حسنہ اور حیات طیبہ کو جھٹلانے کے لئے ذیل کے امور کا خاص طور پر خیال رکھا اور ان امور

Marfat.com

کے پراپیگنڈا اور تبلیغ کو اپنی طاغوتی سرگرمیوں میں کامیابی کا ذریعہ سمجھا۔

(۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی صاحبزادی تھیں یعنی سیدہ فاطمۃ الزہراؓ لیکن تعجب لڑکیاں سیدہ زینبؓ، سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ رقیہؓ آپؐ کی صاحبزادیاں نہیں تھیں۔

(۲) آپؐ کے صحابہؓ آپؐ کے بدترین دشمن تھے بلکہ فاسق و فاجر و غاصب تھے (استغفر اللہ) مرد مومن تو صرف ایک ہی تھے اور وہ تھے سیدنا علیؓ یعنی آپؐ دعوتِ نا کامیاب نبی تھے۔ (نعوذ باللہ) کہ ۲۳ سالہ دورِ نبوت میں صرف اپنے چچا زاد بھائی اور داماد کو ہی مشکل سے مسلمان کر سکے۔

(۳) کتاب اللہ جو ملی تو وہ بھی نامکمل اور تحریف شدہ، اصل کتاب صرف سیدنا علیؓ اور آلِ علیؓ کے پاس ہے۔

(۴) اسلام کے خدا کا علم محدود ہے۔ اسے بداء ہوتا رہا اور وہ گاہے بگاہے آیات کو اتارتا رہا یا بدلتا رہا

(۵) دین اسلام جو ملا تو وہ بھی نامکمل و ناقص۔

(۶) ازواج مطہراتؓ جن کا انتخاب رب کائنات نے خود فرمایا وہ بھی غیر مطہر (استغفر اللہ) یعنی پارس چھونے سے پتھر تو سونا ہو سکتا ہے مگر یہ ازواجؓ کچھ ایسی غیر مطہر مٹی کی بنی ہوئی تھیں کہ دن رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اور ان کے حجرات میں جبریل امین کی آمد اور قرآن حکیم جیسی الہامی کتاب کا نزول

Marfat.com

بھی اُنہیں پاک و مطہر نہ کر سکے۔ بلکہ وہ اہل بیتِ رسولؐ سے خارج ہیں

(۷) اصحاب ثلاثہؓ غاصبانِ خلافتِ رسولؐ ہیں۔ (نعوذ باللہ) نبیؐ کی وراثت چچا کی اولاد کا مودتی حق تھا۔

(۸) مباہلہ جو کبھی واقع ہی نہیں ہوا اُس میں صرف رسول اللہ صلعم اور اور آپؐ کے ساتھ سیدنا علیؓ، سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور حضرات حسنینؓ شامل تھے۔ حالانکہ عیسائی جزیے کی بات طے کرنے آئے تھے کہ اس اثنا میں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق باتیں چل نکلیں جس پر رب کائنات نے حضورؐ کو مباہلہ کے متعلق حکم فرمایا جس سے وہ عیسائی ڈر گئے اور نہ ہی وہ بال بچوں اور بیویوں کو لے کر آئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کریں اور پھر تمام صحابہؓ ہی آپؐ کی روحانی اولاد تھے یہ کیسے ممکن تھا کہ رسول اللہؐ تو مباہلہ کریں اور وہ جانثارانِ پیغمبرؐ کھڑے تماشہ دیکھتے رہیں بلکہ تاریخ شاہد ہے کہ جہاں کہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ گرا امت نے وہاں اپنا خون بہایا۔

(۹) مباہلہ میں سیدنا علیؓ و سیدتنا فاطمہؓ کی بیٹیوں سیدہ زینبؓ، سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ رقیہؓ کو جان بوجھ کر شامل نہیں کیا۔ کیں تو فاطمہؓ کی برتری ثابت کرنے کے لئے ان کی بہنوں سیدہ زینبؓ، سیدہ ام کلثومؓ، اور سیدہ رقیہؓ کو دخترانِ پیغمبرؐ سے خارج کر دیا اور یہاں سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی برتری ثابت کرنے کے لئے خود اُن

Marfat.com

کی بیٹیوں سیدہ زینبؓ، سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ رقیہ کو مباہلہ
اور چادر تطہیر سے خارج کر دیا۔

(۱۰) آیت تطہیر میں خطاب تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر والیوں یعنی
اہل بیت سے ہے لیکن اُن کو تو اہل بیت سے خارج کر دیا
ہے اور آیت تطہیر میں اہل بیت علیؓ کو داخل کر دیا ہے حالانکہ
ہم خود روزمرہ اہل بیت گھر والیوں ہی کے لئے استعمال کرتے ہیں
مثلاً جب دو صاحب ملاقات کرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں آپ
کے لڑکے کا کیا حال ہے۔ لڑکی کا کیا حال ہے، بیوی کے لئے
کہتے ہیں گھر سے کیسے ہیں یا گھر کا کیا حال ہے مگر جہاں یہ لفظ
اہل بیت امہات المومنینؓ کے لئے استعمال ہوا وہاں اُن
کو خارج از اہل بیت کی تبلیغ شروع کر دی۔

پیشتر اس کے کہ ہم کچھ عرض کریں چند بزرگانِ دین کی تفاسیر جو آیت
تطہیر کے متعلق ہیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) "یعنی اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ نبیؐ کے گھر والوں کو ان احکام پر عمل کرا کر
خوب پاک صاف کر دے اور ان کے رُتبہ کے موافق ایسی قلبی صفائی اور اخلاقی
ستھرائی عطا فرمائی جو دوسروں سے ممتاز و فائق ہو۔ جس کی طرف یطھرکم
کے تطھیرا بڑھا کر اشارہ فرمایا ہے۔ یہ تطھیر و اذھاب اس قسم
کی نہیں جو آیت وضو میں "ولکن یرید لیطھرکم ولیتم نعمتہ علیکم"
(مائدہ رکوع ۱۲) سے یا "بدر" کے قصہ میں لیطھرکم بہ ویذھب عنکم

Marfat.com

رجز الشیطان (انفال رکوع : ۲) سے مراد ہے بلکہ یہاں تطہیر سے مراد
تہذیب نفس، تصفیہ قلب اور تزکیۂ باطن کا وہ اعلیٰ مرتبہ ہے جو اولیاء اللہ
کو حاصل ہوتا ہے اور جس کے حصول کے بعد وہ انبیاء کی طرح معصوم تو
نہیں بن جاتے ہاں محفوظ کہلاتے ہیں۔ چنانچہ لفظ یرید اللہ لیذھب الخ
فرما کر ارادہ اللہ نے فرما کر خود اس کی دلیل ہے کہ اہل بیت کے لئے عصمت
ثابت (تنبیہ) نظم قرآن پر غور کرنے والے کو ایک لمحہ کے لئے بھی شک
وشبہ نہیں ہو سکتا کہ یہاں اہل بیت کے مدلول میں ازواج مطہرات یقیناً داخل
ہیں کیونکہ آیت سے پہلے اور پیچھے پورے رکوع میں تمام تر خطابات
انہیں سے ہوئے ہیں اور "بیوت" کی نسبت بھی پہلے "واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن"
میں اور اس کے "واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن" میں ان کی طرف کی گئی ہے
اس کے علاوہ قرآن میں یہ لفظ عموماً اسی سیاق میں مستعمل ہوا ہے حضرت
ابراہیمؑ کی بیوی سارہ کو خطاب کرتے ہوئے ملائکہ نے فرمایا اتعجبین من
امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت (ھود رکوع ۷)
مطلقہ عورت باوجودیکہ نکاح سے نکل چکی مگر عدت منقضی ہونے سے پہلے
بیوت کی نسبت اسی کی طرف کی گئی چنانچہ فرمایا ولا تخرجوھن من بیوتھن
(الطلاق رکوع ۱) حضرت یوسف کے قصہ میں "بیت" کو زلیخا کی طرف منسوب
کیا "وراودتہ التی ھو فی بیتھا" (یوسف رکوع ۳) بہرحال اہل بیت
میں اس جگہ ازواج مطہراتؓ کا داخل ہونا یقینی ہے بلکہ آیت کا خطاب
اولاً ان ہی سے ہے۔
(قرآن مجید مترجم ومحشی از حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ وحضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

Marfat.com

(۲) یعنی معصیت و نافرمانی کی آلودگی سے پاک کر کے عقیدہ، عمل، ظاہر، باطن ہر چیز میں خوب چلا پیدا کر دے۔ شریعت الٰہی نے انسان کی آزادی پر جو بھی قیود و حدود عائد کئے ہیں سب کا منشا بس یہی ہے کہ انسان کو بہتر انسان بنا دے۔ انما یرید اللہ چنانچہ ظاہر ہے کہ جب اللہ نے ارادہ کر لیا تو وہ اپنے ارادہ کو پورا کر کے بھی رہا۔ سیاق سے بالکل ظاہر ہے کہ اہل بیت سے مراد ازواج نبی صلعم ہیں اور یہی مفہوم سلف سے منقول بھی نزلت فی نساء النبی صلعم خاصۃ (ابن جریر من عکرمہ) ارادہ باھل البیت النساء النبی نزلت فی نساء النبی خاصۃ (ابن کثیر من ابن عباس)

اہل سنت کا اس میں تو کوئی اختلاف ہی نہیں کہ آیت کا سبب نزول ازواج نبی ہی ہیں اور اہل بیت سے اولاد ہی مراد ہیں۔

(قرآن مجید مع ترجمہ و تفسیر ماجدی النصف الثانی صفحہ ۸۴۲)

(۳) "اگر ہم خود قرآن کریم پر غور کریں تو بات صاف ہو جاتی ہے، یہاں ساری وہ ہدایات جو موجب تطہیر ہو سکتی ہیں یعنی زینت دنیوی کا ترک کرنا اور رسول کی اطاعت۔ امر بالمعروف۔ گھروں میں ٹھہرنا۔ محاسن کی نمائش نہ کرنا۔ نماز کا قائم کرنا وغیرہ سب بیبیوں کے لئے ہیں اور اس ٹکڑے سے پہلے بھی انہی کا ذکر ہے اور بعد میں انہی کا واذکرن ما یتلی تو یہ سیاق اس خیال کو رد کرتا ہے کہ یہاں مراد بیبیاں نہیں۔ پھر لغت کی رو سے اہل بیت کا لفظ اول بی بی پر آئے گا اور ثانیاً اولاد پر اور قرآن کریم میں خود بی بی پر یہ لفظ بولا گیا ہے دیکھو ہود ۷۳ رحمۃ اللہ و برکاتہ

Marfat.com

علیکم اھل البیت جہاں اہل بیت سے مراد حضرت ابراہیمؑ کی بی بی ہیں اور یہ خیال کہ لیذھب عنکم اور یطھرکم میں ضمیر مذکر ہے اس لئے جیسا مراد نہیں۔ نہایت ہی بودا ہے۔ ضمیر بھی خاطب مذکر ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم کی بی بی کے لئے فرمایا برکتہٗ علیکم اھل البیت"

بیان القرآن جلد سوم تالیف مفسر قرآن مولانا محمد علی صفحہ ۱۵۱

(۴) "انما یرید لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا

(اے گھر والو! بیشک اللہ تعالیٰ تم سے گندی باتوں کو دور کرکے تمہیں اچھی طرح پاک کرنا چاہتا ہے۔

یہ آیت کریمہ ازواج مطہرات کے اہل بیت میں داخل ہونے کے واسطے نص صریح ہے کیونکہ اس آیت کا سبب نزول تو بالقطع آیت کے حکم میں) داخل ہوتا ہے۔ اختلاف ہوتا ہے تو امر میں کہ دونوں کے نزدیک حکم سبب نزول پر ہی موقوف رہتا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ سبب نزول مع غیرہ اپنے حکم میں داخل ہوا کرتا ہے۔ ابن جریر نے عکرمہؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ بازار میں پکارا کرتے تھے کہ آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا خاص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی ہے اور ابن ابی حاتم نے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے کہا کہ علی بن موسیٰ نے ہم سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہمیں حسن بن واقد نے یزید نحوی سے انہوں

Marfat.com

نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت کریمہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت خاص کر ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نازل ہوئی اور عکرمہ نے کہا کہ اس بارے میں اگر کوئی مجھ سے مباہلہ کرنا چاہے تو میں اس کے ساتھ مباہلہ کرنے کو تیار ہوں"

(ترجمان القرآن تفسیر پارہ ۱۹ تا ۲۲ از نواب سید محمد صدیق الحسن خان صاحب)

۵ ۔ "ازواج مطہراتؓ نے جب دیکھا کہ عسرت اور تنگ دستی کا زمانہ گزر گیا مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہو رہی ہیں، مال غنیمت آتا ہے اور لوگوں میں تقسیم ہوتا ہے، سب لوگ آسودہ حال ہو رہے ہیں مگر ہم لوگوں کی اب بھی وہی حالت ہے کئی کئی دن کے فاقے اور فاقوں کے بعد جَو کی روٹی تو انہوں نے بہ نیت حال حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی حالت بیان کی۔ اور اپنے نان و نفقہ میں زیادہ کی درخواست کی۔ حضرت سید المرسل کی مقدس ازواج کا دنیا کی طرف اتنا التفات بھی حق سبحانہ کو خوش نہ آیا۔ اور یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ ان آیتوں میں حضرتؐ کو حکم ہوا کہ اپنی بیبیوں سے پوچھ کہ وہ دنیا چاہتی ہیں۔ یا اللہ و رسولؐ کی اور آخرت کی طلب گار ہیں۔ اگر وہ دنیا کی طرف[1]

---

[1] یہ حاصل مطلب آیت کا ہے۔ مگر الفاظ آیت کے بہت زیادہ سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں اور نہایت غور و تامل چاہتے ہیں خاص کر دو باتیں اول یہ کہ فرمایا کُنتُنَّ تردن منہ معلوم ہوا کہ خداوند کریم عالم الغیب جل شانہٗ نے ازواج مطہ

Marfat.com

تو انہیں طلاق دے دو اور کچھ مال دے کر رخصت کرو اور اگر اللہ و رسول کی طالب ہوں تو ان سے کہہ دو کہ دنیاوی عیش و عشرت سے ہاتھ دھو لیں۔ ہاں آخرت میں اُن کے لئے بڑی تیاریاں کی گئی ہیں۔ ان آیتوں کے نازل ہوتے ہی حضرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۶) کی حالت واقعی پر بنیاد حکم کی رکھی ہے نہ ان کے زبانی قول پر۔ یعنی فی الواقع اگر ان کے دلوں میں اللہ اور رسول کی محبت اور دار الآخرت کی طلب نہ ہو بلکہ دنیا کی خواہش ہو تو نبیؐ کو حکم ہے کہ ان کو طلاق دے دیں اگر ان کے زبانی قول پر بنیاد حکم کی ہوتی تو عبارت یوں ہوتی کہ ان قلتن نحن نرید پس نتیجہ یہ نکلا کہ اس کہ اس آیت کے نزول کے بعد نبیؐ کا ان کو طلاق نہ دینا خدا کی طرف سے گویا اس بات کی ہے کہ ان ازواج مقدسات کے قلوب دنیا سے بالکل پاک ہیں۔ پھر جبکہ اس آیت کے بعد ان کو طلاق دینے کی ممانعت بھی قرآن مجید میں ہے۔ دوم یہ کہ فرمایا الحیوۃ الدنیا و زینتھا پس معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات کو صرف دنیا کے عیش و آرام کی خواہش سے نہیں روکا گیا بلکہ دنیا میں جینے اور زندہ رہنے کی خواہش کا بھی ان کے قلب میں آنا خدا کو ناپسند ہے۔ الشاذ سے تباہ و زبوں کی بیبیاں کس قدر سخت اور شدید کا ل مکمل زہد و ترک دنیا کے ساتھ مکلف کی گئیں اور پھر خدا کی طرف سے یہ شہادت بھی دی جا چکی ہے کہ یہ اعلیٰ و افضل زبان میں موجود تھا۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی اور عورت کیسی ہی زاہدہ و عابدہ ہو ان کی ہم رتبہ کہی جا سکتی ہے۔ حاشا و کلا ہرگز نہیں۔ اس آیت کی تسلیم پر منکرانِ اسلام غور کریں تو ان کو ایک روشن دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی

Marfat.com

رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مقدس ازواجؓ کے پاس تشریف لے گئے اور سب سے پہلے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے کی۔ فرمایا کہ اے عائشہؓ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والد ابوبکر صدیق سے مشورہ کر کے جواب دینا۔ بعد اس کے یہ آیتیں آپؐ نے انہیں سنا دیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۷) برحق ہونے کی معلوم ہوگی۔ کیا ممکن ہے کہ کوئی کامل العقل راسخ الحکمۃ انسان آئندہ کے عظیم الشان منافع اور مصالح کا کسی مضبوط اور قطعی بنیاد پر تیقن کئے بغیر نہ صرف اپنے کو فوراً وقت عیش و آرام سے محروم کر دے۔ بلکہ اپنے متعلقین کو بھی سخن کے ساتھ یہ تعلیم دے کہ نہ فقط عیش و آرام کو ترک کرو۔ بلکہ دنیا میں کچھ پانے کی خواہش بھی دل میں نہ لاؤ۔ نیز یہ آیت ہوا پرستوں کے اس اعتراض کا بھی جواب دے رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرت ازواج کا سبب کوئی نفسانی امر تھا۔ معاذ اللہ منہ۔ اولاً تو یہ اعتراض یوں بھی قابل سماعت نہ تھا کیونکہ تیرہ ۱۳ برس کی عمر کے بعد یہ کثرت ازدواج عمل میں آئی۔ جوانی کی تمام عمر کچھ تو نکاح میں رہی کچھ ایک بوڑھی خاتون حضرت خدیجہؓ کی زوجیت میں بسر ہوئی۔ بھلا کوئی نفسانی امر ہوتا تو اس کا وقت سن شباب تھا۔ نہ کہ سن شیخوخت۔ ثانیاً یہ آیت شاہد ہے کہ آپؐ اپنی ازواج کی زیب و زینت آرام و راحت میں دیکھنا پسند نہ کرتے تھے بڑی سخن کے ساتھ ان کو زہد کی تعلیم دیتے تھے نفسانی لوگ ہمیشہ عورت کی رضامندی کے لئے اس کی فرمائش کے غلام رہتے ہیں۔ (ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا)

اختیر یہ آیت بڑے بڑے مطالب دینیہ پر حاوی ہے
زمانیہ تفسیر آیۂ تطہیر از مولانا عبدالشکور صاحب مجیدی لکھنوی صفحہ ۲۶۷ تا ۲۶۸

Marfat.com

حضرت صدیقہؓ نے سنتے ہی بے تامل کہا۔ اس میں مشورے کی کیا بات ہے ہم تو آپ ہی کے طالب ہیں۔ دنیاوی تکالیف کی شکایت اگر ناگوارِ خاطر ہے تو اب کبھی کچھ نہ کہیں گے۔ حضرت عائشہؓ کے بعد آپؐ نے اور سب سے یہی گفتگو کی۔ سب نے یک زبان ہو کر ایسا ہی جواب باصواب دیا۔ سب کی زبانِ حال پر اس شعر کا مضمون جاری تھا ؎

از فراقِ تلخ مے گوئی سخن
ہر چہ خواہی کن و لیکن ایں مکن

فی الحقیقت حضرت رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی سے بڑھ کر اور کون دولت ہو سکتی ہے۔ اس دولت کا حصول ازواجِ مطہرات کے لئے حق سبحانہ نے صرف ترکِ دنیا پر معلق فرمایا اگر دنیا و آخرت دونوں کے ترک پر اس کے رسولؐ کا وعدہ ہو جاتا۔ تو ازواجِ مطہراتؓ کا رتبہ بہت عالی ہے۔ اس زمانہ میں بھی شاید ایسے مسلمان بہت ہوں گے جو اس وعدہ کو سنتے ہی بے ساختہ نہایت ذوق و شوق میں بار بار اس شعر کا مضمون عرض کریں گے ؎

ہر دو عالم قیمتِ خود گفتہ
خیز بالا کن کہ ارزانی ہنوز

ازواجِ مطہراتؓ کا یہ جواب سن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ حضرتؐ کی خوشنودی کا صلہ بارگاہ رب العزت سے یہ ملا کہ ان مقدس ازواجؓ کو طلاق دینے کی قطعی ممانعت نازل ہو گئی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سردارِ دو عالمؐ کی زوجیت میں رہنے کی بشارت سنا کر ان کے قلوب مطمئن کر

Marfat.com

دیئے گئے۔ اس وقت تو بلند اقبال خواتین آپؐ کی زوجیت کا شرف رکھتی تھیں جن کے نام نامی یہ ہیں۔ عائشہ صدیقہؓ، حفصہؓ، ام حبیبہؓ، سودہؓ، ام سلمہؓ صفیہؓ، میمونہؓ، زینبؓ اور جویریہؓ۔ ان آیتوں میں پہلے تو ازواجِ نبیؐ کی آزمائش ہے۔ اس کے بعد انہیں یہ بتا دیا گیا کہ اگر وہ بُرا کام کریں گی تو انہیں دوہرا عذاب ہوگا اور نیک کام کریں گی تو انہیں ثواب بھی دوہرا ملے گا۔ اس کے بعد انہیں بشارت دی گئی کہ اگر وہ پرہیزگاری کریں گی تو آخرت میں ان کے مرتبہ کو کوئی عورت نہ پہنچ سکے گی۔

اب ان سب آیات پر ایک غائر نظر ڈالو۔ خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ اہل بیت سے کون لوگ مراد ہیں۔ اور یہ کہ اس جملے سے مقصود حضرت متکلم جلشانہٗ کیا ہے۔

ایک سمجھ دار بچہ بھی ان آیات کے سلسلہ مضامین کو دیکھ کر کہہ دے گا۔ کہ اہل بیت سے ازواج نبیؐ مراد ہیں۔ کیونکہ آگے پیچھے برابر انہیں سے خطاب ہو رہا ہے۔ اب درمیان میں ایک پوری آیت بھی نہیں بلکہ آیت کے ایک ٹکڑے میں دوسرے کا ذکر کیوں کر آ سکتا ہے۔ باقی رہا اس جملہ کا مقصود کیا ہے اصل یہ ہے کہ ناصح مشفق جب اپنے کسی محبوب کو نصیحت کرتا ہے تو نصیحت کی تلخی کے ساتھ کچھ شیرینی بھی ملا دیتا ہے تاکہ طبیعت متنفر نہ ہو۔ اور اس نصیحت کا اثر دل و دماغ پر اچھا پڑے۔ روزمرہ یہ بات مشاہدہ میں آتی رہتی ہے کہ باپ بیٹے کو بھائی بھائی کو جب نصیحت کرتا ہے تو نصیحت سے آگے یا پیچھے یا درمیان میں دو ایک جملہ اس قسم کے کہہ دیتا ہے کہ یہاں ہم تو یہ چاہتے

Marfat.com

ہیں کہ تم سنور جاؤ۔ لوگ تمہیں اچھا کہیں۔ تمہاری نیک نامی کا شہرہ ہو۔ یہی عادت کلام الٰہی میں بھی جاری ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کو بھی بعض بعض مقام پر اس قسم کے خطاب سے سرفراز کیا گیا ہے۔ پس اسی عادت کے موافق ازواج مطہراتؓ کو نصیحت کرکے حق تعالیٰ نے نہایت محبت سے یہ فرمایا کہ ہمارا مقصود ان نصائح سے یہ ہے کہ تم سنور جاؤ۔ گناہوں سے پاک ہو جاؤ۔ ان نصائح پر عمل کرنے سے ہم تم کو گناہوں سے پاک کر دیں گے۔ پس اس آیت کا مقصود صرف اسی قدر ہے۔

بے شک اس آیت سے ازواج مطہراتؓ کی بہت بڑی فضیلتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ان میں جملہ یہ کہ جن باتوں کا ذکر فرما کر خدا نے فرمایا ہے کہ اگر ان باتوں پر عمل کرو تو تمہارے برابر کوئی دوسری عورت نہیں ہو سکتی ان باتوں کے خلاف ان سے کبھی ظہور میں نہیں آیا۔ دشمنوں نے بہت کوشش کی مگر کوئی خفیف واقعہ بھی نہ بتا سکے جن سے ان باتوں کی مخالفت ثابت ہوتی۔ پس ثابت ہوا کہ اور کوئی عورت خواہ کتنے ہی بڑے رتبے کی ہو ازواج مطہراتؓ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتی دوسرے ان آیات سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ ان لوگوں کو گناہوں سے پاک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور خدا کی مراد پوری نہ ہو تا اہل اسلام کے اصول پر محال ہے۔

(تفسیر آیۂ تطہیر از مولانا عبدالشکور صاحب مجددی، والقرآن و آیات قرآن صفحہ ۶۶۶ تا ۶۷۳)

۶۔ اوپر سے ذکر ازواج مطہراتؓ کا چلا آتا ہے اس واسطے یہ آیت خاص کر

Marfat.com

ازواج مطہراتؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ حقیقی طور پر رسولؐ کے اہل بیتؓ ہیں یعنی گھر والے۔ ہر آدمی کے اہل بیت وہ لوگ ہوتے ہیں جن کا نان نفقہ اس کے ذمہ لازم ہوتا ہے بیوی کا نان نفقہ مرتے دم تک آدمی کے ذمہ لازم ہوتا ہے مگر اولاد کے بالغ ہونے کے بعد نہیں ہوتا۔ حضرت لوطؑ کی قوم کے عذاب کے فرشتے جبرائیل وغیرہ حضرت ابراہیمؑ کے یہاں اُترے اور اسحاقؑ کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی تو سارہؓ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کو تعجب ہوا اور فرشتوں نے سارہؓ سے کہا کہ اے اہل بیت تم تعجب نہ کرو خدا کا فیصلہ اسی طرح ہو چکا"

(ابن کثیر، خازن، فتح الباری بحوالہ معجزنما حمائل شریف مترجم حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی حاشیہ صفحہ ۶۷۱)

۷۔ "امرهن امراً خالصاً بالصلوٰة والزكوٰة ثم جاء به عاماً في جميع الطاعات لان حق الطاعتين البدنية المالية هي اصل سائر الطاعات من اعتنى بهما حق اعتنائه جرسناه الى سائر طاعاته بين انه انما نهاهن وامرهن ووعظهن لئلا يتعارف اهل بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم الزنا ثم

"اللہ نے ازواج النبی کو پہلے خاص طور پر نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔ پھر ایک عام حکم جمیع عبادات کے متعلق دیا کیونکہ یہ دونوں عبادتیں بدنی اور مالی تمام عبادات کی ہیں۔ جو شخص ان دونوں عبادتوں کی طرف کامل توجہ کرے تو یہی دونوں عبادتیں اس کو دوسری عبادات تک پہنچا دیں گی۔ پھر خدا نے بیان فرمایا کہ اُس نے اُنہیں امر و وعظ اس لئے کیا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ولتصونوا عنها بالتقوىٰ و
استعار الذنوب الرجس و
للتقوىٰ الطهر لان عرض
المقترف للمقبحات يتلوث
بها ويتدنس كما يتلوث بنه
بالارجاس واما الحسنات
فالعرض معها نقي مصون
كالثواب انظاهر وفي هذه
الاستعارة ما ينفد اولوالالباب
عما كرهه الله لعباده ونهاهم
عنه ويرغبهم فيما
رضي لهم وامرهم به
واهل البيت نصب على
النداء وعلى المدح وفي هذا
دليل بين على ان نساء النبي
صلى الله عليه وسلم من اهل
بيته ثم ذكرهن ان بيوتهن
مهابط الوحي وامرهن ان
لا ينسين ما يتلىٰ فيها من

کے اہل بیت گناہوں کا ارتکاب نہ کریں
اور بدیں تعبیر تقویٰ گناہوں سے بچیں اللہ
جل ذکرہ گناہ کو استعارۃً ناپاکی سے تعبیر کیا
اور تقویٰ کو طہارت سے۔ اس لئے کہ جو
شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اس کی
آبرو متلوث اور بدکردار ہو جاتی ہے جس
طرح بدن نجاست سے متلوث ہو جاتا
ہے اور نیکوکار عورتوں کی آبرو ایسی محفوظ
رہتی ہے جیسے پاک کپڑا اور یہ استعارہ
عقل والوں کو ان چیزوں سے نفرت دلانے
کیلئے ہے جو چیزیں اللہ نے اپنے بندوں
کے لئے ناپسند کی ہیں اور ان سے منع کیا ہے
اور پسندیدہ چیزوں کی رغبت دلانے کیلئے
ہے۔ اور لفظ اہل بیت کو نصب یا مدح کی وجہ
سے یا مدح کے سبب سے اور یہ آیت اس بات
دلیل اس بات کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بیبیاں آپ کی اہل بیت ہیں
پھر خدا نے ازواج مطہرات کو یہ بات یاد
دلائی کہ ان کے گھر نزول وحی کے مقام ہیں
اور ان کو حکم دیا کہ جو کتاب مقدس

Marfat.com

الکتاب الجامع بین امرین هو
ایات بینات تدل علی صدق
النبوۃ لانه معجزۃ بنظمه
وهو حکمة وعلوم وشرائع
ان الله کان لطیفاً خبیراً علیم
علم ما ینفعکم ویصلحکم
فی دینکم فانزله علیکم اوعلم
من یصلح النبوۃ ومن یصلح
لان یکونوا اهل بیته او
حیث جعل الکلام الواحد
جامعا بین الفرضین "

فلاح دارین کی جامع ہے اور اُن
کے گھروں میں پڑھی جاتی ہے اس کو
فراموش نہ کریں اس کتاب میں واضح
دلائل صدق نبوت کے ہیں۔ وہ اپنی
عبادت کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے اس میں
حکمت ہے علوم ہیں شرائع ہیں اللہ باخبر
ہے خوب جانتا ہے کہ تمہارے حق میں
کون چیزیں دین میں نافع ہیں لہذا وہی
چیزیں نازل کرتا ہے وہ خوب جانتا
ہے کہ کون شخص نبوت کے لائق ہے اور
کون لوگ اس کے اہل بیت بننے کے لائق ہیں

(تفسیر کشاف تفسیر آیۃ تطہیر از علامہ زمخشری
جو لغت عرب کے مسلّم الکل امام ہیں)

۸ آیت تطہیر میں ازواج رسولؐ کے مزید داخل ہونے پر قرآن سے تین طرح استدلال ہے۔ اوّل یہ کہ اس آیت سے پہلے اور اس کے بعد ازواج رسولؐ سے خطاب ہے۔ پس سیاق کلام اور ترتیب قرآن سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت میں بھی ازواج نبیؐ سے خطاب ہے۔ دوسرے یہ کہ معنی لفظ اہل بیت میں بیبیاں درجہ اولیٰ داخل ہیں۔ اس لئے کہ اہل بیت گھر والوں کو کہتے ہیں اور بیبیاں بے شک رسول کی گھر والی تھیں۔ تیسرے یہ کہ سورہ ہود کی

Marfat.com

آیت وانعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت)
سے ظاہر ہوگیا کہ استعمال قرآن میں دوسری جگہ بھی لفظ اہل بیت سے بی بی
مراد ہیں"

(نصیحۃ الشیعہ مصنفہ مولانا احتشام الدین صاحب صفحہ ۳۰۴)

اہل بیت قرآنی پس ظاہر ہوا کہ قرآن حکیم میں جن حضرات کو اہل بیت کہہ کر رب کائنات نے خطاب فرمایا ہے وہ صرف نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی ازواجِ مطہراتؓ ہیں جو نہ صرف سیدنا علیؓ، سیدہ فاطمۃ الزہراؓ، سیدنا حسنؓ، سیدنا حسینؓ، سیدہ زینبؓ، سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ رقیہؓ کے لئے واجب الاحترام ہیں بلکہ کل امتِ مسلمہ کیلئے بھی واجب التعظیم و تکریم ہیں اور سب کے روحانی والدین ہیں۔

ہر وہ شخص جس کے والدین نیک سیرت ہوں وہ بھی قابل عزت اور فخر ہوتا ہے اور اگر وہ اپنے والدین کی نیک سیرت اور اسوہ حسنہ کو مشعل راہ بنائے تو وہ بھی واجب صد ستائش ہوتا ہے۔ اسی حقیقت کے پیشِ نظر رب کائنات نے امت مسلمہ کو اس نعمتِ عظمیٰ سے بھی نوازا اور نجیب الطرفین سربلند و سرفراز فرمایا۔ اگر اُن کے روحانی باپ کو رحمت للعالمین فرمایا تو اُن کی روحانی ماؤں کو امہات المومنینؓ کے لاثانی القاب سے نوازا اور انہیں کل نسل انسانی کی عورتوں سے سربلند و ممتاز کرتے ہوئے فرمایا یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ۔ اے نبیؐ کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو" یعنی دنیا کی کوئی عورت بھی تمہارے رتبہ کو قیامت تک نہیں پہنچ سکتی۔

Marfat.com

رجس اور اہلبیتؓ رسولؐ

اہل بیتؓ رسولؐ کو ہر قسم کی پاکیزگی سے منور کرنے کی غرض سے رب کائنات اپنے ارادہ کا یوں اظہار فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۔

(الاحزاب: ۳۳)

"اللہ صرف ارادہ کر چکا ہے کہ تم سے اے رسولؐ کی بیویوں (ہر قسم کے) رجس کو دور کر کے تمہیں پاک صاف کر دے۔"

آیت تطہیر کے متعلق گذشتہ اوراق میں آپ کئی ایک مفسرین کی تفسیر ملاحظہ فرما چکے ہیں، کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ تقریباً ہر عالم و مفسر نے آیت تطہیر میں "رجس" کے معنی "ناپاکی" ہی کئے ہیں جو خود ذات نبویؐ پر بہتان عظیم ہے، حالانکہ لغت میں "رجس" کے معنی جہاں گندگی، پلیدگی، برا فعل ہیں وہاں اس کے معنی وسوسہ اور خفیف حرکت بھی ہیں، اس لئے یہاں رجس کے معنی "ناپاکی" نہیں ہو سکتے بلکہ یہاں معنی "وساوس" ہوں گے یعنی اللہ ازواج مطہراتؓ کو خفیف سے خفیف وسوسہ سے بھی پاک و صاف کرنے کا مصمم ارادہ کر چکا ہے اور یہی معنی مناسب بھی ہیں، کیونکہ آیت تطہیر سے قبل رب العزت ان وساوس کا ذکر بھی فرما چکا ہے یعنی:۔

نبی مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔ (الاحزاب ۶)

اور مومن کے متعلق رب کائنات فرماتا ہے کہ

Marfat.com

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ج وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝

"زانی مرد سوائے زانیہ یا مشرکہ عورت کے کسی سے نکاح نہیں کرتا اور زنا کرنے والی عورت سے سوائے زانی یا مشرک کے کوئی نکاح نہیں کرتا اور یہ مومنوں پر حرام کیا گیا ہے۔

(النور: ۳)

اور پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۚ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝

(النور: ۲۶)

"خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کیلئے یہ لوگ ان باتوں سے مبرا ہیں جو وہ کہتے ہیں ان کیلئے ہے مغفرت اور عزت والا رزق ہے"

اب اسی سے اندازہ لگائیں کہ جب ایک مومن مرد اور مومن عورت کی پاکیزگی کی یہ حالت ہے تو امہات مومنین کی مائیں کس قدر پاک اور مطہر ہوں گی اور پھر وہ بھی رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات جن کے متعلق خود رب کائنات فرماتا ہے کہ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (الاحزاب: ۳۲) یعنی اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو جیسے طرح کائنات میں کوئی بشر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نہیں اسی طرح کائنات کی کوئی عورت بقول رب العزت اہل بیت رسولؐ یعنی ازواج مطہراتؓ کی طرح نہیں۔ جب

Marfat.com

اُن کی عظمت و شان اسقدر بلند ہے تو کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے مفسرین سبائی مفسدین کی تقلید میں "رجس" کے معنی "ناپاکی" کرتے ہیں کیا لفظ "ناپاکی" سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہیں کی گئی جبکہ ایک مومن کی بیوی تو مومنہ اور پاک و مطہر ہو سکتی ہے مگر نعوذ باللہ کائنات کے پاک مطہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی پاک نہیں ہو سکتی اور کلیہ قرآن جو آپ ملاحظہ فرما چکے کہ "خبیث عورتیں خبیث مردوں کیلئے (النور: ۲۶) کیا "رجس" کے معنی "ناپاکی" کرنے سے نبیؐ کی تکذیب نہیں ہوتی بیقیناً ہوتی ہے۔

۲۔ اے نبیؐ! اپنی بیبیوں سے کہدے کہ اگر تم دُنیا کی زندگی اور اس کی زینت کو چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں سامان دوں اور تمہیں اچھی طرح سے رخصت کر دوں۔

(الاحزاب: ۲۸)

یہ امر غور طلب ہے کہ غزوہ احزاب میں جب یہود اور مشرکین عرب پر رب العزت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح عظیم بخشی تو غنائم کثیرہ سے بھی نوازا۔ آپؐ نے یہ مال و دولت مہاجر و انصار میں تقسیم فرما دیا۔ مگر ازواجِ مطہراتؓ کے گھروں میں وہی فقر و فاقہ رہا۔ مہاجر و انصار کی عورتیں جب ازواجِ مطہراتؓ کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور اُن سے اس مال و دولت کا ذکر کرتیں جو حضورؐ نے مہاجر و انصار کو مرحمت فرمایا تھا جس کا

Marfat.com

لازمی نتیجہ یہ تھا کہ تقاضائے بشری کے ماتحت ازواج مطہراتؓ بھی اپنے رفیق حیات پیغمبر مساوات صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال یا سامان کا ذکر و مطالبہ کرتی ہوں گی۔ لیکن خدا اور اس کا رسولؐ یہ قطعاً نہیں چاہتے تھے کہ ازواج مطہرات اِن دنیاوی جاہ و حشمت اور وساوس کا خواہ مخواہ شکار ہوں۔ اسی لئے جہاں اُنہیں حضور نے مال و سامان دے کر رُخصت کرنے کی پیشکش کی وہاں رب العزت نے آیت تطہیر میں "رجس" فرماکر اس حقیقت کو روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا کہ "اللہ مصمّم ارادہ کر چکا ہے کہ تم سے اے نبیؐ کی بیبیو! (ہر قسم کے) وساوس کو دور کرے اور تمہیں پاک صاف کر دے (الاحزاب : ۳۳)

لیکن ہمارے مفسّرین نے بغیر تدبّر کئے سبائی مفسدین کی تقلید میں "رجس" کے معنی "ناپاکی" کر دیئے۔ جو ازواجِ مطہراتؓ کی شان کے شایاں نہیں۔ بلکہ اُن کی قربانیوں کا انکار اور خود اُن کے رفیقِ حیات پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔

Marfat.com

"حدود اللہ"

کائنات کا ذرّہ ذرّہ حدود اللہ کا پابند ہے۔ سورج، چاند ستارے، ہوا، پانی، جمادات۔ نباتات غرضیکہ کل کائنات ذات ربانی کی قائم کردہ حدود کی پابند ہیں اور جس وقت رب کائنات اپنی قائم کردہ حدود کو منسوخ کرے گا قیامت آ جائے گی تمام نظام کائنات درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔

اسی طرح انسان جو اشرف المخلوقات ہے اُس کو حدود اللہ کا مکلّف ٹھہرایا جب کبھی وہ حدود اللہ سے تجاوز کرتا اسے ان کا پابند بنانے کے لئے رب کائنات نے پیغمبر مبعوث فرمائے اُن کو الہامی کتب کی شکل میں دستورِ ربانی مرحمت فرمایا وہ اس ضابطۂ حیات پر خود عامل ہوئے اور امت کو ان حدود اللہ کا پابند بنایا

اسلام نام ہی حدود اللہ کی پابندی کا ہے۔ اور جو حدود اللہ کی پابندی نہیں کرتے مشرک، ظالم، منافق، مرتد اور کافر کہلاتے ہیں اور جو حدود اللہ کی پابندی و تابعداری کرتے ہیں اُنہیں مسلمان کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ان حدود اللہ کا ذکر کرتے ہوئے رب ارض و سماء رمضان کے روزوں میں اعتکاف کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ۭ

(البقرۃ: ۱۸۷)

"اور جب تم مساجد میں اعتکاف میں ہو تو ان (اپنی ازواج) سے میل جول نہ کرو۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ پس تم اُن (اپنی ازواج) کے قریب مت جاؤ۔"

Marfat.com

طلاق کے حدود کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتا ہے

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

(البقرہ ۲۲۹:)

"پس اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ وہ (میاں بیوی) دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھیں گے تو پھر ان پر اس کے بارے میں کچھ گناہ نہیں جو عورت فدیہ دے یہ اللہ کی حدود ہیں پس ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھتے ہیں وہی ظالم ہیں"

وراثت کی حدود بیان کرتے ہوئے خالق جن و بشر فرماتا ہے۔

وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝

(النساء ۱۳:۱۲)

"یہ اللہ کی طرف سے تاکیدی حکم ہے اور اللہ جاننے والا بردبار ہے یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ اسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ان میں رہیں گے۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کی حدیثوں سے آگے نکلتا ہے اسے آگ میں داخل کریگا اسی میں رہیگا اور اس کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے"

Marfat.com

حدود اللہ کی حفاظت کرنے والوں کو خوشخبری دیتے ہوئے رب علیم و خبیر فرماتا ہے۔

وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اَلتَّاۗىِٕبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّاۗىِٕحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (التوبہ ۱۱۱، ۱۱۲)

"اللہ سے بڑھ کر اپنے وعدہ کو کون پورا کرنے والا ہے سو اپنے سودے پر جو تم نے اُس سے کیا ہے خوش ہو جاؤ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، سجدہ کرنے والے، بھلائی کا حکم کرنے والے اور بُرائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے مومنوں کو خوش خبری دو۔"

بعض لوگ غصے میں اپنی ازواج کو مائیں کہہ دیتے ہیں، اُس کے حدود رب العزت یوں بیان فرماتا ہے۔

فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (المجادلۃ: ۴)

"پھر جسے طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔"

Marfat.com

اسی طرح طلاق کے بعد عورتوں کو ایّام عدت گزارنا ہوتے ہیں۔ عدت کی حفاظت کے حدود بیان کرتے ہوئے خالق کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ

(الطلاق :۱)

"(اپنی مطلقہ ازواج کو) اپنے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں سوائے اس کے کہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کی حدود ہیں۔ اور جو شخص اللہ کی حدود سے آگے بڑھتا ہے تو وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے"

آیت تطہیر اور حدود اللہ جنکے پیغمبر کائنات پابند ہے

قرآن حکیم اصول و قانون کی کتاب ہے۔ حدود و قیود کا لائحہ عمل ہے کسی انسان کی نفسانی خواہشات کا اس میں دخل نہیں۔ کتاب اللہ کا مقصد ہی انسان کی نفسانی خواہشات کا قلع قمع کر کے اُسے حدود اللہ کا پابند بنانا ہے۔ انسان نفسانی و شیطانی وساوس کا ہر دور میں شکار رہا آیا ہے اور اس کی اصلاح کے لیے ہر دور میں خالق کائنات نے کتاب اللہ نازل فرمائی اور اس الہامی کتاب کے حدود کو نافذ کرنے کے لئے پیغمبر مبعوث ہوتے رہے۔ حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے رب العزت نے انہیں قرآن حکیم جیسا ممکن دستور حیات مرحمت فرمایا تاکہ کل نسل آدم کو اس منشور ربانی کے حدود کا پابند بنائیں۔

Marfat.com

اہل بیتؓ رسول اللہ جن کے کفیل خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان سب اہل خانہ کو جب اللہ تعالیٰ نے آیت تطہیر سے نوازا تو اُن سب پر کچھ پابندیاں اور حدود بھی عائد کئے اور ان حدود اللہ کی پابندی و بجا آوری کے صلہ و انعام ہی میں رب شرق و غرب نے انہیں آیت تطہیر سے نوازا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن کریم میں جن حدود اللہ کو آیت تطہیر نازل کرنے سے پیشتر نافذ فرمایا اُن کی پابندی کن بندگوں نے کی اور کون ان حدود اللہ کے مطابق آیت تطہیر کے اہل ٹھہرے۔ بعض مسلمانوں نے آیت تطہیر کو نوچنے کھسوٹنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے بعض نے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلمؐ کے علاوہ سیدنا علیؓ، سیدنا عباسؓ، سیدنا عقیلؓ اور سیدنا جعفرؓ پر اس آیت کو خواہ مخواہ ثبت کرنے کی کوشش کی ہے اور بعض نے پنجتن سادات صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ سیدنا علیؓ، سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور حضرات حسنینؓ کو داخل کیا ہے اور خود ہی سیدنا علیؓ اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی تین نیک سیرت صاحبزادیوں سیدہ زینبؓ سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ رقیہؓ یعنی رسول اکرم صلعم کی نواسیوں کو خارج کر دیا ہے۔ اور ان دونوں طبقوں نے امہات المومنینؓ جو حقیقت میں اہل بیتؓ رسول اللہ ہیں اُن کو نکالنے کی جسارت کی ہے اور ان دونوں طبقوں نے حدود اللہ کی کسوٹی پر پرکھے بغیر ہی امہات المومنینؓ کے سروں سے چادر تطہیر اُتارنے کا جواز تکاب کیا ہے اس کی جزا و سزا تو اُس خدا کے ہاتھ میں ہے جس نے خود چادر تطہیر سے ازواجؓ النبیؐ جو حقیقت میں اہل بیت رسولؐ تھیں کے سروں کو ڈھانپا تھا۔ اور جنہوں نے حدود اللہ کی پابندی کر کے اپنے آپ کو

Marfat.com

اس کا اہل ثابت کیا۔

تطہیر کی نعمت عظمیٰ سے نوازنے سے قبل اللہ تبارک وتعالیٰ نے رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم، امہات المومنینؓ اور صحابہؓ پر حدود اللہ نازل فرمائے انہیں کی پابندی کا انہیں حکم فرمایا۔ خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سختی سے ان کے پابند رہے لہٰذا اپنی حیاتِ طیبہ سے اپنے مالک حقیقی سے ملنے تک ان حدود اللہ کے پابند رہے۔

آیت تطہیر، حدود اللہ اور رب کائنات کا حضورؐ سے حق طلاق و نکاح سلب کرنا

اپنی ازواج کو طلاق دینے اور کسی دوسری عورت سے حدود اللہ کے مطابق نکاح و شادی کرنے کا مکمل اختیار خداوند تعالیٰ نے ہر خاوند کو مرحمت فرمایا ہے۔ مگر ازواج مطہراتؓ کو نساء العالمین پر فائز کرنے کی غرض سے جہاں رب کائنات نے انہیں کل امت مسلمہ کی مائیں قرار دیا اور فرمایا یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ وہاں ان کی تعظیم و تکریم و تطہیر کے لئے پیغمبر مساوات کو انہیں طلاق دینے اور مزید کسی اور عورت سے نکاح کرنے کی قطعاً ممانعت فرما دی فرمایا

لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ

"اس کے بعد (یعنی) تمہیں عورتیں حلال نہیں اور نہ یہ حلال ہے کہ ان بیبیوں کے بدلے اور بیبیاں کرلے اگرچہ تجھے ان کا

Marfat.com

حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا ۝ (الاحزاب، ۵۲)

حسن پسند آئے سوائے اس کے جس کا تیرا دایاں ہاتھ مالک ہو چکا اور اللہ ہر شے پر نگہبان ہے۔

حضورؐ تو خود نبیؐ اور صاحب کتاب تھے۔ اُن کے قلب پر وحی کا نزول ہوتا تھا۔ پھر خود زبان مبارک سے اُن احکاماتِ ربانی کو املا فرما کر کاتبانِ وحی سے لکھواتے تھے مگر انِ حدود اللہ کو بدلنے کی قطعاً جسارت نہ کی۔ بلکہ ان کو لکھوایا اور مرتے دم تک ان کی پابندی کر کے ثابت کیا کہ حدود اللہ کی پابندی پیغمبر و امت سب کے لئے برابر ہے۔

آپؐ نے آخری نکاح ۷ھ میں کیا اور اس حکم کی تعمیل کرنے کے بعد آپؐ نے ان حدود اللہ کی تعمیل و تکمیل میں زندگی بسر کر دی نہ تو ازواجِ مطہراتؓ میں سے کسی کو طلاق دی اور نہ ہی مزید کسی عورت سے نکاح کیا یہاں تک کہ ۱۱ھ کو آپؐ ان حدود اللہ کی پابندی کرتے ہوئے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

نبیؐ کو جنت الفردوس دنیا ہی میں مرحمت فرما دی گئی

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (البقرہ: ۲۵)

Marfat.com

ترجمہ :- اور ان لوگوں کو خوش خبری دے دو جو ایمان لائے اور اچھے کام کرتے ہیں کہ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جب کبھی ان کو ان میں سے کوئی پھل رزق دیا جائے گا کہیں گے یہ وہی ہے جو ہمیں پہلے دیا گیا اور انہیں ملتا جلتا رزق دیا جائے گا اور ان کے لئے ان میں پاک ازواج ہوں گی اور وہ انہی میں رہیں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے یہاں جنت الفردوس کے اس مقام کی حقیقت کو واضح الفاظ میں بیان کیا ہے جو مومن کو بعد از وفات نصیب ہوگا۔ اور انعامات کے علاوہ جنت میں سب سے افضل ترین نعمت پاک ازواج ہیں۔ امہات المومنین کی آیت تطہیر سے نواز کر رب العزت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جنت الفردوس کی بشارت اس دنیا ہی میں پوری کر دی فرمایا :-

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (الاحزاب ۳۳)

"اللہ مصمم ارادہ کر چکا ہے کہ تم سے اے نبی کی گھر والیو! ہر ناپاکی کو دور کرے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے"

ازواج مطہرات رسولؐ کو آیت تطہیر سے خارج قرار دینا خود رسول اللہ صلعم کو جنت سے خارج قرار دینا ہے

جس سے اس امر کی بشارت دی کہ جس طرح یہ پاک ازواج اس دنیا میں آپ کی ازواج مطہرات ہیں جنت الفردوس میں بھی یہی آپ کی ازواج مطہرات ہوں گی۔ اور ازواج مطہرات سے اہل بیت رسول

Marfat.com

کا حق بھیجنے اور انہیں آیت تطہیر سے خارج قرار دینا دراصل خود خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت الفردوس سے خارج قرار دینے کے مترادف ہے۔ کیونکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا انعام تو رب العزت آپ ہی کو مرحمت فرما رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو تمام انسانی کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیتے ہوئے رب کائنات فرماتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا ۝

(الاحزاب: ۲۱)

"وہ جو اللہ اور پچھلے دن کی توقع رکھتا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے اس کے لئے رسول اللہ ایک نمونہ ہیں۔"

حدود اللہ اور سفارش

آپ تو حدود اللہ کے اس قدر شدت سے پابند تھے کہ ایک دفعہ قریش کی ایک عورت نے چوری کر لی تو آپ کے متبنیٰ سیدنا زیدؓ کے خلف سیدنا اسامہؓ (جن سے آپ کی دلی محبت تھی) نے سفارش کی۔ روایت ہے۔

عن عائشة ان قريشا اهمهم شان المراة المخزومية التي سرقت فقالوا من يكلم فيها

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مخزومی عورت (فاطمہ بنت اسود) کے مقدمہ نے قریشی صحابہؓ کو فکر و تردد میں ڈال دیا۔

---

(۱) مخزوم قریش کے ایک بڑے قبیلے کا نام تھا جس کی طرف یہ عورت منسوب تھی اس کا نام فاطمہ بنت الاسود تھا۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا
من یجترئ علیہ الا اسامۃ بن
زید حب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فکلمۃ اسامۃ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشفع فی حد من حدود اللہ
ثم قام فاختطب ثم قال
انما اھلک الذی قبلکم
انھم کانوا اذا سرق فیھم
الشرف ترکوہ واذا سرق
فیھم الضعیف اقاموا
علیہ الحد وایم اللہ لو ان
فاطمۃ بنت محمد سرقت
لقطعت یدھا (متفق علیہ)

جس نے چوری کی تھی انہوں نے آپس میں
مشورہ کیا کہ اس بارے میں کون
سفارش کرے بعض نے کہا حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کی جرأت
سوائے اسامہ بن زید رضؓ کے کس کو نہ تھی
سو اسامہؓ اس کے متعلق عرض کیا
اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد
کے بارے میں سفارش کرتے ہو۔
پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا کہ
تم سے پہلے لوگ اسی طرح ہلاک ہوئے
کہ ان میں اگر کوئی شریف اور قوی آدمی
چوری کرتا تو وہ اس کو چھوڑ دیتے اور
اگر کوئی غریب آدمی چوری کرتا تو اس
پر حد جاری کرتے۔ اللہ کی قسم
محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے تو میں
ضرور اس کا ہاتھ کاٹ دوں"

لہ مشکوٰۃ باب الشفاعۃ فی الحدود

Marfat.com

سبحان اللہ و بحمدہٖ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں جن میں حدود اللہ کی تعمیل و پابندی پر کس قدر زور ہے اور ان حدود کی پابندی میں کسی قریبی کی سفارش کام نہیں آتی۔ فاطمہؓ جیسی امت بیٹی بھی خدانخواستہ چوری کا ارتکاب کرتیں تو حدود اللہ کی تعمیل میں آپؐ ان کا دست مبارک بھی قطع کرنے سے گریز نہ فرماتے اور ایک کلیہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ نہ صرف یہود و نصاریٰ کی تباہی کا موجب یہی سفارش ہے بلکہ ہر وہ اُمت جو حدود اللہ سے اگر امراء تجاوز کریں تو ان کو سزا سے مبرا ٹھہرائے گی اور غربا اگر حدود اللہ سے تجاوز کریں تو ان پر حد جاری کرے گی تباہ و برباد ہو جائے گی اور اس کا مشاہدہ ہم ہر روز کرتے ہیں۔

یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے حضورؐ جب یہ سمجھتے تھے کہ حدود اللہ جن کا ذکر آیت تطہیر میں ہے اس کے پابند صرف وہ خود ازواج مطہرات یعنی اہل بیت رسول ہیں۔ تو آپؐ چادر اٹھا کر حضرت علیؓ، سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور حضرت حسنینؓ کی تطہیر کی سفارش کس طرح کر سکتے تھے۔ جبکہ خود ان سب حضرات کی حیات مبارکہ ہی اس حقیقت کی شاہد ہے کہ اُن میں سے کسی ایک نے بھی آیت تطہیر سے متعلق جن حدود اللہ کا ذکر بڑے شد و مد سے ہے کبھی پابندی کی ہو۔ اور پھر وہ پابندی کرتے بھی کیوں جبکہ یہ حدود اللہ نہ تو اُن سے متعلق تھے اور نہ ہی آیت تطہیر میں اُن کو خطاب کیا گیا ہے۔ ورنہ اگر ان حدود اللہ کا تعلق یا خطاب سیدنا

Marfat.com

علیؓ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور حضرات حسنینؓ سے ہوتا تو یہ حضرات ان حدود اللہ کی اسی شدومد سے پابندی کرتے جس طرح خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت رسول امہات المومنینؓ نے کی۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

عن عبد اللہ ابن عمرؓ قال	"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے
سمعت رسول اللہ صلی	کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ علیہ وسلم یقول	کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص اپنی سفارش
من حالت شفاعۃ دون	کے ذریعہ اللہ کی حدوں میں سے کسی
حد من حدود اللہ فقد	حد میں حائل ہو تو حقیقت یہ ہے کہ
ضاد اللہ[1]	اُس نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی۔"

اور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم جو خود حدود اللہ کے نافذ کرنے والے تھے کس طرح ممکن تھا کہ آپ خود ہی حدود اللہ کی پابندی کو پس پشت ڈال کر اس امت مسلمہ کو حدود اللہ سے تجاوز کرنے کی جرأت دلا کر خدا کے غضب کا شکار ہوتے اس واسطے آپؐ کی سفارش یا چادر ڈال کر سیدنا علیؓ سیدہ فاطمہؓ اور حضرات حسنینؓ کو اس میں داخل کر کے دعا کرنا اور امہات المومنینؓ جو حقیقت میں اہل بیتؓ قرآنی ہیں اُن کو "انک الی خیر" کہہ کر اہل بیت سے خارج قرار دینا وغیرہ احادیث موضوع ہیں جو خلافِ عمل رسولؐ اور خلافِ فطرت

---

[1] مشکوٰۃ باب الشفاعۃ فی حدود اللہ الفصل الثانی

Marfat.com

انسانی ہیں۔ کیونکہ ہر مرد کی چاہ اپنی ازواج کے لئے چادر
چادر تطہیر بنے اور جو عورت اس چادر تطہیر میں شامل نہیں وہ اپنے خاوند کے ہاتھ
پر کلنک کا ٹیکا ہے جس کی جوابدہی اس خاوند سے ہوگی جس کی وہ بیوی ہے کہ وہ
اسے اپنی چادر تطہیر میں کیوں نہ رکھ سکا جبکہ اس کا خاوند اس کا کفیل اور مجازی
خدا تھا۔ اور جن ازواج مطہرات اہل بیتؓ رسولؐ کے پاک سروں کو رب کائنات
نے خود چادر تطہیر سے ڈھانپا اور اس چادر تطہیر کا محافظ اور پاسبان رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہرایا یہ ناممکن تھا کہ آپؐ خود ہی اس چادر مقدس کو اپنے
ہاتھوں سے اتار کر ان مقدس ترین اہل بیتؓ کے سر ننگے کرنے کے مرتکب ہوتے
شاہ نجواہ مخواہ عتاب خداوندی کا شکار ہوتے۔ یہ موضوع احادیث ذات نبی
آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر سراسر افتراء اور بہتان عظیم ہیں۔

آیت تطہیر حدود اللہ اور سیدنا علیؓ کا مسلک

جس طرح حدود تطہیر کی پابندی حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر لازم تھی اگر سیدنا علیؓ بھی آیت تطہیر میں مخاطب یا شامل ہوتے تو ان پر بھی فرض تھا کہ حدود تطہیر کی پابندی اسی طرح کرتے جس طرح پیغمبر مساوات صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ آیت تطہیر کے نزول کے وقت سیدنا علیؓ کی رفیق حیات صرف سیدہ فاطمۃ الزہراؓ تھیں اور مردوں میں سے وہ حضرات جو مخاطب و شامل تطہیر تھے انہیں ترا ازواج کو طلاق دینا اور مزید نکاح کرنے کی ممانعت کا حکم رب کائنات ذیل کے الفاظ میں فرما چکا تھا:۔

Marfat.com

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ع

(الاحزاب: ۵۲)

"اس (آیت تطہیر کے نزول) کے بعد تیرے (لئے نبیؐ) لئے عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ یہ حلال ہے کہ ان کے بدلے اور بیویاں کرے اگرچہ تجھے ان کا حسن پسند بھی آئے سوائے اس کے جس کا تیرا دایاں ہاتھ مالک ہو چکا اور اللہ ہر شے پر نگہبان ہے[۲]"

---

[۱] - اگر سیدنا علیؓ بھی اس میں شامل تھے اور پھر اگر حضرات حسنینؓ بھی شامل تھے تو ان سب کے لیے ان حدود اللہ کی پابندی اسی طرح لازم و فرض تھی جس طرح خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر (مؤلف)

[۲] ابن عباسؓ، مجاہدؒ، ضحاکؒ، قتادہؒ، ابن زیدؒ اور ابن جریرؒ کے علاوہ ایک تعداد علماء نے بیان کیا ہے کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیتؓ کو اختیار دیا کہ وہ مال و دولت لے کر رخصت ہو جائیں یا نفر و فاقہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اختیار کریں۔ تو تمام اہل بیتؓ نے مال و دنیا کو ٹھکرا کر آپؐ کی رفاقت کو محبوب جانا۔ تو ان کی اس ثابت قدمی، زہد و تقویٰ کا امتحان کہ جب کائنات کے سب سے عظیم انسان نے ان کا اس قدر اکرام کیا کہ ان کے لیے حیات پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صرف انہیں طلاق دینے سے منع فرمایا بلکہ آئندہ اور نکاح سے بھی روک دیا۔ اور حضرت عکرمہؓ اور حضرت انسؓ کا بھی یہی قول ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے عمل سے

Marfat.com

مگر اس کے برعکس سیدنا علیؓ آیت تطہیر کے نزول کے بعد سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی زندگی ہی میں دشمن اسلام ابوجہل کی لڑکی جویریہ سے شادی کرنے لگے تھے حالانکہ اگر وہ آیت تطہیر میں مخاطب یا شامل ہوتے تو کبھی بھی حدود اللہ سے تجاوز کا ارتکاب نہ کرتے۔ اور حدودِ تطہیر کی اُسی طرح پابندی فرض سمجھتے جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تا حیات اُن کے پابند رہے

روایت ہے۔

عن علی بن حسین زین العابدین ان المسور بن مخرمة قال ان علیًا خطب بنت ابی جهل فسمعت بذلك فاطمة فاتت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت یرحم قومك انك

علی بن حسین زین العابدین مسور بن مخرمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی (جویریہ) کو شادی کا پیغام دیا۔ یہ خبر حضرت فاطمہؓ کو پہنچی وہ رسول اللہ صلعم کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپؐ کی قوم والے کہتے ہیں آپؐ کو اپنی بیٹیوں کے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۴۹) ۱۰ اس کی تصدیق بھی فرمادی چنانچہ ان حدود کی پابندی میں آپؐ نے سیدہ کے بعد کسی عورت سے نکاح نہیں فرمایا اور نہ ہی ان پاک و مطہر ازواج میں سے کسی ایک کو طلاق دینے کا ارتکاب کیا۔ بلکہ حضورؐ اپنی حیاتِ طیبہ میں ان حدود اللہ کے پابند رہے اور وفات حسرت آیات تک ان حدود کی پابندی کو فرض سمجھا۔ (مؤلف)

Marfat.com

تخطب لبنات[1] وهذا علیؓ
ناکح بنت ابی جهل فقام رسول
اللہ صلی علیہ وسلم فسمعتہ
حین تشهد یقول اما بعد
انکحت ابا العاص بن الربیع
فحدثنی وصدقنی وان فاطمة
بضعة منی واني اکرہ ان
یسوءها واللہ لا یجتمع بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وبنت عدو اللہ عند رجل
واحد[2]

ستانے پر کوئی غصہ نہیں آتا (ای کا
اثر ہے) کہ اب علیؓ ابوجہل کی بیٹی (جویریہ)
سے نکاح کرنا چاہتے ہیں یہ سن کر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے (لوگوں
کو خطاب فرمایا) مسور کہتے ہیں میں نے
سنا) آپؐ نے تشہد پڑھا پھر (یہ) فرمایا میں
نے ایک بیٹی ابوالعاصؓ بن ربیع کر دی
اس نے جو بات (وعدہ کیا) سچ (وعدہ) کیا
کی (یاد رکھو) فاطمہؓ میرے دل کا ٹکڑا
ہے جس نے اس کو دکھ دیا اللہ مجھے
دکھ دیا خدا کی قسم! یہ ناممکن ہے کہ رسول
اللہ

---

[1] اس سے صاف ظاہر ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کی اور بہنیں بھی تھیں، شیعہ کی مستند کتاب حدیث مصدقہ امام مہدی اصول کافی کے صفحہ ۲۷۸ میں ہے۔

تزوج خدیجة وهو ابن بضع
وعشرین سنة فولد له منها
قبل مبعث القاسم ورقیه و
زینب وام کلثوم وولد له بعد
المبعث الطیب والطاهر الفاطمة
علیها السلام

"آپ نے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا جبکہ
بیس اور چند سال کے تھے بس مبعوث ہونے سے
پہلے ان کے بطن سے قاسمؓ اور رقیہؓ، زینبؓ
اور ام کلثومؓ پیدا ہوئے اور مبعوث ہونے
کے بعد طیبؓ، طاہرؓ اور فاطمہؓ تولد ہوئے۔

[2] صحیح بخاری جلد دوم ال پارہ باب المناقب ہمارے رسول صلعم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور دشمن خدا (ابوجہل) کی بیٹی دونوں ایک شخص کے نکاح میں رہیں"۔

یہ حدیث مسلم میں ہے۔

الا ان بنی ابن ابی طالب ان یطلق بنتی وینکح ابنتھم فانما ابنتی بضعۃ منی یریبنی ما رابھا ویؤذینی ما اذاھا[1]

"مگر یہ کہ ابن ابی طالب کو اختیار ہے کہ چاہے تو میری بیٹی کو طلاق دے اور اُن کی بیٹی (جویریہ) سے شادی کرلے (یاد رکھو) فاطمہؓ میرے دل کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو دکھ دیا اس نے مجھے دکھ دیا"۔

حضرت علیؓ خود فرماتے ہیں کہ "میں جو تشدد حضرت فاطمہؓ پر کیا کرتا تھا اس سے دستبردار ہوگیا اور میں نے اپنی بیوی سے کہا خدا کی قسم آئندہ میں اب کبھی ایسا طرز عمل اختیار نہ کروں گا جس سے تم کو تکلیف پہنچے یا تمہاری دل شکنی ہو"[2]

سیدنا علیؓ تو باب علم تھے اور قرآن پاک کے اسرار و رموز سے اچھی طرح واقف تھے اس کے احکام، اوامر و نہی اور حدود اللہ کے پوری طرح پابند تھے اور بقول سبائی حضرات قرآن ناطق ہی تھے۔ اُن کی ذات ستودہ صفات سے یہ کیسے اُمید کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر حدود تطہیر سے تجاوز کیا ہوا اور سیدہ فاطمہ الزہراؓ جیسی نیک و مطہر رفیقۂ حیات کی زندگی میں کسی غیر مطہرہ عورت سے شادی کرلیتے آپؓ کے اس فعل سے نہ صرف جناب سیدہ ناراض ہوئیں بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ ہوا اور آپؐ نے ان سے جناب سیدہ کی طلاق طلب کی۔

---

[1] بحوالہ مشارق الانوار باب فضائل حضرت فاطمہؓ صفحہ ۵۰۴

[2] طبقات صفحہ ۱۶۶ اصابہ صفحہ ۷۳۰، اصحابیات صفحہ ۱۲۷

Marfat.com

مندرجہ بالا حدود اللہ: حدود تطہیر ہیں تو مزید نکاح کیئے
اور منکوحہ بیوی کو طلاق دینا حرام قرار دیا گیا ہے مگر یہاں حضرت علیؓ سیدہ فاطمہؓ
جیسی مطہرہ خاتون کے ہوتے ہوئے غیر مطہرہ عورت سے شادی کر رہے ہیں اور پھر
نبی صادق صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جناب سیدہ کی طلاق طلب کر رہے ہیں۔ جس
سے ثابت ہوا کہ سیدنا علیؓ مخاطب و شامل آیت تطہیر و اہل بیت رسولؐ نہیں ورنہ
حدود اللہ اور حدود تطہیر سے کبھی تجاوز نہ کرتے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپؓ مطہر نہ تھے (نعوذ باللہ) آپؓ تو عشرہ مبشرہ
میں سے ہیں جن کے مطہر ہونے اور جنتی ہونے کی بشارت نبی صادق دے چکے
ہیں اور پھر آپ بدری صحابیؓ ہیں جن کی تطہیر کے متعلق رب کائنات فرماتا ہے کہ

لِيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ (الانفال: ۱۱) "تاکہ تم کو پاک کرے اور تم سے شیطان کی ناپاکی کو دور کر دے"

نیز جب سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی وفات رسول اکرم صلعم کی وفات کے چھ ماہ
بعد ہی ۱۱ھ میں واقع ہوئی۔ آپؓ کی وفات حسرت آیات کے بعد سیدنا
علیؓ نے آٹھ اور عورتوں سے شادیاں کیں جو نہ تو آیت تطہیر کے نزول کے وقت آپ
کی ازواج تھیں اور نہ ہی آیت تطہیر کی مخاطب۔ آپؓ کی ازواج کے نام درج
ذیل ہیں جو جناب سیدہ کے بعد آپ کے حرم میں داخل ہوئیں۔

(۱) حضرت ام البنین بنت حزامؓ بن خالد (بنی ہوازن)
(۲) حضرت لیلیٰ بنت مسعودؓ (بنی تمیم)
(۳) حضرت اسماء بنت عمیسؓ الخثعمیہ

Marfat.com

۴ - حضرت امامہ بنت ابوالعاصؓ (از بطن سیدہ زینبؓ بنت رسول اللہ صلعم
وہمشیرہ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ)
۵ - حضرت خولہ بنت جعفرؓ بن قیس
۶ - حضرت ام سعید بنت عروہؓ بن مسعود ثقفی
۷ - حضرت ام حبیبہ بنت ربیعۃ الثعلبۃ
۸ - حضرت مباۃ بنت امرء القیس الکلبی

سورہ احزاب کا نزول جیسا کہ واقعات سے ثابت ہے ۵ھ سے ۷ھ تک ہے اور جب آیت تطہیر نازل ہوئی اس وقت حضرت علیؓ کے اہل بیت صرف سیدہ فاطمۃ الزہراؓ تھیں۔ اس انعام خداوندی سے نوازنے سے پیشتر حدود اللہ میں واضح طور پر یہ الفاظ تھے کہ آج کے بعد وہ لوگ جن کی تطہیر کا اعلان کیا جا رہا ہے وہ اب کوئی اور شادی نہیں کر سکتے اور نہ ہی موجودہ ازواج میں سے کسی کو طلاق دے سکتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حدود اللہ اور حدود تطہیر کے نزول کے بعد نہ تو کوئی شادی کی اور نہ ہی وفات حسرت آیات تک کسی مطہرہ بیوی کو طلاق دینے کا ارتکاب کیا اگر سیدنا علیؓ نے ان حدود اللہ کے اترنے کے بعد سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے علاوہ آٹھ مزید شادیاں کیں اور اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ آیت تطہیر کے نہ ہی وہ مخاطب ہیں اور نہ وہ ان حدود اللہ میں شامل ہیں جو اس بیت تطہیر سے متعلق نازل ہوئیں۔ اور اگر آپؓ آیت تطہیر کے مخاطب یا اس میں شامل ہوتے تو آپؓ کی ذات بابرکات کبھی بھی

Marfat.com

حدودِ تطہیر سے تجاوز کرنے کا ارتکاب نہ کرتی۔
وہ ہستی جو ایک دشمنِ خدا کو قتل کرتی ہے اور وہ آپؐ کے رُخِ مبارک پر تھوکتا ہے تو اُس کو قتل کئے بغیر آپؐ چھوڑ دیتے ہیں اور اُس دشمنِ خدا کے پوچھنے پر کہ آپؐ نے مجھے قتل کیوں نہیں کیا۔ فرماتے ہیں کہ پہلے میں تمہیں خدا کی رضا کے لئے قتل کر رہا تھا مگر اب چونکہ غصے میں میرا نفس حائل ہو گیا تھا۔ میں اپنے نفس کی خوشنودی کے لئے تجھے قتل کر کے عذابِ خدا مول لینے کو تیار نہیں تھا ایسے بے نفس اور حدود اللہ کے پابند جناب سیدنا علیؓ سے توقع کی جا سکتی ہے کہ انہوں نے حدودِ تطہیر کے نزول کے بعد حدود اللہ سے تجاوز کرنے کا ارتکاب کیا ہو۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

آیتِ تطہیر حدود اللہ اور وصیت سیدنا علیؓ

آیتِ تطہیر کے انعامات سے نوازنے سے قبل اہلِ بیتِ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق رب کائنات حدود اللہ جاری کرتے ہوئے فرمایا کہ

۱۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ط (الاحزاب ۶)

نبیؐ مومنوں پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہے اور اس کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں۔

اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

۲۔ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا

اور تمہیں (اے مومنوں) نہیں پہنچتا

Marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب: ۵۳)

رسولؐ کو ایذا[1] دو اور نہ یہ کہ اس کی بیبیوں سے اس کے بعد کبھی نکاح کرو یہ بات اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔

ان احکامات وحدود اللہ کی رُو سے ازواجِ مطہراتؓ رسولِ آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو کل امتِ مسلمہ کی مائیں قرار دیا اور آج تک تمام امت مسلمہ آپؐ کی اہل بیتؓ کو فخامت المومنینؓ کے نام سے ہی یاد کرتی ہے اور قیامت تک اسی خطاب سے اہل بیتؓ رسولؐ کو یاد کرکے سعادت دارین حاصل کرتے رہے گی۔ قرآن حکیم اور خود نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی جگہ بھی سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کو ام المومنینؓ یا سیدنا علیؓ کی دیگر ازواجؓ کو بھی امہات المومنینؓ کے لقب سے نہیں نوازا اور نہ ہی امت مسلمہ کے کسی طبقہ نے کبھی ازواج سیدنا علیؓ و امہات المومنینؓ کے القاب سے موصوف کیا لیکن آیت تطہیر کا خطاب تو صرف امہات المومنینؓ کو ہے اور قیامت تک وہی اہل بیتؓ رسولؐ ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حد جاری فرمائی کہ امت مسلمہ میں سے کوئی بھی کبھی بھی اہل بیتؓ رسولؐ سے شادی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ ان سب کی مائیں

---

[1] ازواج مطہراتؓ کو اہل بیت سے خارج کرکے خود رسول اکرم صلعم کو دکھ نہ دو اور نہ ان پر کسی قسم کا بہتان تراشو کیونکہ وہ تمہاری مائیں اور رسول اکرم صلعم کی ازواجؓ اہل بیتؓ ہیں (مؤلف)

Marfat.com

ہیں۔ ورنہ اس سے نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ پہنچے گا بلکہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک یہ گناہ عظیم ہوگا۔ یہ اس لئے کہ جن بیبیوں کو خالق ارض وسماء امہات المومنینؓ قرار دے چکا اور ہر قسم کے رجس سے مطہر و پاک فرما چکا ہے اُن کے بیٹوں میں سے کوئی بھی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی صحابیؓ کبھی بھی اُن سے شادی نہیں کر سکتا اور اگر ایسا کرے گا تو وہ گناہ عظیم کا ارتکاب کرے گا۔

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منع فرمایا گیا کہ وہ ان ازواج مطہرات و اہل بیت رسولؐ کو تاحینِ حیات کبھی بھی طلاق نہیں دے سکتے تاکہ اُن کی کوئی بیوی جس کو رب کائنات رجس سے پاک فرما چکا ہے بعد از طلاق کسی صحابی یا غیر صحابی سے شادی نہ کر لے اور اسی غرض سے اُنہیں امہات المومنینؓ قرار دیا کہ بعد از وفات پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وہ خود کسی صحابیؓ سے نکاح کرنے کا ارتکاب نہ کر بیٹھیں اس لئے ان اہل بیتؓ رسولؐ کی پاکیزگی و طہارت کو قیامت تک کے لئے قائم و دائم رکھا۔

لیکن اپنی وفات سے قبل سیدنا علیؓ نے خود مغیرہ بن نوفل کو بھیج کر آپؓ کی وفات کے بعد اپنے چچا کی بیوی سیدہ امامہ بنت ابی العاصؓ سے نکاح کی روایت ہے کہ ۴۰ھ میں حضرت علیؓ نے شہادت پائی تو مغیرہ بن نوفل (عبد مطلب کے پوتے) کو دست بستہ کہا گیا کہ امامہؓ بنت ابی العاص (کریں چنانچہ مغیرہ نے تعمیل کی۔ مغیرہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام یحییٰ

لہ طبقات ج ۲۷ ج ۸ اسد الغابہ ص ۴۰۰ ج ۵ استیعاب ص ۷۲۶ ج ۲
سیر الصحابیات ص ۱۴۱

Marfat.com

مقام غور ہے کہ اگر سیدنا علیؓ مخاطب آیت تطہیر یا شامل اہل بیت رسولؐ تھے تو ان پر بھی حدود و قیود تطہیر کی پابندی اُسی طرح لازم تھی جس طرح جناب رسالتمآبؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپؐ کی ازواج پر بھی ان حدود اللہ کی پابندی اُسی طرح لازم تھی جیسی اہل بیتِ رسول ازواجِ مطہراتؓ پر تھی۔ لیکن آپؓ تو خود مغیرہ بن نوفلؓ کو وصیت کر رہے ہیں کہ اُن کی وفات کے بعد اُن کی بیوہ سیدہ امامہ بنت ابوالعاصؓ سے ضرور شادی کریں اور آپؓ کی وصیت کے مطابق آپؓ کی اِن بیوہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی سیدہ امامہ بنت سیدہ زینب (زوجہ ابوالعاصؓ) نے مغیرہ بن نوفل سے شادی بھی کر لی حالانکہ وہ لوگ جن کو آیت تطہیر میں رب کائنات نے خطاب کیا اور مطہر فرمایا اُن کو تو مزید شادی اور طلاق سے منع کیا گیا ہے مگر اس واقع نے ثابت کر دیا کہ اگر سیدنا علیؓ یا آپؓ کی ازواج آیت تطہیر کی مخاطب ہوتے تو آپ کبھی بھی مغیرہ بن نوفل کو اپنی بیوہ سے شادی کی وصیت نہ فرماتے۔ اور نہ ہی کبھی آپؓ کی بیوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی سیدہ زینبؓ کی بیٹی سیدہ امامہ بنت ابوالعاص کبھی کسی ایسے شخص سے شادی کا ارتکاب فرماتیں جو تطہیر میں شامل نہ تھا اور نہ ہی کبھی مغیرہ بن نوفل یہ جرم عظیم کر سکتے تھے کہ وہ سیدہ امامہ بنت ابوالعاصؓ بیوہ سیدنا علیؓ سے کبھی نکاح کرتے۔ بلکہ جس طرح بعد از وفاتِ حسرت آیات پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیتؓ رسولؐ نے کسی صحابی، امتی اور چچے سے شادی کا ارتکاب نہیں کیا سیدنا علیؓ کی بیوہ بھی شادیاں نہ کرتیں پس اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ حدود تطہیر اور آیت تطہیر میں حضرت علیؓ شامل

Marfat.com

نہیں تھے ورنہ وہ کبھی حدود اللہ سے تجاوز نہ کرتے۔ بلکہ سبائی مفسرین نے غلط روایات وضع کرکے اُنہیں خواہ مخواہ اہل بیتؓ رسولؐ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور حدود اللہ سے تجاوز کرنے پر اُنہیں مجرم ٹھہرانے کی فضول جستجو کی ہے اور اس طرح انہوں نے کوشش کی ہے کہ فاتح خیبر سے اپنے آبا و اجداد کا بدلہ لیں۔

اس واقعے نے ثابت کر دیا کہ نہ تو سیدنا علیؓ اپنے آپ کو اہل بیت رسولؐ سمجھتے تھے اور نہ مخاطب آیت تطہیر اور نہ ہی آپؓ کی ازواج اپنے آپ کو اہل بیت رسولؐ سمجھتی تھیں اور نہ ہی مخاطب و شامل آیت تطہیر اور نہ ہی صحابہؓ آپؓ اور آپؓ کی ازواجؓ کو اہل بیت رسولؐ سمجھتے تھے اور نہ ہی مخاطب و شامل حدود آیت تطہیر ورنہ یہ سب کبھی بھی ایسے جرم کا ارتکاب نہ کرتے اور حدود اللہ کو نہ توڑتے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی نے بھی بعد از وفات مخاطبانِ آیت تطہیر اہل بیت تطہیرؓ سے شادی کی تو خدا کے نزدیک یہ گناہ عظیم ہوگا

علاوہ بریں اگر سیدنا علیؓ کی دیگر ازواجؓ بھی آپؓ کو اہل بیت رسول سمجھتیں اور خود کو مخاطبانِ آیت تطہیر تو آپؓ کی وفات کے بعد اُن لوگوں سے شادیاں نہ کرتیں جو تطہیر میں شامل ہی نہ تھے[1]

---

[1] سیدنا علیؓ کی بیوہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی سلمی بن حنظل بن نہشل ابن دارم نے آپؓ کے سگے بھتیجے اور داماد حضرت عبداللہ بن حضرت حفصہ طلیقہ کے ساتھ نکاح کیا اور اس طرح فقہ کا یہ مسئلہ اُٹھا کہ آیا ایک خاتون اور اُس کی سوتیلی ماں کو ایک ساتھ جمع کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ ہدایہ میں اس کے جواز پر اس وجہ سے اشکال دیا گیا ہے اور اس کے دلائل دیئے گئے ہیں۔ (مؤلف)

Marfat.com

آیت تطہیر حدود اللہ اور سیدنا علیؓ وسیدنا عباسؓ کا صدقات رسولؐ کا مطالبہ

آیت تطہیر کے نزول سے پیشتر ازواج مطہرات نے رجس سے پاک و

مطہر ہونے کے لئے کچھ حدود قائم کئے تھے۔ فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ	"اے نبیؐ! اپنے اہل بیت (ازواج) سے
اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ	کہہ دے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس
الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ	کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں سامان
اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا	دوں اور تمہیں اچھی طرح رخصت کر دوں
جَمِيْلًا وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ	اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اور
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ	روز آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ
الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ	نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے
لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا	بڑا اجر تیار کیا ہے"
عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب: ۲۸:۲۹)	

ان احکامات کی رو سے اہل بیت تطہیرؓ پر فرض ہو چکا تھا کہ وہ مال و دولت کی ہوا و ہوس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیں اور جس طرح پیغمبر سادات صلی اللہ علیہ وسلم نے شہنشاہِ عرب و عجم ہونے کے باوجود فقرانہ زندگی بسر کی اہل بیت تطہیرؓ کو بھی فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرنا ہوگی چنانچہ حدودِ تطہیر کے بعد ازواج مطہراتِ رسولؐ یعنی اہل بیتِ رسولؐ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مال و دولت کے مطالبہ تک کو ترک کر دیا باوجودیکہ بحیثیت ازواج انہیں

Marfat.com

حق پہنچتا تھا کہ اپنے خاوند اور مجازی خدا سے اپنے حقوق طلب کریں ۔ مگر انہوں نے ان حدود اللہ کی پابندی نہ صرف آپؐ کی حیات طیبہ میں کی بلکہ آپؐ کی وفات حسرت آیات کے بعد سے خود اپنی وفات تک ان حدود اللہ کی سختی سے پابند رہیں ۔ اور جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات حسرت آیات کے بعد نہ کچھ درہم چھوڑا نہ دینار ان مقدس اہل بیتؓ رسولؐ نے بھی نہ کوئی درہم چھوڑا نہ دینار بلکہ ہمیشہ فکر و فاقہ کی زندگی بسر کی ۔

حضورؐ کی وفات کے بعد تو فتوحاتِ اسلامیہ کا اس قدر دور دورہ ہوا کہ قیامت تک تاریخ اُن کی شاہد رہے گی اور اس قدر غنائم کثیرہ آئے کہ کوئی محتاج زکوٰۃ و صدقات لینے والا نظر نہ آتا تھا ۔ مگر ان اہل بیتؓ رسولؐ کی حالت وہی رہی جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں تھی ۔ اگر کبھی کسی خلیفۃ المسلمینؓ نے مال و زر ان کی خدمت اقدس میں بھیج بھی دیا تو جب تک اس مال و دولت کو مستحقین میں تقسیم نہ فرما دیا آرام نہ فرمایا ۔ اور تاریخ اسلام شاہد ہے کہ امہات المومنینؓ نے اپنی وفات کے وقت کچھ بھی ملکیت نہ چھوڑی

بعض لوگوں نے اہل بیتؓ رسولؐ اُن حضرات کو قرار دیا ہے جن پر صدقہ جائز نہیں تھا اور اُن میں حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو بھی شامل کیا ہے اور خود ان دونوں بزرگوں نے جن کے متعلق مشہور کیا جاتا ہے کہ ان پر صدقہ حرام تھا حضرت عمرؓ کے دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات کا مطالبہ کیا روایت ہے کہ

"حضرت زہریؒ کہتے ہیں مجھے مالک بن اوس بن حدثانی النصیری نے خبر دی

Marfat.com

کہ اُنہیں عمر بن الخطابؓ نے بلایا۔ اسی اثنا میں اُن کے پاس دربان نے جس کا نام یرفا تھا آکر عرض کیا کہ آپؓ کو عثمانؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور زبیرؓ اور سعدؓ کی ضرورت ہے وہ آنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اُنہیں میرے پاس آنے دو۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر آیا اور کہنے لگا کیا آپؓ کو علیؓ اور عباسؓ کی ضرورت ہے وہ آنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں اُنہیں میرے پاس آنے دو۔ جب وہ دونوں اندر آگئے تو عباسؓ بولے یا امیرالمومنینؓ میرا اور اِس (علیؓ) کا فیصلہ کیجئے وہ دونوں مال و دولت میں جھگڑتے تھے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو بنی نضیر کے مال غنیمت میں سے دیئے تھے اور حضرت عمرؓ نے اس کا اہتمام ان دونوں چچا بھتیجے کے سپرد کر دیا تھا۔ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے درمیان سخت کلامی ہوئی لوگوں (حاضرین) نے عرض کیا امیرالمومنینؓ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرا دیجئے اور ایک دوسرے سے امن دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ذرا ٹھہرو میں تمہیں اس کی قسم دلاتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں کیا تم نہیں جانتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا کہ

لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ۝ جو کچھ ہم انبیاء چھوڑیں وہ صدقہ ہے (کسی کا ترکہ نہیں)

سب نے کہا بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی طرف رُخ کر کے فرمایا میں تمہیں بھی خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم بھی جانتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

نے یہ فرمایا تھا۔ انہوں نے بھی کہا ہاں یہی فرمایا تھا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا تم لوگوں سے اس امر کی حقیقت بیان کرتا ہوں۔ اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مال فئیت میں خاص کیا تھا۔ یعنی آپؐ کے سوا کسی نبی کو نہیں دیا۔ چنانچہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے،

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (الحشر، ۶)	"اور جو مال اللہ نے اپنے رسول کے ہاتھ (بنی نضیر کے غنیمت میں) دیا ہے اس پر تم نے اپنے گھوڑے اور سواریاں نہیں دوڑائی تھیں (یعنی بے مشقت دے دیا تھا) لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے تسلط دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

پس یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی پھر بخدا وہ تمہارے (علیؓ و آلِ علیؓ اور عباسؓ اور آل عباسؓ) کے لئے نہیں ہے (بلکہ عامۃ المسلمین کا حق ہے) اور نہ تم کو اس پر مختار بنایا بلکہ اس مال میں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے درمیان تقسیم کرتے تھے۔ اور جو تھوڑا مال باقی رہتا اس میں سے اپنی بیبیوں کا سال بھر کا خرچ کرکے جو کچھ بچتا تھا اُسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں یہی عمل درآمد کرتے رہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہیں اس نے کو انہوں نے اپنے قبضے میں لے لیا اور رسول خدا صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی طرح عملدرآمد کرتے رہے اور تم دونوں (عباسؓ اور علیؓ) کی طرف منہ کر کے فرمایا) اس وقت بھی حضرت ابوبکرؓ سے شکوہ کرتے تھے اور اللہ جانتا ہے کہ سیدنا ابوبکرؓ اس میں سچے نیکوکار متبع امرِ حق تھے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے وفات پائی تب میں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کا جانشین ہوں۔ میں نے اپنے زمانۂ خلافت میں دو سال تک وہی عمل کیا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے کیا تھا اور اللہ جانتا ہے میں اس میں سچا نیکوکار متبع امرِ حق تھا پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور اس وقت تم میں اتفاق تھا۔ ایک بات اور ایک ارادہ تھا۔ اے عباسؓ! کیا تم میرے پاس نہیں آئے اور میں نے یہ نہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا نورث ما ترکنا صدقۃ (پیغمبروں) کا مال میراث نہیں ہوتا۔ بلکہ جو وہ چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے پھر میرے دل میں آیا کہ اس مال کا اہتمام (بطور آزمائش) تم دونوں کے سپرد کر دوں تب میں نے تم سے یہ کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تم دونوں کو وہ اس اقرار پر دیدوں کہ تم پر اللہ کا عہد و میثاق ہے۔ یہ کہ تم دونوں اس میں عمل کرو۔ جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے کیا اور جیسا کہ خود میں نے ابتدائے خلافت میں کیا۔ ورنہ اگر تمہیں یہ شرط منظور نہیں تو پھر اس کے متعلق مجھ سے کبھی گفتگو نہ کرنا۔ تم دونوں نے کہا کہ اسی شرط پر ہمیں وہ مال (صدقہ) دے دو۔ تب میں نے

ؔ اس واقعہ سے سیدنا عمر فاروقؓ کے علم و فراست اور تدبر کا پتہ چلتا ہے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ سیدنا عباسؓ اور سیدنا علیؓ بار بار صدقاتِ رسول اللہ صلعم کا مطالبہ کرتے ہیں بلکہ یہ دونوں حضرات سیدنا ابوبکرؓ کو بھی خواہ مخواہ بدنام کرتے رہے ہیں تو آپ نے اس

Marfat.com

وہ مال آپؐ (دونوں) کو دے دیا۔ اب تم دونوں اس کے متعلق اس لیے
واادر کوئی فیصلہ چاہتے ہو جو اس خدا کی قسم جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم
ہیں میں قیامت تک اس فیصلے میں ردوبدل نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر تم اس مال کا بندوبست
میں کر سکتے تو مجھے واپس دے دو میں خود اس کا بندوبست کروں گا۔[۲]

پس اس واقعہ سے ثابت ہو گیا کہ اہل بیت تطہیر میں سیدنا علیؓ اور سیدنا
عباسؓ داخل نہیں اگر وہ حدود تطہیر میں داخل ہوتے تو جس طرح حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد آپؐ کے اہل بیتؓ یعنی امہات
مومنینؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی جائداد یا صدقے کے لئے مطالبہ وراثت

تتمہ حاشیہ صفحہ ۱۶۸) کا انتظام احکام قرآن، اسوہ حسنہ نبی اکرم صلعم اور عمل سیدنا
صدیق اکبرؓ پر عمل درآمد کرنے کے وعدہ پر ان دونوں حضرات کو سونپ دیا گیا ان کی
آزمائش کی جائے، مگر یہ دونوں ہی اپنے وعدہ پر پورے نہ اترے بلکہ ایک دوسرے
کو برا بھلا کہا اور دست و گریبان ہوئے اور فَے یعنی صدقاتِ رسول اللہ صلعم کے
انتظام میں بری طرح ناکامیاب ہوئے جس سے صحابہؓ اور امت مسلمہ پر سیدنا
ابوبکر صدیقؓ کی صداقت حقیقی معنوں میں ثابت ہو گئی (مؤلف)

[۱] سیدنا عباسؓ اور سیدنا علیؓ ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشتے تھے اور
چاہتے تھے کہ ان صدقات سے استفادہ تقسیم میں جدا جدا اختیارات دیئے جائیں
جو خلاف احکام ربانی و اسوۂ حسنہ رسول اکرم صلعم اور عملِ صدیق اکبرؓ تھے (مؤلف)

[۲] صحیح بخاری پارہ ۱۶ کتاب المغازی

Marfat.com

نہیں کیا اسی طرح سیدنا علیؓ کو بھی مال و دولت کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیئے تھا
اور رہا صدقے کا سوال تو اس کے یہ دونوں حضرات متولی مقرر ہوئے اور
اس سے باقاعدہ استفادہ کرتے رہے بلکہ اس مال و متاعِ صدقہ پر قابض
ہونے کے لئے ایک دوسرے سے لڑ پڑے اور پھر یہ ان حدود اللہ کی پابندی
کس طرح کرتے کیونکہ وہ نہ تو اہل بیتِ رسولؐ تھے اور نہ آیت تطہیر کے
مخاطب وگرنہ وہ اہل بیت تطہیر ہوتے تو ان کی ذات سے یہ کیسے ممکن
کی جاسکتی ہے کہ وہ کبھی حدود اللہ سے تجاوز کرنے کی جرأت کرتے۔

بلکہ اہل بیتِ تطہیر تو ازواجِ مطہرات پیغمبر مساوات صلی اللہ علیہ وسلم
اور امہات المومنینؓ ہیں جنہوں نے اپنے اعمال و کردار سے ثابت کیا کہ انہوں
نے مرتے دم تک حدودِ تطہیر سے تجاوز نہ کیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے اسی مالِ صدقہ کے متعلق روایت ہے کہ

قال نصدقت هذا الحديث	زہریؒ نے کہا میں نے یہ حدیث عروہ
عروة بن الزبير قال صدق	ابن زبیرؓ سے بیان کی تو انہوں نے
مالك بن اوس انا سمعة	کہا مالک بن اوسؓ نے سچ کہا
عائشةؓ زوج النبي صلى الله	میں نے حضرت عائشہؓ زوجہ آنحضرت
عليه وسلم تقول ارسل	صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی فرماتی
ازواج النبي صلى الله عليه وسلم	تھیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
عثمان الى ابي بكر ليسالنه	وسلم کی ازواجؓ نے حضرت
ثمنهن فما انام الله على	عثمانؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے

Marfat.com

رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم
فکنت انا اردھن فقلت
لمن الا تقین اللہ المرتدلمن
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کان یقول لا نورث ما ترکنا
صدقۃ یرید بذلک نفسہ
انما یاکل اٰل محمد صلی
اللہ علیہ وسلم فی ھذا
المال فانتھی ازواج النبی
صلی اللہ علیہ وسلم

پاس بھیجنے کا ارادہ کیا تا کہ اُن مالوں
سے جو اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کو بن لڑے دئے اپنے آٹھوں
حصہ ترکہ کا مطالبہ کریں۔ میں نے اُن کو
منع کیا اور کہا کیا تم کو خدا کا خوف نہیں
تم یہ نہیں جانتیں کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم فرمایا کرتے تھے ہم پیغمبروں کا کوئی
وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے
آپؐ نے اپنے تئیں مراد لیا۔ الیتہ محمدؐ کی
آلؑ اس میں سے کھائے گی یہ سُن کر ازواج
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترکہ مانگنے سے باز آئیں

سبحان اللہ بحمدہٖ! یہ تھے وہ اہل بیت تطہیرؑ جن پر صدقہ حرام تھا اور جنہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صدقے کا کبھی زندگی بھر مطالبہ نہ کیا۔ مگر حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ اور ان کے آل و اولاد تو اس صدقے کے نہ صرف متولی رہے بلکہ اس سے استفادہ بھی کرتے رہے یہاں تک کے اس پہ قابض ہونے کے لئے چچا بھتیجا لڑے

لہ صحیح بخاری پارہ ۱۲ کتاب المغازی
ٹہ یعنی امت مسلم

Marfat.com

یعنی جس کا ذکر آپ گذشتہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے۔

حضرت علیؓ نے آخری دم تک ان صدقات پر حضرت عباسؓ کو قبضہ نہ کرنے دیا بلکہ اپنی آل و اولاد کو ان پر قابض فرما گئے۔ روایت ہے:۔

اخبرتھن قال فکانت ھذہ الصدقۃ بید علی منعھا علی عباسًا فغلبہ علیھا ثم کان بید حسن بن علی ثم بید حسین بن علی بید علی بن حسین وحسن بن حسن کلاھما کانا یتداولانھا ثم بید زید بن حسن وھی صدقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقًا[1]

(خبر دہندہ) نے بتایا کہ یہ مال صدقہ علیؓ کے قبضے میں رہا انہوں نے حضرت عباسؓ کو اس پر قبضہ نہ کرنے دیا پھر (حضرت علیؓ کے بعد) حسن بن علیؓ کے قبضے میں رہا پھر حسین بن علیؓ کے قبضے میں رہا پھر علی بن حسین (زین العابدینؒ) اور حسن بن حسنؓ (حسن مثنیٰ) دونوں کے قبضے میں رہا دونوں باری باری اس سے استفادہ کرتے رہے پھر زید بن حسنؓ کے پاس رہا اور ان سب کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ صدقہ اسی طریق سے رہا۔

اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ حضرت علیؓ اور اُن کی آل و اولاد مال و دولت میں کھیلتی رہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات سے استفادہ کرتی رہی۔ لیکن اہل بیت تطہیرؓ پر تو آیتِ تطہیر کی حدود و شرائط میں مال و دولت کو حرام قرار دیا گیا تھا مگر حضرت علیؓ کی ملکیت میں بارہ گاؤں

---

[1] صحیح بخاری پارہ ۱۶، کتاب المغازی

Marfat.com

تھے جن کا متولی آپؓ اپنے بڑے صاحبزادہ حضرت حسنؓ کو بنا گئے تھے۔
چنانچہ حضرت علیؓ کے مال و دولت کے متعلق ملا باقر مجلسی روایت کرتے ہیں کہ۔

"جب حضرت فاطمہؓ واصل بحق ہوئیں تو ان (حضرت علیؓ) کو ان کی اولاد کو سات مواضع ہاتھ لگے"[1]

اور فروع کافی میں ہے کہ

فلما قبض جاء العباس یختم فاطمة فیما تشهد علی جمیعا السلام وغیره انها وقف علی فاطمة علیها السلام وهی الدلال والعفاف والحسنیٰ والصافیة وما لام ابراهیم والمیثب والبرقة

"پھر حضرت رسول اللہ صلعم کا جب انتقال ہوا تو عباسؓ نے ان کی بابت فاطمہؓ سے جھگڑا کیا پس حضرت علیؓ وغیرہ نے گواہی دی کہ وہ وقف میں فاطمہ علیہا السلام پر ہے دلال، عفاف، حسنیٰ، صافیہ، ماں ابراہیم، مثیب اور برقہ"[2]

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر ہے کہ حضرت علیؓ کی ملکیت میں ان کے علاوہ ینبع، داون القری، بدیہ، بادیہ اور عفرتین کے علاوہ کئی غلام بھی تھے۔ یہ تمام دیہات حضرت علیؓ نے وفات سے قبل بذریعہ وصیت اپنے اقربا کے لئے وقف کر دئے تھے اور متولی اول حضرت حسنؓ کو مقرر کیا تھا۔

پس ثابت ہوا کہ وہ اہل بیتؑ جن پہلی دو دولت کی تھے وہ ہیں نا

---

[1] حق الیقین صفحہ ۱۸۵
[2] فروع کافی جلد ثالث صفحہ ۴۷

Marfat.com

ا۔ صدقے کا مال کھانا حرام تھا صرف اہل بیتؓ نبیؐ یعنی امہات المومنینؓ تھیں جن کو آیت تطہیر میں خطاب کیا گیا تھا جن پر حدود اللہ نافذ کی گئی تھیں اور جنہوں نے زندگی کے آخری لمحے تک اِن حدود تطہیر کی پابندی کی۔ تاریخ گواہ ہے کہ کسی ایک بیوہ رسول مقبول صلعم نے ایک گاؤں تو کیا ایک درہم بھی ملکیت نہیں چھوڑا بلکہ جو ملا راہ خدا میں لٹا دیا۔

لیکن حضرت علیؓ نے باقاعدہ بارہ گاؤں کی جاگیر چھوڑی حالانکہ جس وقت آپؓ کا نکاح سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سے ہوا تھا اس وقت ایک یہودی کا پانی بھر کر گزارا وقات کرتے تھے۔ اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے مگر جب یہ دنیا سے رخصت ہوئے تو ایک لمبی چوڑی جاگیر میراث میں اپنی آل و اولاد کو دے گئے۔ اس کے برعکس سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ باوجودیکہ روساء قریش میں شمار ہوتے تھے۔ خلفائے مملکت اسلامیہ بھی رہے مگر جب وفات پائی تو خالی ہاتھ دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور آل و اولاد کو صرف خدا کے سہارے چھوڑا اُن کے لئے کوئی جاگیر میراث نہ چھوڑی۔ اور نہ ہی امہات المومنینؓ نے بعد از وفات حسرت آیات کوئی میراث و جائداد چھوڑی۔

آیت تطہیر، حدود اللہ اور مسلک سیدہ فاطمۃ الزہراؓ

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ

اہل بیت تطہیرؓ کے متعلق آپ خداوند تعالیٰ کے نافذ کردہ حدود و قیود پڑھ چکے چنانچہ مال و دولت کے متعلق ارشاد ہے۔

اے نبیؐ! اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ

Marfat.com

ان کُنتُنَّ تُرِدْنَ الحَیٰوۃَ الدُّنیَا	اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت
وَزِینَتَہَا فَتَعَالَینَ اُمَتِّعکُنَّ	چاہتی ہو تو آؤ تمہیں سامان دوں
وَاُسَرِّحکُنَّ سَرَاحًا جَمِیلًا ۝	اور تمہیں اچھی طرح رخصت کردوں
وَاِن کُنتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَ	اور اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ کو
رَسُولَہٗ وَالدَّارَ الاٰخِرَۃَ	اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ
فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلمُحسِنٰتِ	نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے
مِنکُنَّ اَجرًا عَظِیمًا ۝	اجر تیار کیا ہے۔"

(الاحزاب ۳۳: ۲۹)

چنانچہ ان حدود کی تعمیل و تکمیل میں اہل بیتؑ رسولؐ نے زندگی بسر کر دی مگر مال و دولت کی خواہش تک بھی نہ کی۔ لیکن اس کے بالمقابل سیدہ فاطمۃ الزہراؑ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا دعویٰ کیا حالانکہ آپؐ کی ازواج مطہراتؓ نے اپنا ترکہ بھی نہ مانگا۔ چنانچہ فروع کافی میں روایت ہے کہ :-

عن احمد بن محمد عن ابی	احمد بن محمد نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
الحسن الثانی علیہ السلام قال	سے روایت کی وہ کہتا ہے کہ میں نے
سالتہ عن الجیطان السبعۃ	امام صاحب سے ان سات باغوں کا
التی کانت میراث رسول اللہ	حال پوچھا جو فاطمہ علیہا السلام کے
لفاطمۃ علیہا السلام وقال ان	پاس رسول اللہ کی میراث تھے امام نے
لانہا کانت وقفا وکان	فرمایا امیر نے صدقہ کیا تھا

سے فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۴۷ مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۷

Marfat.com

رسول اللہ یاخذ الیہ منہا ما ینفق علی اضیافہ[1]

اور رسول اللہ اس میں سے اس قدر لے لیتے تھے جو مہمانوں کے خرچ کو کافی ہو"

جس سے اس حقیقت کی وضاحت ہو گئی کہ اگر سیدہ فاطمہؓ اہل بیتِ رسولؐ ہوتیں یا مخاطب آیت تطہیر ہوتیں تو اُن پر بھی وہی حدود وارد ہوتیں جو امہات المومنینؓ پر ہوئیں۔ چونکہ یہ اُن حدود میں شامل ہی نہ تھیں اس واسطے مال و متاع رکھ سکتی تھیں۔ لیکن اگر آپؓ جیسی باسعادت خاتون جنتؓ بھی ان حدود میں شامل ہوتیں تو آپؓ سے یہ توقع کرنا کہ حدود اللہ سے تجاوز نہ کریں گی منافی ایمان ہے۔ سورج مغرب سے طلوع ہو سکتا تھا مگر سیدہ فاطمۃ الزہراؓ حدود اللہ سے تجاوز ہرگز نہیں کر سکتی تھیں سیدہ فاطمۃ الزہراؓ نے ان سات باغات کے علاوہ بھی بلغِ فدک کا مطالبہ خلیفۃ الرسول سیدنا صدیق اکبرؓ کے پاس کیا۔

عن عروۃ عن عائشۃ ان فاطمۃ علیہا السلام والعباس اتیا ابا بکر یلتمسان میراثہما ارضہ من فدک وسہمہ من خیبر فقال ابوبکر سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مدحضرت عروہؓ عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں آپؓ نے فرمایا کہ فاطمۃ الزہراؓ اور حضرت عباسؓ دونوں ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور آکر اپنا ترکہ مانگنے لگے آپؐ کی زمین جو فدک میں سے اور آپؐ کا (پانچواں) حصہ جو خیبر کی آمدنی میں سے دو تھا۔ ابوبکرؓ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے وہ کہتے تھے۔

---

[1] دلائل، عنافہ، حسنیٰ، مافیہ، مالام ابراہیم ہبیت اور برقہ کے

یقول لا نورث ما ترکنا صدقة
انما یاکل ال محمد فی هذا المال
واللہ بتبرایۃ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لاحب الی
ان اصل من قرابتی

فرماتے سنا ہے کہ جو ہم (انبیاء) چھوڑیں
وہ صدقہ ہے ترکہ نہیں آل محمد
(یعنی خاندان المسلمین) اس میں سے کھا
سکتے ہیں واللہ قرابت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو میرے قرابتداروں سے
صلہ کرنا اپنے قرابتداروں سے
بہت زیادہ افضل ہے

بیشک اہل بیت رسول نے تو اپنے ترکہ کا مطالبہ تک نہ کیا بلکہ جب ازواج مطہرات نے ارادہ بھی کیا تو سیدہ عائشہ صدیقہ نے انہیں یاد دلایا کہ

فقالت لهن اما تتقین اللہ
الم تعلمن ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم کان یقول لا
نورث ما ترکنا صدقة

تو انہیں خدا کا خوف نہیں کیا تم یہ نہیں
جانتیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تھا کہ ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں
اور جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے

یہ اہل بیت تطہیر نے اپنا ترکہ کبھی نہ مانگا تاکہ وہ صدقہ تباہ نہ ہو جائے

آیت تطہیر، حضور اللہ اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی وصیت

آیت تطہیر کہ نزول سے متعلق جو روایت
اللہ تطہیر کے لیے رب نے

۱؎ صحیح بخاری پارہ ۱۶ کتاب المغازی

Marfat.com

نافذ و مقرر فرمائے تھے ان میں حکم تھا کہ اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد کوئی
بی طیب تطہیر اپنی ازواج کو طلاق نہیں دے سکتا اور نہ ہی مزید کسی عورت سے
شادی کر سکتا ہے اور اگر سیدہ فاطمۃ الزہراؓ خود کو اہل بیت تطہیر سمجھتیں یا اپنے
خاوند سیدنا علیؓ کو بھی اہل بیت تطہیر میں شامل سمجھتیں تو کبھی اُن کو اپنی زندگی
میں دوسری کسی ایسی عورت سے شادی کرنے کی وصیت نہ فرماتیں جو تطہیر میں
شامل ہی نہ تھیں بلکہ آپؓ کی وصیت کے مطابق حضرت علیؓ نے سیدہ امامہ
بنت ابوالعاص سے شادی کر لی۔ روایت ہے کہ

"جب آپؓ (سیدہ امامہ بنت سیدہ زینبؓ دختر رسالتمآبؐ) سن شعور کو
پہنچیں تو آپؓ کی شادی کی فکر ہوئی۔ چونکہ فاطمہؓ کا انتقال ہو چکا تھا اور
حضرت فاطمہؓ کی وصیت بھی یہی تھی کہ میرے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ،
حضرت امامہؓ سے عقد کر لیں۔ اس لیے حضرت امامہؓ کا نکاح حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سے کر دیا گیا۔"[1]

آیت تطہیر، حدود اللہ اور حضرات حسنینؓ کا مسلک

آیت تطہیر کے نزول کے بعد مخاطبانِ آیت تطہیر کے لیے آئندہ طلاق اور غیر مطہرہ عورتوں سے نکاح حرام ہو چکے تھے اس لیے اب اگر حضرات حسنینؓ بھی آیت تطہیر میں مخاطب یا اس کی حدودِ تطہیر میں شامل تھے تو یہ دونوں غیر مطہرہ عورتوں سے نکاح ہی نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن نہ صرف انہوں نے نکاح کیے بلکہ اپنی ازواج کو طلاق جو

[1] صحابیات مؤلفہ مولانا نیاز محمد خان صاحب فتح پوری صفحہ ۱۴۸

Marfat.com

دیں جنہوں نے ان کے بعد دوسرے لوگوں سے شادیاں کیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان حضرات نے حدود اللہ سے تجاوز کیا (نعوذ باللہ) بلکہ وہ حدود اللہ ان کے متعلق نہیں تھیں وہ تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیتؓ رسولؐ کے متعلق تھیں جن کی پابندی صرف ان کے لئے فرض تھی۔

پس ثابت ہوا کہ اہل بیتؓ قرآنی اور اہل بیت تطہیر اور اہل بیتؓ رسولؐ صرف ازواج مطہرات پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جو امہات المومنینؓ ہونے کی حیثیت سے نہ صرف سیدنا علیؓ اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی مائیں اور حسنینؓ کی نانی اماں ہیں۔ بلکہ کل اُمت مسلمہ کی بھی مائیں ہیں۔

اہل بیت حدیثی، حدود اللہ اور غلو

اسلام دین فطرت ہے اور قرآن حکیم کی تعلیم بین فطرت کے مطابق ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا عمل نہیں کر سکتے تھے جو تعلیم قرآن، سنت اللہ، فطرت اللہ اور حدود اللہ کے خلاف ہوتا

تعصب و اندھی تقلید کو پس پشت ڈال کر خود اپنا جائزہ لیں۔ ہم اپنے داماد، بیٹی اور اُن کی اولاد یعنی اپنے نواسوں سے پیار کرتے ہیں ان کے حق میں دعائے خیر و برکت کرتے ہیں تو کیا ہم اپنی بیوی یعنی اُن کی ماں اور نانی سے پرہیز کرتے ہیں۔ یقیناً ایسا پرہیز کون سنت کیا اسلام میں والدہ اور نانی سے پرہیز کی ضرورت ہے بلکہ وہ تو خوش ہوتی ہے کہ اُس کی بیٹی اور نواسوں کے حق میں دعائے خیر کی جاتی ہے۔ لیکن اگر ہم ایک

---

[1] حضرت حسنؓ نے "طلاق" مضمون میں (مؤلف)

Marfat.com

یعنی اُن کی والدہ۔ساس اور نانی سے کوئی راز کی بات خواہ وہ داماد۔بیٹی یا نواسوں کے متعلق ہی کیوں نہ ہو کرتے ہیں تو کیا ان سے پردہ وحجاب نہیں کرتے یقیناً کرتے ہیں کیونکہ ان سے پردہ کرنا فطرتِ انسان اور حدود اللہ میں داخل ہے۔

اس لئے جن سبائی حضرات نے "اہل بیت" سے متعلق احادیث وضع کی ہیں اُن میں چونکہ بغض و عناد کارفرما تھا اس لئے ان احادیث کو وضع کرتے وقت انہوں نے فطرت اللہ اور حدود اللہ کو پس پشت ڈال دیا ہے چنانچہ احادیث وضع کرتے وقت امہات المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سیدہ صفیہؓ اور سیدہ ام سلمہؓ اور ان کے خاوند سید المرسلینؐ، داماد سیدنا علیؓ بیٹی سیدہ فاطمہؓ اور نواسوں حضرات حسنینؓ کے درمیان پردہ حائل کرا دیا ہے جو خلافِ فطرتِ انسانی اور خلافِ قوانین قدرت ہے۔

سبائی حضرات نے تمام صحابہ کرامؓ جن میں سے بعض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں۔چچا۔چچازاد بھائی۔سسر داماد بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے سیدنا ابراہیمؓ کو جو ۱۰ھ کے آخر تک زندہ رہے اہل بیتؓ رسولؐ سے خارج قرار دے دیا اور امہات المومنینؓ جن کے حق میں آیت تطہیر نازل ہوئی اور جنہوں نے مدد تطہیر کی پابندی زندگی کے آخری لمحہ تک کی ان سب کو بھی اہل بیت تطہیرؓ سے خارج مشہور کر کے ایک ایرانی نژاد عجمی صحابی حضرت سلمان فارسیؓ کو اہل بیتؓ رسولؐ میں داخل کر کے اپنی عجمیت، عصبیت اور عرب دشمنی کا پورا پورا ثبوت دیا روایت ہے

قال ابو جعفر علیہ السلام لاثقة لنا ... حضرت محمد باقرؒ کے پاس جب

Marfat.com

سلمان الفارسی ولکن المحمدی
ذالک رجل منا اهل البیت[1]

سلمان فارسیؓ کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ
سلمان فارسیؓ نہ کہو بلکہ سلمان محمدی کہو
وہ ایسا مرد ہے ہم اہل بیت میں سے "

پنجتن پاک

سبائی حضرات خصوصاً "اہل بیت" میں سید المرسلینؐ سیدنا علیؓ، سیدہ فاطمۃ الزہراؓ، سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ کو شامل کرتے ہیں اور انہیں پنجتن پاک کہتے ہیں۔ لیکن سبائی حضرات کے امام کے مندرجہ بالا الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ سیدنا سلمان فارسیؓ بھی اہل بیت رسولؐ میں داخل ہیں، پس ثابت ہوا کہ پنجتن پاک نہیں بلکہ چھتن پاک ہیں[2]۔

نعرہ چھتنی

سبائی حضرات خصوصاً اور اُن کی تقلید میں بعض مسلمان عموماً یہ نعرہ لگاتے ہیں "پنج نعرے پنجتن" اور ایک نعرہ حیدری" یہ نعرہ بذاتِ خود اس حقیقت کو روز روشن کی طرح اجاگر کرتا ہے کہ پنجتن پاک نہیں بلکہ چھتن پاک ہیں، اور کمال تو یہ ہے کہ پنجتن پاک میں تو سلمان فارسیؓ کو داخل کر دیا گیا ہے مگر حضرت علیؓ کو چھٹا تن ثابت کیا گیا ہے۔

روایت ہے کہ

"سلمان من اهل بیتی" عربی محاورہ کے مطابق اس کا اردو ترجمہ

---

[1] دار الانوار

[2] تفصیل میری کتاب "اسلام، اہل فارس اور سلمان فارسیؓ" میں ملاحظہ فرمائیں (مولف)

Marfat.com

یہ ہوا کہ "سلمان میرے گھر والوں میں سے ہے" اور یہاں قرآن میں "اہل بیت" کا یہی مفہوم ہے لیکن عجمی لقب میں اہل بیت سے "پنجتن" یعنی آنحضرتؐ اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور امامین حسنؓ و حسینؓ مراد ہیں۔ اس معنی میں سلمان "چھٹا تن" ہوتے[1]

"اہل بیتی" کے متعلق ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں۔

"عجمی (اہل فارس) عموماً "اہل بیت" کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں اور اس سے مراد پنجتن یعنی آنحضرتؐ اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور اُن کے دو بیٹے امام حسنؓ و حسینؓ ہیں۔ یہ بالکل عرب محاورہ کے خلاف ہے۔

"اہل بیت" قرآن میں بھی استعمال ہوا ہے اور معنی گھر والی یا گھر والیاں ہے۔ لیکن عجمی پراپیگنڈہ کے اثر کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ اہل سنت والجماعت میں اس اصطلاح کو عجمی مفہوم کے مطابق استعمال کرتے ہیں۔ اس "اہل بیت" نے ایک اور سیاسی اُلجھن پیدا کر دی۔ سلمان فارسیؓ ممکن ہے کہ کوئی شخصیت ہو لیکن اس کا نام اتنا اچھالا گیا کہ اکثر روایات اس کی فضیلت کے بارے میں موجود ہیں چنانچہ ایک حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے مہاجرین اور انصار میں رشتۂ مواخاۃ قائم کیا تو ایک سلمان فارسیؓ باقی رہ گیا۔ یہ

---

[1] مشاہیر اسلام باب سلمان فارسی صفحہ

Marfat.com

مہاجر تھا نہ انصار۔ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ "سلمان من اہل البیتی" عام عربی اور روزمرہ میں اس کے معنی یہ ہوتے کہ "سلمان میری زوجہ ہے یا ازواج میں سے ایک ہے" لیکن عجمی پرپاگنڈسٹ نے اوّل تو اسے اہل بیت میں بیٹا کردہ سمجھتے ہیں شامل کیا اس کے بعد اس کی شان میں قرآنی آیت بھی نازل ہوئی۔

وآخرین منہم لما یلحقوا بہم (۶۲/۳)

جب اصحاب نے دریافت کیا کہ وہ کون خوش نصیب ہے جس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ۔

"وہ فارسی الاصل سلمان کا ہمقوم ہوگا۔ علم اگر ثریا میں ہوگا یا ثریٰ میں وہ وہاں سے بھی لے آئے گا۔"

چنانچہ ایران میں جب کسی نے دعوئے نبوت یا امامت کیا اسی حدیث کو سند پیش کیا۔ اس حدیث نے ان تمام احادیث کی تردید کردی جن کی رُو سے مہدی کا ظہور بنو فاطمہ سے ہوگا۔ بعض احادیث کی رُو سے بنو ہاشم سے مہدی روایت ہوا ہے۔[1]

مسلمان فارسیؓ اور ایرانی

ایک محقق تحریر فرماتے ہیں کہ:

"حدیث کی دنیا میں تو ایرانیوں کو ایک بڑا وسیع میدان مل گیا۔ بے شمار حدیثیں ایرانیوں کی فضیلت میں گھڑ گھڑ کر انہوں نے معتمد صحابہؓ اور تابعین کی طرف منسوب کر دیں

[1] مذاہب اسلامیہ ص ۱۷۲

Marfat.com

مذکورہ بالا روایت کہ عجمیوں (اہل فارس) کا تذکرہ رسول اللہ صلعم کے سامنے کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ان عجمیوں پر تم (عربوں) سے کہیں زیادہ اعتماد ہے۔"

اور پھر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"ایرانیوں نے حضرت سلمان فارسیؓ کو بہت زیادہ آسمان پر چڑھایا زہد، حکمت اور علم کی جو باتیں ان کی طرف منسوب کیں جو کسی دوسرے صحابی کی طرف منسوب نہیں کی گئیں۔ حتیٰ کہ ان کی عمر بھی عام لوگوں کی عمر سے زیادہ ہی گھڑ لی، ان کے متعلق کہا گیا کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا ہے۔"[1]

اہل فارس اور سلمان فارسیؓ کے متعلق مزید معلومات

کے لئے میری کتاب "اسلام، اہل فارسؓ اور سلمان فارسیؓ" ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ جو عجیب و غریب انکشافات کا مجموعہ ہے۔

---

[1] ضحیٰ الاسلام جزو اوّل صفحہ ۱۷۲

[2] ایضاً صفحہ ۱۷۳

Marfat.com

غیر فطری احادیث اور خدا و رسولؐ کا فیصلہ

لیکن ان احادیثِ غیر فطری میں بیوی جس سے پردہ لازم نہیں اُس سے پردہ کرایا گیا ہے اور اولاد و داماد و نوکر جن سے پردہ فرض ہے اُن سے بے پردگی کرا کر اُمتِ مسلمہ کی عقلوں پر پردہ ڈالا گیا ہے اور فطرت اللہ کو بدلنے کی کوشش کی گئی ہے، اس واسطے یہ احادیث موضوع ہیں۔ ربِ کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۙ

اللہ کی فطرت جس پر اُس نے آدمیوں کو پیدا کیا کبھی بدل نہیں سکتی۔ بلکہ یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر آدمی اس سے بے علم ہیں۔"

(الروم : ۲۹)

اور خداوند تعالیٰ کی فطرت اور سنت میں تبدیلی ناممکن ہے بلکہ اللہ کی فطرت اور سنت کو بدلنا بے دینی ہے۔ فرمایا

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا ۝

"تو خدا کی سنت و فطرت میں ہرگز تبدیلی نہیں پائے گا اور نہ فطرت و سنت اللہ کو ٹلتا پائے گا۔"

(فاطر : ۴۳)

اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کے پیغمبر اور سنت و فطرت اللہ کا عملی نمونہ تھے۔ ان کا اسوہ حسنہ تو کل نسلِ انسانی کے لئے عملی نمونہ ہے۔ فرمایا۔

Marfat.com

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (الاحزاب: ۲۱)

"وہ جو اللہ کی ملاقات اور قیامت کے آنے کی توقع رکھتے ہیں اُن کے لئے رسول اللہ کے اسوہ حسنہ میں کامل نمونہ ہے۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سنت اللہ اور فطرت اللہ کو پھیلانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے نہ کہ مٹانے کے لئے اس لئے آپ کوئی غیر فطری عمل نہیں کر سکتے تھے لہٰذا غیر فطری احادیث موضوع ہیں ان کے متعلق خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے کہ

خطب النبی صلعم فقال ایہا الناس ما جاءکم عنی یوافق کتاب اللہ فانا قلتہ وما جاءکم یخالف کتاب اللہ فلم اقلہ[1]

"حضور نے ارشاد فرمایا اے لوگو! اگر میری کوئی حدیث تمہارے پاس پہنچے اور وہ قرآن کے مطابق ہو تو اسے میرا قول سمجھو اور اگر مخالف پاؤ تو مسترد کر دو۔"

ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کا اعلیٰ مقام اور ترمذی کی اُلٹ تفسیر

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ ہمیشہ ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کو اپنے سے افضل سمجھتی تھیں اور ان کی بہت عزت و توقیر کرتی تھیں۔ فرماتی ہیں۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت

سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ

---

[1] اصول کافی کتاب العقل جزو اول ص ۱۹۳۔ بحوالہ بی بی از ڈاکٹر غلام جیلانی برق ص ۱۲

Marfat.com

ما غرت علیٰ امرأۃ ما غرت علیٰ	آپؓ کو حضورؐ کی کسی بی بی پر اتنا رشک
خدیجۃ من کثرۃ ذکر رسول اللہ	نہیں آیا جتنا سیدہ خدیجہؓ پر۔ کیونکہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایاھا قالت	حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بہت ذکر
وتزوجنی بعدھا بثلث	کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں
سنین وامرہ ربہ عزوجل	کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے تین سال
جبرئیل علیہ	بعد آنحضرتؐ نے آپؓ سے نکاح کیا اور اللہ
السلام ان یبشرھا	تعالیٰ نے جبریلؑ کے ذریعہ آپؓ کو بشارت
ببیت فی الجنۃ من	دی کہ حضرت خدیجہؓ کو اللہ تعالیٰ نے بہشت
قصب [1]	میں موتیوں کا محل مرحمت فرمایا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی الشافعیؒ نے جہاں قصب کے معنی ٹوٹے ہوئے مرجان کے ہیں وہاں بیت کی تشریح کرتے ہوئے خواہ مخواہ ترمذی کی موضوع حدیث کو بخاری شریف کی تفسیر میں داخل کرکے اس کی صحت کو ٹھیس پہنچائی ہے، کیونکہ بخاری نے ایسی موضوع احادیث کو کتاب حدیث کی صحت کی خاطر اس میں داخل نہیں کیا۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حافظ صاحب موصوف فرماتے ہیں۔

قولہ ذکر البیت معنیٰ اخر لان مرجع	"قولہ بیت کے معنی بعض یہ بھی کرتے ہیں
اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	کہ خدیجۃ الکبریٰ اہل بیت رسولؐ کی اہل ہیں

---

[1] صحیح بخاری پارہ پندرھواں کتاب المناقب باب تزویج خدیجہؓ

Marfat.com

لما ثبت فی تفسیر قوله تعالیٰ
انما یرید الله لیذهب عنکم
الرجس اهل البیت قالت ام سلمة
لما نزلت دعا النبی فاطمة
وعلیا والحسن والحسین فجللهم
بکساء وقال اللهم هؤلاء اهل
بیتی الحدیث اخرجه الترمذی
وغیره ومرجع اهل بیت هو
لانه الی خدیجة لان الحسنین
من فاطمة وفاطمة بنتها وهی
وعلی نشأ فی بیت خدیجة وهو
هو صغیر ثم تزوج بنتها وهی
فظهر رجوع اهل البیت النبوی
الی خدیجة دون غیرها[1]۔

اور مرجع ہیں اہل بیت تطہیر وہ ہیں جن کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی جیسا کہ ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور نے چادر اوڑھا کر فرمایا کہ یہ ہیں میرے اہل بیت، اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ اہل بیت تطہیر کی مرجع سیدہ خدیجہؓ ہیں کیونکہ حسنینؓ سیدہ فاطمہؓ سے ہیں اور سیدہ فاطمہؓ سیدہ خدیجہؓ کی دختر ہیں اور حضرت علیؓ نے بیت خدیجہ میں پرورش پائی۔ پھر آپؓ کی دختر سیدہ فاطمہؓ سے شادی ہوئی، پس ظاہر ہوا کہ اہل بیت نبوی کا اصل خدیجہؓ ہیں۔ اس میں اُن کے سوا اور کوئی بی بی داخل نہیں۔"

عرض فرمایا آپ نے حافظ صاحب، موصوف نے ترمذی کی اس موضوع حدیث کو بخاری جیسی جامع کتاب کی تفسیر میں جگہ دے کر کیا اس کی صحت کو ٹھیس نہیں پہنچائی اور ترمذی صاحب نے اس حدیث کو قرآن کریم میں

---

[1] فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۷ باب تزوج النبی خدیجة وفضلها صفحہ ۹۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ حدودِ تطہیر پڑھے بغیر حدیث میں جگہ
دے دی اور اس کی تفسیر بھی اُلٹ کی ہے یعنی حضرات حسنینؓ، سیدہ فاطمہؓ
اور سیدنا علیؓ کے درجات و تطہیر کی نسبت سے ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ
کا درجہ ہے اور اہل بیت تطہیر کی اصل ہیں ورنہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی وجہ سے اُن کا کچھ مقام نہیں۔ استغفر اللہ۔ اس کا مقصد
تو یہ تھا کہ ان بزرگوں کی نسبت و درجات کی وجہ سے ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رسولؐ ہیں ورنہ کچھ بھی نہیں، لیکن اُمتِ مسلمہ کا ایمان ہے
کہ "انبیاءؑ کے دم سے باقی ہے نام و نشاں ہمارا"

حالانکہ سیدہ فاطمہؓ، سیدنا علیؓ اور حضرات حسنینؓ کے درجات نسبت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہیں ورنہ اگر آپؐ کی نسبت سے
ان کو الگ کر دیا جائے تو ان ناموں کے لاکھوں مسلمان مرد اور عورت اور
بچے تھے اور ہیں مگر ان کا وہ مقام نہیں ہو سکتا جو ان کا نسبت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔ اور سب سے مقدم تھا کہ آپ کی ازواج مطہراتؓ
بیٹیاں، نواسے، نواسیاں اور داماد آپؐ پر ایمان لاتے اور آپؐ کے
اُمتی کہلاتے اور حدود اللہ کی پابندی لازم تھی اور نہ حضرت نوحؑ کا
بیٹا بھی غیر امتی ہونے کی وجہ سے جہنم رسید ہوا اور خیانت کی وجہ سے
اُن کی بیوی دوزخ میں گئی۔

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ
اِبْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ

Marfat.com

وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ قَالَ يٰنُوْحُ
اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ
غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ
بِهٖ عِلْمٌ ۚ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ
مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝
(ھود : ۴۵ تا ۴۸)

! تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا
حاکم ہے۔ فرمایا اے نوح! وہ تیرے اہل میں
سے نہیں اس کے کام بے ہیں سو جس بات کا
تجھے علم نہیں اس کی بابت ہم سے نہ پوچھ
میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں
میں سے نہ ہو۔"

اور فرمایا

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا
امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۖ
كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا
صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا
مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ
مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝ (التحریم : ۱۰)

"اللہ نے کافروں کے لئے ایک مثال بیان
کی ہے وہ نوح کی عورت اور لوط کی عورت
کی مثال ہے۔ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو
نیک بندوں کے نکاح میں تھیں سو انہوں نے
خیانت کی پس وہ دونوں بندے اُن عورتوں سے
خدا کے عذاب کو نہ ہٹا سکے۔"

اور پھر محدث ہوتے ہوئے بھی ترمذیؒ کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آیت تطہیر میں اللہ تعالیٰ خطاب کن سے کر رہا ہے، کن کو حدودِ تطہیر کا پابند ٹھہرا رہا ہے اور سینکڑوں سال بعد حدیث تدوین کرتے ہوئے ان بزرگانِ دین کی سیرت کو بھی جائزہ نہ لیا کہ حدودِ تطہیر کی پابندی پر کون کون ثابت قدم رہے اور جن پر ان کی پابندی لازم تھی اُن کو پابند رہنا چاہیے تھا اور جن پر ان حدودِ تطہیر کی پابندی فرض نہ تھی ان کے لئے ان کی بجا آوری کیا؟

Marfat.com

پابندی یا قید نہ تھی۔

لیکن بخاریؒ نے اہل بیت سے متعلق حدیث کسا، میں صرف حضرت انسؓ کی روایت کو بخاری شریف میں درج کیا ہے جس میں آیت حجاب کے نزول کا ذکر ہے اور جس میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور دیگر ازواج مطہراتؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا "السلام علیکم یا اھل البیت ورحمۃ اللہ" اور اس حقیقت کی وضاحت فرمائی کہ اہل بیت تطہیر کون بزرگ ہیں اور آپؐ کی ازواج مطہرات کو "اہل بیتؓ" سے خطاب کرتے وقت کسی بیادر یا پردہ اوڑھانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

کمال تو یہ ہے کہ ترمذیؒ نے ام المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ کے سوا باقی تمام ازواج النبیؐ کو اہل بیت رسولؐ سے خارج قرار دے دیا ہے۔ حالانکہ آیت تطہیر کے نزول کا زمانہ ۵ھ سے ۹ھ تک ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ تو قبل ہجرت ہی وفات پا چکی تھیں اس لئے وہ آیت تطہیر کی مخاطب کس طرح ہو سکتی ہیں۔ لیکن امت مسلمہ کا یہ ایمان ہے کہ ازواج النبیؐ میں افضل ترین ہستیاں اور امہات المومنینؓ ہیں۔ چونکہ آیت تطہیر کا خطاب امہات المومنینؓ کو ہے اس واسطے [illegible]

اس میں داخل و مخاطب بالتطہیر ام المومنین سیدہ [illegible] نے تو ان کے اس مقام کو [illegible]

Marfat.com

یعنی خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرئیلؑ کے ذریعے بشارت دی کہ اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ کا بہشت میں گھر لؤلؤ اور مرجان کا ہے اور اسی کے متعلق رب کائنات حدودِ تطہیر کی پابندی کے انعام میں امہات المومنینؓ کو بشارت دیتا ہے۔

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

(الاحزاب : ۲۹)

اور اگر تم (اے امہات المومنینؓ) اللہ اور اس کے رسولؐ اور آخرت کے گھر کی چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے بڑا اجر تیار کیا ہے۔"

حضرت اُم المومنین

خدیجۃ الکبریٰؓ

اے شریف و اشرف اُم المومنین! تجھ پر سلام
اے بہشتِ جاودانی کی مکیں! تجھ پر سلام
رازدارِ مصطفیٰؐ تو، سیّدہ اُمت کی تو
عظمتِ دیرینہ کی حافظ، پاسبانِ عظمت کی تو
بشریت کی کلیوں کا وصفِ معتبر بن کر ہی تو ہے
عورتوں میں سب سے پہلی مومنہ تو ہی تو ہے

Marfat.com

جب ہوا نمارِ مرا سے نورِ قدسی کا ظہور
پہلے تیرے ہی ضمیرِ پاک پر چمکا وہ نور
سرزمینِ کفر میں گویا ہوا جب ساز حق
سب سے پہلے تیرے کانوں میں پڑی آوازِ حق

تو نے صدقے کر دیا اسلام پر مال و منال
تیرے ایثارِ مسلسل کی نہیں کوئی مثال
تیرا سینہ صبحِ فاراں کا تجلی خانہ تھا
سب سے پہلے جو ہوا روشن ترا کاشانہ تھا

مانتے تھے واجب التعظیم سب قرشی تجھے
طاہرہ کہتے ہیں اب بھی فرشی و عرشی تجھے
تو پیمبرؐ کی انیسہ، تو رفیقہ نورؐ کی
ناز کرتی ہے ترے دامن پہ بجلی طورؐ کی
عصمتِ خیر الوریٰؐ کی اوّلیں نامیں تو
عالمِ نسواں ہے روشن جس سے وہ فانوس تو
بارہا گھر میں ترے نازل ہوئے روح الامیںؑ
تم ترے در پہ ہے اب تک آسمانوں کا جبیں
تجھ کو غیرت دی خدا نے صاحبِ لولاک سے
آپؐ کو اولاد دی تیرے ہی بطنِ پاک سے

Marfat.com

تُو نے عثمانؓ و علیؓ سے پائے دلہائے جلیل
اِک زمیں پر حجّتِ حق، دوسرا حق کی دلیل

تیری عزت خود رسولِ دوسرا کرتے رہے
دم آخر تیرے حق میں دعا کرتے رہے

تو تھی بیواؤں کا پردہ، بیکسوں کا راز تھی
تیرے دل کی ہر صدا اسلام کی آواز تھی

جنتِ علم و عمل ہے اُسوۂ اعلےٰ ترا
حشر تک مانے گی احسان ملّتِ بیضا ترا

تیری رُوحِ پاک پر حوروں کی بستی کے سلام
تیرے مدفن پر ہوں صبح و شام ہستی کے سلام

مظفر گجراتی

اور پھر ان موضوع احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بار بار آیتِ تطہیر کے الفاظ نکلوا کر دعا منگائی گئی ہے حالانکہ ان الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ان بزرگوں یا کسی اور کے متعلق کوئی دعا نہیں مانگی جس کی قبولیت کے طور پر رب کائنات نے وہی الفاظ آیتِ تطہیر میں نازل کر دیئے ہیں۔ بلکہ آپ کی زبان مبارک سے آیتِ تطہیر کے الفاظ "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا" نکلوا کر سیدہ فاطمہؓ سیدنا علیؓ اور حضرات حسنینؓ کے لئے دعائے تطہیر کرا کر اس حقیقت کا سبائیوں نے اعتراف کیا کہ ان الفاظ کا مخاطب تو

Marfat.com

صرف امہات المومنینؓ ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے ان کی ازواج مطہراتؓ کو رجس سے پاک کر دیا ہے اسی طرح سے سیدہ فاطمہؓ یعنی اُن کی بیٹی اور داماد اور نواسوں کو بھی رجس سے پاک کر دے اور مزید برآں حضورؐ کی زبان مبارک سے ازواج مطہراتؓ کو "اندہ الی الخیر" نکلوا کر اس حقیقت کی مزید وضاحت بھی کرا دی کہ اے امہات المومنینؓ تم تو پہلے ہی انعام تطہیر سے نوازی جا چکی ہو۔ بلکہ میں تو تمہارے مقام کی مشابہت سے ہی ان کے لیئے دعا کر رہا ہوں۔

نسبت رسول اللہ اور منصور خلیفہ عباسی کا محمد النفس زکیہ کو جواب

خلافت اسلامیہ کے دو دعویدار تھے ایک منصور عباسی اور دوسرے محمد النفس زکیہ جو حضرت حسنؓ بن علیؓ کی اولاد سے تھے۔ ان دونوں حریفوں میں جو خط و کتابت ہوئی وہ ابن خلدون نے قلم بند کی ہے، قریش کے ان دونوں خاندانوں کا تعلق بنو ہاشم سے ہے دونوں کو قربت حضورؐ نصیب ہے دیکھئے وہ نسبت کے متعلق ایک دوسرے کو کیا لکھتے ہیں:۔

محمد النفس زکیہ ہاشمی اپنے چچا زاد بھائی منصور عباسی کو لکھتے ہیں کہ:۔

"ہمارا باپ علی وصی اور امام ہے (محمد النفس زکیہ حضرت امام حسن کی تیسری پشت میں ہے) کس کا سلسلہ قرابت ایسا ہے اور کس کا فضائل ایسا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں تم پر شرف دیا ہے اور ہم میں نبیوں میں ہمارے والد محمدؐ سب سے افضل ہیں اور ہم میں

Marfat.com

سب سے پہلے اسلام لائے، ازواج میں خدیجہ طاہرہؓ ہیں جنہوں نے سب سے اوّل قبلہ رو نماز پڑھی اور لڑکیوں میں بہتر دخترِ نبی رسول اللہ ہیں اور ان میں فاطمہ سعیدۃ النسا عالمین ہیں۔ دینِ اسلام میں حسنؓ اور حسینؓ جوانانِ جنت کے سردار ہیں، میں باعتبار نسب بہترین بنی ہاشم ہوں۔ مجھ میں کسی عجمی کا میل نہیں اور نہ ہی میں کنیزک زادہ ہوں اور نہ میرے سلسلہ نسب میں یہ عیب ہے شروع سے میرے آباء و اجداد اور امہات ممتاز چلے آئے ہیں۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کا مرتبہ سب سے اعلیٰ و ارفع ہے (آنحضرتؐ) اور میں اس کا فرزند ہوں جس کو دوزخ میں کم تر عذاب ہے (یعنی ابوطالبؑ)

اب اُن کے جواب میں منصور عباسی کا جواب ملاحظہ فرمائیں :۔

"تمہارے فخر کا دارومدار صرف عورتوں کی قرابت[3] پر ہے اور یہ ابلہ فریب باتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں، باپوں، عصبہ اور ولیوں کی طرح نہیں بنایا۔ بلکہ چچا کو باپ کا قائم مقام بنایا ہے، بلکہ کتاب اللہ میں قریب ترین ماں پر اس کو مقدم کیا ہے۔ (یہ دعویٰ محل نظر ہے) اگر اللہ تعالیٰ عورتوں کی قرابت کا پاس کرتا تو آمنہ (والدہ آنحضرتؐ) ان میں سے اقرب اور سب سے بڑھ کر حق والی ہوتیں اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ

ص۱: معلوم ہوا کہ فاطمۃ الزہراؓ کے علاوہ حضورؐ کی اور بھی صاحبزادیاں تھیں (مؤلف)

ص۲: ابنِ خلدون مترجم اردو حصہ سوم صفحہ ۵۹۱، تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر مشاہیر اسلام

ص۳: اس سے مراد سیدہ فاطمۃ الزہراؓ بنت رسول اللہ صلعم ہیں (مؤلف)

Marfat.com

نے اپنی مشیت سے ان لوگوں کو جو گذر گئے پیدا کیا اور تم نے فاطمہ ام ابی طالب اور اس سے پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے اس کی تو یہ حالت ہے کہ اس کا کوئی لڑکا اور لڑکی اسلام سے بہرہ ور نہیں ہوئے اور اگر اللہ تعالےٰ کو مردوں میں سے کسی کو بوجہ قرابت رسول اللہ دائرہ اسلام میں داخل کرنا منظور ہوتا تو عبداللہ (والد آنحضرتؐ) کو یہ شرف عطا ہوتا۔ بے شک وہ دنیا اور آخرت میں بہتر تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے دین میں جس کو چاہا داخل فرمایا اور فرماتا ہے کہ انک لا تھدی من احببت ولکن باللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین (بیشک جس کو تو چاہتا ہے ہدایت نہیں کر سکتا مگر اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے) جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو مبعوث فرمایا، اس وقت آپؐ کے چار چچا زندہ موجود تھے۔ جب انذر عشیرتک الاقربین نازل فرمائی تو دو نے اسلام قبول کیا (حمزہؓ اور عباسؓ) اور ان میں سے میرا باپ عباسؓ ہے اور دو (ابی طالب اور ابولہب) نے انکار کیا اور ان میں سے ایک ابی طالب تمہارا باپ ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے دونوں کا سلسلہ ولایت آنحضرتؐ سے منقطع کر دیا اور آنحضرتؐ اور ان میں سے کوئی تعلق عزیزداری اور ذمہ اور میراث قائم نہ کیا اور تمہارا یہ خیال خام ہے کہ تم خیر الاشرار (ابی طالب) کے بیٹے ہو۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کفر کرنے میں کوئی صغیر نہیں ہوتا اور شر میں کوئی بہتر نہیں ہوتا اور کسی مرد مومن کو زیب نہیں دیتا کہ کسی دوزخی کی اولاد ہونے پر فخر کرے اور قریب ہے کہ تم خود دوزخ میں جاؤ گے، ارشاد الٰہی

Marfat.com

ہے جو قریب تر زمانہ میں ظالم جان لیں گے کہ وہ کس انقلاب کی نذر میں ہیں"۔ تم نے لکھا ہے کہ حسنؓ کا عبدالمطلب سے دوہرا معاملہ قرابت ہے۔ بے شک خیر الاوّلین والآخرین رسولؐ اللہ ہیں۔ آپ کو ہاشم اور عبدالمطلب سے صرف ایک پدری تعلق تھا۔ تمہارا یہ زعم کہ تم بہترین بنو ہاشم ہو اور یہ کہ تمہارے آباء واجداد وامہات، ان میں زیادہ مشہور تھے اور یہ کہ تم میں کنیزک کا لگاؤ نہیں ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم نے کل بنو ہاشم سے آپ کو متفخر بنا دیا ہے۔ غور کرو وقت ہے تم پر۔ کل اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دو گے تم حد سے بڑھ گئے ہو اور تم نے اس سے بڑھ کر اپنا فخر جتایا ہے جو ذات وصفات میں تم سے افضل تھا (ابراہیمؑ ابن محمد رسول اللہ صلعم جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے) اور بالخصوص تمہارے باپ کی اولاد میں سے کوئی افضل سوائے کنیزک زادوں کے نہیں، بعد وفات رسول اللہ تم میں علیؑ بن حسینؑ (امام زین العابدینؒ) سے افضل کوئی شخص پیدا نہیں ہوا اور وہ کنیزک زادہ تھے اور کچھ شک نہیں کہ ان کا مرتبہ تمہارے دادا حسن بن حسینؑ سے بڑا ہے اور ان کے بعد تم میں سے محمد بن علی کی مثل کوئی نہیں ہوا اور اُن کی دادی کنیزک تھیں اور جعفر تم سے بہتر ہے، تمہارا دعوےٰ کہ تم رسولؐ اللہ کے بیٹے ہو قطعاً غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "ما کان محمّد ابا احد من رجالکم" (یعنی محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں) اور تم لوگ تو آنحضرتؐ کی لڑکی کے لڑکے ہو اور بے شک یہ قرابت قریبہ ہے مگر اس کو میراث نہیں پہنچ سکتی اور نہ یہ ولایت کی وارث ہو سکتی ہے

Marfat.com

اور نہ اس کو امامت جائز ہے، تمہارے باپ علیؓ نے اس کی ہر طرح سے خواہش کی تھی۔ فاطمہؓ کو رات روشن نکال اور درپردہ ان کو بیمار کیا اور رات کے وقت دفن کر دیا۔ بایں ہمہ لوگوں نے ابوبکرؓ اور ان کے بعد عمرؓ کے سوا کسی کو منظور نہیں کیا اس میں مسلمانوں میں اختلاف نہیں ہوا کرنا اور مامون اور خالہ مورث نہیں ہوتے۔

تم نے علیؓ کے سابق الاسلام ہونے پر فخر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے بوقت وفات ابوبکرؓ کو امام بنایا۔ یعنی ان لوگ ایک کے بعد دوسرے کو امام بناتے گئے اور علیؓ کو منتخب نہ کیا۔ حالانکہ یہ بھی ان چھ بزرگوں میں سے تھے جن کو عمرؓ نے نامزد کیا تھا۔ آپ کو خلافت کے لائق نہ سمجھا۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عثمانؓ کو ان پر مقدم کر دیا، طلحہؓ اور زبیرؓ آپ سے لڑے (جنگ جمل میں) اور سعدؓ نے آپ کی بیعت سے انکار کیا اور معاویہؓ کی بیعت کر لی۔ تمہارے باپ نے خلافت کی تمنا کی اور لڑے (جنگ صفین میں) اور آپ سے آپ کے مصاحب تحکیم[1] اور حکمین (عمرو بن العاصؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ) مقرر کرنے سے پہلے ان سے ہوا خواہ (خوارج) آپ کے استحقاق میں شک و شبہ کرنے لگے حکمین نے آپ کی معزولی پر اتفاق کر لیا۔ پھر آپ کی شہادت کے بعد حسنؓ خلیفہ ہوئے۔

---

[1]: جب حضرت علیؓ جویریہ بنت ابوجہل سے شادی کرنے لگے تو وہ دریائے نیل میں مع اپنے خدم حشم میں حاضر ہوئیں اور سیدنا علیؓ کی شکایت کی اور حسن دفع فساد فدک کیلئے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دربار خلافت میں بھیجا (مؤلف)

Marfat.com

امامت اور خلافت کو معاویہؓ کے ہاتھ کپڑوں اور روپوں کے عوض فروخت کر دیا اور اپنے بدخواہوں کو معاویہؓ کے سپرد کر دیا۔ بس اگر تمہارا اس میں کچھ حق بھی تھا تو تمہارے باپ نے فروخت کر ڈالا اور قیمت وصول کر لی پھر تمہارے چچا حسینؓ نے ابن مرجانہ (ابن زیاد) پر خروج کیا ان لوگوں نے آپؓ کو قتل کیا۔ خرما کی ڈالیوں پر سولی دی۔ آگ میں جلایا، شہید کیا، ہم نے تمہارے خون کا بدلہ لیا اور تمہیں ان کی املاک کا مالک بنایا۔ تمہارے باپ دادا کا نام بلند کیا اور فضیلت دی۔ کیا تم اس احسان کے ذریعے ہمیں معقول کرتے ہو۔ تم جانتے ہو کہ ہم لوگوں کی بزرگی ایام جاہلیت (بعثت آنحضرتؐ سے پیشتر) حجاج کو پانی پلانے (سقایہ) اور ولایت زمزم پر منحصر تھی۔ تمہارے باپ علیؓ نے اس استحقاق کے بارہ میں ہم سے جھگڑا کیا۔ عمرؓ نے ہمارے حق میں فیصلہ دیا۔ آنحضرتؐ کے بعد بنی عبدالمطلب میں سے کوئی شخص سوائے عباسؓ باقی نہ تھا۔ اس لئے وراثت چچا کی طرف منتقل ہو گئی۔[1]

اس خط و کتابت سے نسبت اور قربت رسول اللہ صلعم کے متعلق ایسے حقائق آشکار کئے گئے ہیں جن کے متعلق مزید کچھ عرض کرنا بحث کو طول دینا ہے۔ مگر سبائی حضرات نے احادیث وضع کرتے وقت جہاں حدودِ تطہیر

---

[1]: مشاہیر اسلام صفحہ ۳۳ تا ۳۷، تاریخ ابن خلدون مترجم اردو حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۶۳/۶۲، کامل ابن اثیر جلد ۵ مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

کا خیال نہیں کیا وہاں اہلِ بیت قرآنی پر اہلِ بیت حدیثی کو فضیلت دینے کی بھی جستجو کی ہے اور ان موضوع احادیث کی اس قدر نشر و اشاعت کی کہ متشابہات محکمات سے بدل گئے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ (آل عمران: ۶)	"وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اُتاری اس میں محکم آیات ہیں جو کتاب کی اصل ہیں اور کچھ متشابہ ہیں۔ پھر جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو اس میں سے متشابہ ہیں اختلاف چاہتے ہوئے اور یہ چاہتے ہوئے کہ ان کی من مانی تاویل کریں۔"

خدا ہمیں محکمات اور متشابہات کے سمجھنے کی توفیق بخشے۔

آیت تطہیر، حدود اللہ جن کی اہلِ بیتؓ رسولؐ پابند رہیں

سعادت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ یعنی اہل بیتؓ تطہیر :۔

ازواج المومنینؓ	سن شادی	سن وفات	بیوہ ہونے یا بارہ
۱۔ ام المومنین سیدہ خدیجہؓ بنت خویلد	۲۵ سال قبل ہجری	۳ سال قبل ہجری	بیوہ
۲ " " سودہؓ بنت زمعہ	۳ سال قبل ہجری	۲۲ھ	"
۳ " " عائشہ صدیقہؓ بنت ابوبکر صدیقؓ	۱ سال قبل ہجری	۵۸ھ	باکرہ

Marfat.com

۴۔	اُم المومنین سیدہ حفصہؓ بنت عمر فاروقؓ	۳ھ	۴۵ھ	بیوہ
۵۔	〃 〃 زینبؓ بنت خزیمہ	۳ھ	۳ھ	〃
۶۔	〃 〃 ام سلمہؓ بنت ابی امیہ سہیل	۴ھ	۶۱ھ	〃
۷۔	〃 〃 زینبؓ بنت جحش	۵ھ	۲۲ھ	مطلقہ
۸۔	〃 〃 جویریہؓ بنت حارث	۵ھ	۵۰ھ	بیوہ
۹۔	〃 〃 ام حبیبہؓ بنت ابوسفیانؓ	۶ھ	۴۴ھ	〃
۱۰۔	〃 〃 میمونہؓ بنت حارث	۷ھ	۵۱ھ	〃
۱۱۔	〃 〃 صفیہؓ بنت حی بن الخطب	۷ھ	۵۰ھ	〃
۱۲۔	〃 〃 ماریہ قبطیہؓ	۷ھ	۱۶ھ	〃

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری شادی ۷ھ میں کی اس کے بعد رب کائنات نے اہل بیتؓ رسولؐ کو پاک و مطہر فرمانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آئندہ شادی کرنے اور موجودہ ازواج مطہراتؓ میں سے کسی ایک کو بھی طلاق دینے سے قطعاً منع فرما دیا بلکہ حرام قرار دے دیا اور جس طرح آپؐ کو رحمت للعالمینؐ فرمایا۔ اسی طرح آپؐ کے اہل بیتؓ کو امہات المومنینؓ قرار دیا۔ کیونکہ ماں بھی اولاد کے لئے رحمتِ خداوندی ہوتی ہے اور ان اہل بیتؓ تطہیرؓ کا رتبہ بڑھانے کے لئے فرمایا۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ "اے اہل بیتؓ رسولؐ! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو" یعنی تمہارا درجہ نساء العالمین سے افضل ترین ہے۔ اور امت مسلمان کی تطہیر و فضیلت پر جس قدر بھی فخر کرے کم ہے۔

Marfat.com

اہلِ بیتِ تطہیرؓ کو آیتِ تطہیر کے انعام واکرام سے نوازنے سے
قبل رب کائنات نے کچھ حدود و قیود بطور آزمائش اُن پر جاری کئے اور
جب وہ اُن کی پابندی میں راسخ پائے گئے تو اُن کی تطہیر کا اعلان تمام
کرتے ہوئے فرمایا "یرید اللہ" یعنی اللہ ارادہ کر چکا ہے اور جب اللہ
کسی امر کا ارادہ کرلے تو دُنیا کی کوئی طاقت اس ارادے کی راہ میں
ہو سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو والد محترم کا سایہ
پر نہیں تھا۔ بچپن میں ابھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ والدہ محترمہ خالقِ حقیقی
سے جا ملیں۔ مگر ارادہ خداوندی یہی تھا کہ اس بے مثل یتیم کو خاتم النبیینؐ
جیسی نعمت و فضیلت سے مالا مال کر دیا جائے۔ اور آپؐ کو وہ کامیابی
نصیب ہوئی جو کسی نبیؑ کو نصیب نہ ہوئی۔

لیکن باوجود یکہ کسی انسان کو ارادۂ خداوندی میں دخل نہیں مگر سبائی
مفسدین نے ہر معاملے میں ارادۂ خداوندی اور مشیتِ ربانی کے خلاف واقعات و
روایات تراش کر انہیں جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر روایات و
حکایات تراشتے وقت حدود اللہ کا خیال تک نہیں کیا۔ صرف زبانی ایمان
لانا کافی نہیں۔ جب تک عمل صالح ساتھ نہ ہوں۔ زبانی جمع خرچ کسی کام
کے نہیں۔ چنانچہ ان حدود اللہ کو بغور پڑھیں۔ جو اہلِ تطہیر پر نازل
ہوئے۔

۱۔ "اہلِ بیتِ تطہیرؓ تمام اُمت مسلمہ کی مائیں ہیں"۔ (یعنی امہات المومنین
کے القاب سے نواز کر اُن پر طلاق ماننا اور بعد از وفات تزئینِ مساوات

Marfat.com

اُمتی (بیٹے) سے شادی کو حرام قرار دے دیا گیا۔

۲۔ اے نبیؐ! اپنی بیویوں سے کہہ دیں کہ اگر تم دُنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں سامان دوں اور اچھی طرح رخصت کردوں۔" (یعنی اگر تم دین سے دنیا کو مقدم سمجھتی ہو اور مال و دولت کی ہوس میں مبتلا ہو تو مال و دولت لے کر رخصت ہو جاؤ۔ تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیتؓ کہلانے کا کوئی حق نہیں کیونکہ جب رفیقِ حیات نے فقر و فاقہ میں صبر کیا ہے تو رفیقِ حیات کو بھی فکر و فاقہ کا خیر مقدم کرنا چاہیئے اور زندگی تو ہی چین سے گزرتی ہے اگر خاوند بیوی ہم مسلک ہوں)

۳۔ "اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو۔ تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے بڑا اجر تیار کیا ہے" (یعنی اگر تم دین کو دنیا پر مقدم سمجھتی ہو اور خدا و رسول کی حقیقی معنوں میں محب بننا چاہتی ہو تو فقر و فاقہ قبول کرو اور تمہاری اس قربانی کا پھل خدا تمہیں ایسا دے گا جو آج تک نساء العالمین میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا اور تم کو تمام دُنیا کی عورتوں پر فضیلت دی جائے گی)

۴۔ "اے نبیؐ کی بیبیو! جو کوئی تم میں سے کھلی بے حیائی کرے اس کو دوہرا عذاب دیا جائے گا اور یہ اللہ پر آسان ہے" (یعنی اے اہلِ بیتِ رسولؐ اگر تم کسی قسم کی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کرو گی تو تمہیں دوہرا عذاب دیا جائیگا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت، قرب اور سفارش تمہارے کسی کام نہ آئے گی۔ تمہیں کوئی سفارش حدود اللہ کے تجاوز . . . . . .

Marfat.com

پر عذابِ خداوندی سے نجات نہیں دلا سکتی اور پھر تم تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں ہو۔)

۵۔ اور جو کوئی تم میں سے اللہ اور اس کے رسول ؐ کی اطاعت اور نیک عمل کرے گی ہم اس کو دوہرا اجر دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کی ہے " (یعنی اگر تم اللہ کی حدود کی پابندی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے نیک اعمال کرو گی تو تمہیں اس کا اجر بھی دوہرا دیا جائے گا)

۶۔ "اے نبیؐ کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو نرم آواز میں بات نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ وہ جس کے دل میں بیماری ہے طمع کرے اور نیکی کی بات کہو" (یعنی تمہارا درجہ نساء العالمین سے افضل ترین ہے)

کیونکہ تم سب سے افضل ترین نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ ہو۔ تمہارا اسوۂ حسنہ بھی خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح لاثانی ہونا چاہیئے تاکہ اُمت مسلمہ کو نجیب الطرفین ہونے کا فخر نصیب ہو)

۷۔ "اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو[1] اور پہلی جاہلیت کی طرح بناؤ سنگار

---

[1] بعض سبائی مفسرین نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ پر یہ بودا الزام و بہتان تراشا ہے کہ وہ گھر میں ٹھہرنے کی بجائے جمل میں کیوں تشریف لے گئیں، حالانکہ مذکورہ باقی

بقیہ ۲۰۶ پر

Marfat.com

نہ دکھاتی پھرو۔" (یعنی جس طرح زمانہ جاہلیت میں عورتیں اپنا بناؤ سنگار دکھاتی پھرتی تھیں اس سے گریز کرو اور یہ دکھاوا عورت کی سب سے بڑی کمزوری ہے)

۸۔ اور نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔" (یعنی احکام ربانی کی بجا آوری میں ہمہ آن کوشاں رہو۔ اور اسوۂ حسنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عامل رہو یعنی جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدود اللہ کی شدت سے پابندی کرتے تھے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۵ :۔ حدود اللہ میں واضح الفاظ میں فرمایا گیا ہے کہ تم اپنا حسن اور بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو۔ یہاں صرف زیبائش حسن و بناؤ سنگار سے روکا گیا ہے نہ کہ فرائض دینی کی بجا آوری سے اور جہل میں تو آپؓ بیعت رضوان کی تکمیل میں قدماس سیدنا عثمانؓ کے لئے تشریف لے گئی تھیں۔

آیت "وقرن فی بیوتکن" کے مطابق گھروں میں ٹھہری رہو کا یہ مطلب تو نہیں کہ حج نہ کرو یا نماز نہ پڑھو یا جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ نہ لو یہ سب تو عبادات ہیں اور انہیں بجا لانے ہی کا حکم ہو رہا ہے یوقت غزوۂ احد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ سن کر خود سیدہ فاطمۃ الزہراؓ میدان جنگ میں تشریف لے گئی تھیں۔ مدارج النبوۃ میں لکھا ہے وفاطمۃ الزہراؓ چوں ایں آواز (از زبان محمد خود قتل) شنید دست بر سر زنان از خانہ بیرون دوید۔ الخ۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۶) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرہم پٹی فرمائی تھیں

باقی صفحہ ۲۰۷ پر۔

Marfat.com

تم بھی اسی شدت سے اُن کی پابند رہو۔"
چنانچہ جب ان حدود اللہ پہ اہلِ بیتؑ رسولؐ کو رب کائنات نے کاربند اور عامل دیکھا تو انعاماتِ ربانی سے نوازتے ہوئے اپنے ارادہ کو یوں ظاہر فرمایا۔
اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ "اللہ مصمم ارادہ کر چکا ہے کہ تم سے اے نبیؐ کی

بقیہ صفحہ ۲۰۶ سے :۔ (بخاری شریف جلد ۳ صفحہ ۱۷) بعض دفعہ حلب منفعت کا خیال لشان کو گھر سے نکلنے پہ مجبور کرتا ہے جیسا کہ سیدہ فاطمۃ الزہراؑ باغ فدک کے مطالبہ کے لئے گھر سے نکلیں اور بقول حضرات سیدنا ابوبکرؓ نے سب صحابہؓ کے روبرو سیدنا عمر فاروقؓ کا گریبان پکڑا اور اپنی طرف کھینچا (کافی)
اور یہ فدک کیا تھا اصول کافی کے صفحہ ۳۵۵ پر ایک طویل حدیث لکھی گئی ہے جس میں حضرت ابوالحسن موسیٰؑ نے خلیفہ مہدی سے فدک کی واپسی کے متعلق بیان کیا ہے اس میں تحریر ہے

فقال له المهدی یا ابا الحسن حدّ	مہدی نے کہا کہ اے ابوالحسن فدک کی حد بتایئے
هاتی فقال حدٌّ منها جبل احد و	انہوں نے بتایا کہ ایک کنارہ اس کا کوہ احد
حدٌّ منها عریش مصر وحدٌّ منها	ہے اور دوسرا عریش مصر اور ایک حد
سیف البحر وحدٌّ منها دومة الجندل	اور دوسری حد منتہا دومۃ الجندل مہدی یہ سن کر
فقال له کل ذلک اقال لنعم یا	بولا فدک ہے انہوں نے کہا ہاں امیرالمومنین
امیرالمومنین هذا کله فقال	کہا یہ تو بہت وسیع و عریض ملک ہے اور میں اس
کثیر قد انظر فیه۔	میں غور کروں گا۔ (کافی)

Marfat.com

الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَ گھر والیوں! وساوس کو دور کر دے
كُمْ تَطْهِيرًا ۝ (الاحزاب:۳۳) اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے"

اور تاریخ شاہد ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ایمانداری اور خلوصِ دل سے ان حدود اللہ کی پابندی کی وہ کوئی اور نہ کر سکا اور وہ حدودِ تطہیر کی پابندی کیوں نہ کرتیں اس واسطے کہ وہی تو مخاطب و شامل تطہیر تھیں۔ ان پر تو ان حدود اللہ کی پابندی اُسی طرح فرض تھی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی۔

یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مصائب تو ازواج النبیؐ برداشت کریں فقر و فاقہ کی زندگی پر قناعت اہل بیتؓ رسولؐ کریں۔ عورت کی جو سب سے بڑی خواہش زر و جواہر اور زیب و زینت ہے اُس کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر درویشانہ زندگی بسر کریں تو امہات المومنینؓ۔ بعد از وفات حسرت آیات پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بیوگی پر صبر و تحمل سے زندگی گزاریں تو اہل بیتِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور جب ان امتحانات کے بعد انعام و اکرام کے لئے آیت تطہیر نازل ہو تو ان حدود اللہ پر پابند رہنے والوں کو تو بس پشت ڈال دیا جائے اور انعام تطہیر سے سیدنا علیؓ اور آل علیؓ کو مالا مال کر دیا جائے۔ یہ تو وہی معاملہ ہوا جس طرح امتحان کے لئے محنت کرے کوئی اور اُسے فیل کر کے اس کے نمبر کسی غیر مستحق کو دے کر پاس کر دیا جائے یہ بے اعتدالی اور سفارش وغیرہ ہم دنیاداروں میں چل سکتی ہے مگر ذات خداوندی ایسی سفارشوں سے پاک و مبرا ہے وہ کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا۔

Marfat.com

فرماتا ہے :-

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (الزلزال، ۷ : ۸)

(قیامت کے روز) جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اُسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بدی کی ہے وہ اُسے دیکھ لے گا۔"

لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اُمت مسلمہ نے خدائی فیصلہ کو اپنے ہاتھ میں لے کر خود ہی نیکی مترتب کرنے کی جسارت کی ہے اور احادیث وضع کرتے وقت تطہیر کے متعلق حدود اللہ اور اُن کی پابندی کو نظر انداز کر دیا ہے۔ مگر حدود اللہ اور حدود تطہیر کی پابندی صرف سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اہل بیت یعنی اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کے سوا کسی نیک نے بھی نہیں کی اس لیے آیت تطہیر کے مخاطب اور شامل صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں جو کل اُمت مسلمہ کی مائیں ہیں۔

اُم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

حضرت آلوسی

السلام علیہ وختم وارد ق عظم رضی اللہ عنہ السلام
والسلام علیہ وارث خلق کریم والسلام
توسنہ کی نکہت ہجرت دین حق کی رہنما
آنکہ پیرنت عالم کی حسین و دلربا

Marfat.com

حق تعالیٰ نے ترا اعزاز کامل کر دیا
اُمہات المومنینؓ میں تجھ کو شامل کر دیا

اہلِ بیتِ مصطفےٰ کی رُکنِ سرکردہ ہے تُو
کیوں نہ ہو، آغوشِ فاروقی کی پروردہ ہے تُو

حق نے بخشا تھا تجھے بیدار دل، روشن دماغ
عالمِ نسواں میں تیری ذات ہے مثلِ چراغ

تو سراپا خیر و خوبی تھی، صداقت کیش تھی
خیر خواہِ ملتِ بیضا تھی، خیر اندیش تھی

اختلاف و تفرقہ سے سخت نفرت تھی تجھے
جان و دل سے بھی سوا محبوب سنت تھی تجھے

جوہرِ حلم و حیا سامانِ زینت تھا ترا
مثلِ دامانِ سحر، دامانِ سیرت تھا ترا

تیرے کاشانے سے الہامی ضیائیں لی گئیں
تجھ سے متعدد حدیثیں بھی روایت کی گئیں

عمر بھر تُو پیکرِ صبر و رضا بن کر رہی
محرمِ قدسیؑ رہی، ہمرازِ پیغمبرؐ رہی

کچھ صحابہؓ پہ نہ تھا موقوف تیرا احترام
پاس کرتے تھے ترا خود حضرت خیر الانامؐ

Marfat.com

تیرے مداحوں میں شامل ہیں جنابِ جبرئیل
ہے یہی کافی تری توقیرِ عظمت کی دلیل

تیری قسمت کا ستارہ اتنا روشن ہو گیا
تیرا حجرہ خود بخود گلزارِ ایمن ہو گیا

معترف تیرے شرف کی اُمتِ مرحوم ہے
تجھ سے جو رکھتا ہے بغض، ایمان سے محروم ہے

تو ہے اُم المومنینؓ، فردوس ہے تیرا مقام
رحمتیں تیری لحد پر، تا ابد تجھ پہ سلام

اُم المومنین سیّدہ جویریہؓ بنت الحارث

مضطر مجازی

یہ خاتونِ گرامی قدر جو غیرت کا پیکر تھی
رئیسِ مصطلق کی دخترِ فرخندہ اختر تھی

یہ اک غزوے میں قیدی بن کر آئی تھی حقیر
ملی میراث ابنِ قیس کو مالِ غنیمت میں

مقدر میں لکھا تھا اس اسیری کا ستم سہنا
مگر دل پہ گراں گزرا کنیزوں کی طرح رہنا

Marfat.com

زرِ فدیہ ادا کر کے رہائی مل تو سکتی تھی
بظاہر یوں کلی مغموم دل کی کھل تو سکتی تھی

مگر کیسے فضا گم گشتہ دامن بھی تھا، ہاتھ خالی تھا
نہ سنگی تھا نہ ساتھی تھا، فقط اللہ والی تھا

بالآخر دل میں غم، لب پر حدیثِ مدعا لے کر
رسولؐ اللہ کی خدمت میں آئی التجا لے کر

سُنی جب محسنِ کون و مکاں نے وارثت اس کی
زرِ فدیہ ادا کر کے بدل دی کائنات اس کی

کیا آزاد فوراً مقامِ حریت بخشا
پھر اُس کی آرزو پر اُس کو فخرِ زوجیت بخشا

صحابہؓ نے بھی آقائے دو عالمؐ کی رضا پا کر
اسیروں پر کیا احسان انہیں آزاد فرما کر

بہ نسبت حارث اس صورت سے رحمت کا سبب ٹھہری
پیمبرؐ کی رفیقہ بن کے عنوانِ ادب ٹھہری

خبر جس دم سُنی حارث نے اس عقدِ مکرم کی
نبوت بر ملا تسلیم کر لی فخرِ آدمؑ کی

بہر صورت یہ اُم المومنینؓ عظمت کی حامل ہے
بیاں، خلق میں، ایمان میں، طاعت میں کامل ہے

Marfat.com

یہ اہل بیت ہے قرآنِ پُر تنویر کی رُو سے
یقیناً طاہر ہے آیۂ تطہیر کی رُو سے

فیوضِ علم و حکمت اس کے حجرے سے ہوئے تقسیم
روایت ابنِ عباسؓ اور جابرؓ اس پہ ہیں گویا

تقدس پوچھیے اس کا حرم کے پاسبانوں سے
سلام اس پر فرشتے بھیجتے ہیں آسمانوں سے

اُمّ المومنین سیّدہ اُمِّ حبیبہؓ

مضطر گجراتی

عرب کے نامور سردار ابوسفیانؓ کی بیٹی
امیرِ شام کی خواہر، گرامی شان کی بیٹی

رہِ اسلام میں ہجرت کی سختی جھیلنے والی
فقط حق کے لئے کربِ بلا سے کھیلنے والی

مقدر ہو چکا تھا جس کا اُم المومنینؓ ہونا
بالفاظِ دگر ہمسرِ ختم المرسلینؐ ہونا

بشارت ہاتفِ غیبی سے جس نے خواب میں پائی
کتاب اللہ کی رُو سے جو اہلِ بیت کہلائی

Marfat.com

نکاحِ پاک میں جس کے ولی تھے شاہ نجاشی
فلک سے جس پہ کی فردوس کی حوروں نے گلپاشی
جسے قرآن نے اعزازِ اُم المومنینؓ بخشا
جسے اللہ نے عزّت عطا کی، فہم دیں بخشا
نہ چھوٹا جیتے جی دامانِ تسلیم و رضا جس سے
بڑی عزّت سے پیش آتے تھے فخرِ انبیاؐ جس سے
رسولؐ اللہ نے جس پہ یہ لطفِ خاص فرمایا
ابوسفیانؓ کے گھر کو بھی دارالامن ٹھہرایا
وہ اُمّ المومنین رضؓ اصحاب کرتے تھے ادب جس کا
ملائک آج بھی درچوم تے ہیں روز و شب جس کا
نبیؐ کی دیگر ازواجِ مکرّم جس سے راضی تھیں
دعائیں جس کی ملّت کے شریکِ حال دہ تھیں
سلام اُس پاک اُمّ المومنین رضؓ کے فرقِ دامن پر
خدائی رحمتیں سایہ کناں ہیں جس کے مدفن پر

اُم المومنین سیّدہ صفیہ رضؓ بنت الحی

مضطر گجراتی

پریشاں ہو گئی جب غزوۂ خیبر کی صف بندی
مسلماں آ گئے غالب بہ توفیقِ خداوندی

Marfat.com

اِک اک قلعے پہ قبضہ ہو گیا جب حق شعاروں کا
تکبر مٹ گیا مدفن میں جب تلبیس کاروں کا
بمقدارِ گراں اموالِ حق کوشوں کے ہاتھ آئے
کئی قیدی بھی ازراہِ غنیمت جن کے ساتھ آئے

قریظہ کی رئیسہ، خاص عزت جس کو حاصل تھی
خدا کی شان ان جنگی گرفتاروں میں شامل تھی
رسول اللہ نے چاہا کہ اس خاتون قیدی کو
کنیزی میں عطا کر دیں کسی غازی صفائی کو
صحابہؓ نے کہا یہ دخترِ سردارِ خیبر ہے
حضورؐ اس سے اگر خود عقد فرمائیں تو بہتر ہے
یہی صورت ہے قائم جس میں سہنا ہے وقار اس کا
اثر اس کے قبیلے پر پڑے گا خوشگوار اس کا
رسول اللہ نے اِس پر اُسے آزاد فرمایا
پھر اُس نے آپؐ کی ہمراز بننے کا شرف پایا

یہ اُم المومنینؓ یعنی حرمِ سرکارِ یثرب کی
نشانی خاندانِ حضرتِ ہارونؑ و موسیٰؑ کی
غیور و باحمیت، کم سخن، خوددار، فہمیدہ
حلیمہ، صابرہ، دانا، سخی، فیاض، سنجیدہ

Marfat.com

وہ جس نے دل کو حُبِّ ما سوا سے کر دیا خالی
رسولِ دو جہاں نے جس پہ رحمت کی عبا ڈالی
جسے توقیرِ عظمت کی سند بخشی ہے قرآں نے
سمجھ کر فرضِ عزت کی ہے جس کی اہلِ ایماں نے
وہ اہلِ بیتؓ جس پہ ناز فرماتی ہے معصومی
وہ جس کی شان میں کسرِ ادب جنت سے محرومی
محبت والہانہ تھی رسولِ پاکؐ سے جس کو
سلام آتے تھے اکثر ہدیۃً افلاک سے جس کو
سلام اس پہ درِ جنت کھلا ہے جس کی تربت میں
رہے گی جو ابد تک سایہ دامانِ رحمت میں

آیت تطہیر، حدیث کساء اور اہل بیتؓ حدیث

بخاری میں اہل بیتؓ کے متعلق جو حدیث ہے وہ بالکل قرآن حکیم کے مطابق ہے اور آیت تطہیر کے مخاطب حضرات اہلِ بیتؓ کے متعلق ہے لیکن ترمذی اور دیگر محدثین نے اہلِ بیتؓ سے متعلق موضوع حدیث کو بھی درج کر دیا ہے۔ بخاری میں روایت ہے کہ۔

عن انسؓ قال بنی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بزینب ابنۃ جحش بخبز و لحم فارسلت علی الطعام

انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت زینبؓ بنت جحش سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی تو (ولیمہ میں) گوشت روٹی

Marfat.com

داعیاً فیجیئ قومٌ فیاکلون و
یخرجون فدعوت حتّٰی ما اجد
احداً ادعُ فقلت یا نبیّ اللّٰہ ما
اجد احداً ادعوہٗ فقال ارفعوا
طعامکم ویقی ثلٰثۃٌ رھطٌ یتحدثون
فی البیت فخرج النبیّ صلی اللہ علیہ
وسلّم فانطلق الی حجرۃ عائشۃ فقال
السلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللّٰہ
فقالت وعلیکَ السلام ورحمۃ اللّٰہ
کیف وجدتّ اھلک بارکَ اللّٰہ لک
فتقری حجر نسائہ کلّھن یقول لھن
کما یقول لعائشۃ ویقلن لہ کما
قالت عائشۃ فخرج النبیّ صلی اللہ
علیہ وسلم فاذا ثلٰثۃ رھطٌ فی البیت
یتحدثون وکان النبیّ صلی اللہ علیہ
وسلم شدید الحیاء فخرج فانطلقا
نحو حجرۃ عائشۃ فما ادری اخبرتہ

تیار کیا گیا۔ میں لوگوں کو دعوت طعام دینے
کے لئے بھیجا گیا کچھ لوگ آتے اور کھا کر چلے
جاتے پھر دوسرے لوگ آتے اور کھا کر چلے جاتے
میں نے سب کو دعوت دی کوئی باقی نہ رہا
آخر میں نے عرض کیا یا نبیؐ اللہ! اب تو کوئی
باقی نہیں رہا (سب چلے گئے) صرف تین شخص
گھر میں بیٹھے باتیں کرتے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اٹھ کر حضرت عائشہؓ کے حجرہ پر گئے فرمایا
اے اہل بیتؓ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حضرت عائشہؓ
نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور پوچھا
آپ نے اپنے اہل یعنی بیوی کو کیسا پایا اللہ آپ
کو برکت دے اسی طرح آپ نے اپنی سب بیبیوں کے
حجروں پر جا کر کیا اور سب نے حضرت عائشہؓ کی طرح سلام کیا
اور سب نے وہی حضرت عائشہؓ کی طرح جواب
دیا اس کے بعد جب آپ لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ وہ
تین شخص باتیں کر رہے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے مزاج میں بہت شرم و حیا تھی آپ پھر
دوبارہ حضرت عائشہؓ کے حجرے کی طرف چلے گئے

لہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی ازواج مطہرات کو "اھل بیت" فرما کر اھل بیت کے مسئلہ کو حل فرما دیا ہے (مؤلف)

Marfat.com

اذا خبران القوم خرجوا فرجع
حتیٰ اذا وضع رجلہ فی اُسکفۃ
الباب داخلۃ و اخریٰ خارجۃ
ارخی الستر بینی وبینہ وانزلت
اٰیۃ الحجاب[1]

مجھے یاد نہیں اس کے بعد میں نے پاکس اور سے
آپ کو خبر دی کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں
اسوقت آپ لوٹے اندر دروازے کی دہلیز کے
ایک پاؤں اندر اور ایک باہر تھا کہ آپ میرے اور ان
درمیان پردہ لٹکا دیا اور پھر آیت حجاب نازل ہوئی۔

حدیث مذکور اہل بیتؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کس قدر جامع اور عین آیت تطہیر کے مطابق ہے۔ حضرت انسؓ کے الفاظ کس قدر واضح ہیں باوجودیکہ وہ نبیؐ کے گھر میں پلے تھے بچوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے مگر جب آپؐ اہل بیتؓ تطہیر کے حجرے میں داخل ہوئے تو حضورؐ نے اپنے اور ان کے درمیان پردہ لٹکا دیا اور پھر آیت حجاب نازل ہوئی۔

یہ تھی وہ اصل حدیث جس میں اہل بیتؓ تطہیر جن کے لئے اُن کے رفیق حیات خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر تطہیر تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے حجرے میں داخل ہوئے تو گھر کے بچوں سے بھی پردہ کیا گیا لیکن جب تک آپؐ حضرت انسؓ کے پاس گھستے پھرتے رہے پردہ حائل نہ ہوا۔

مگر سبائی حضرات نے جو احادیث تراشیں وہ اس حدیث سے متضاد ہیں۔ یعنی دامادِ رسولؐ سیدنا علیؓ، دخترِ رسول اللہ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر پارہ ۱۱ تفسیر سورہ احزاب

Marfat.com

اور حضرات حسنینؓ رسول اکرم صلعم کے نواسے جن سے پردہ ضروری تھا آپ کو چادر میں داخل کر دیا اور اُن کی ماں کو چادر سے باہر رہنے دیا اور خود امہات المومنینؓ کے منہ سے مندرجہ بالا اہل بیت سیدنا علیؓ کو اہل بیتؓ رسولؐ کہلوایا بلکہ رسول اللہ صلعم کے منہ سے اپنی ازواج یعنی اہل بیتؓ کو اہل بیت تطہیر سے خارج کرایا۔ مگر قرآن پاک کی کسوٹی پر سوائے حضرت انسؓ کی حدیث جو بخاری میں درج ہے اور کوئی حدیث بھی پوری نہیں اُترتی۔ سب موضوع اور عجیب و غریب ہیں۔

سب سے بڑھ کر خود سیدنا علیؓ اور اہل بیت علیؓ کا عمل و مسلک ہے اور اللہ تعالےٰ نے جو حدودِ تطہیر نازل فرمائیں اُن میں ان حضراتؓ کی پابندی نظر نہیں آتی ہے جو اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے کہ اگر یہ حضرات بھی آیت تطہیر کے مخاطب ہوتے تو کبھی بھی ان حدود اللہ سے تجاوز نہ کرتے جن حدود اللہ کی حدودِ تطہیر کی پابندی خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اور امہات المومنینؓ نے اپنی وفات حسرت آیات تک کی۔

اہل بیتِ حدیثی اور رسول اللہ صلعم کی دعا

دعا تو ایک التجا ہے جو خالقِ کائنات کی بارگاہ میں اس وقت کی جاتی ہے جب کسی چیز کے حصول کی تمنا ہو یا اُس چیز کے لئے مانگی جاتی ہے جو حاصل نہ ہو اور جو چیز پہلے ہی سے موجود ہو اس کیلئے دعا کی کیا ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ کل انبیاءؑ سے افضل ہے جہاں اور انبیاءؑ کے مقام فضیلت کی انتہا ہے وہاں سے حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات کی ابتدا ہوتی ہے۔ بنی اسرائیل

Marfat.com

میں حضرت موسیٰؑ کو جو مقام نصیب ہے وہ کسی پیغمبرؑ کو نصیب نہیں۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے شرحِ صدر کے لئے بارگاہِ ربانی میں دعا کرتے ہیں۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ (طٰہٰ: ۲۶: ۲۸)

"دعا کی اے رب! میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔"

مگر ذاتِ باری تعالےٰ پیغمبرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات کا ذکر یوں فرماتے ہے۔

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ (الم نشرح: ۱ تا ۴)

"کیا (اے محمدؐ) ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا اور ہم نے تجھ پر سے تیرا بوجھ اُتار دیا جس نے تیری کمر توڑ رکھی تھی اور تیرے ذکر کا آوازہ بلند کیا۔"

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اہلِ بیتؓ کی تطہیر کے بعد آیت تطہیر کے نزول کے بعد کبھی دعا مانگنا نہ پڑی، بلکہ انہیں اطمینان مطلب نصیب ہوگیا کہ ربِ کائنات نے جس طرح آپؐ کو کل کائنات کے مردوں پر فضیلت بخشی ہے اُسی طرح آپؐ کی ازواج مطہراتؓ کو کل جہان کی عورتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور ایک مرد کو جب یہ یقین ہو جائے کہ اس کی رفیقۂ حیات صرف اُسی سے محبت کرتی ہے اور اس کی تابعداری میں دنیا کے ہر قسم کے عیش و آرام کو پسِ پشت سمجھتی ہے بھلا اُس آدمی کی

Marfat.com

خوشی اور اطمینانِ قلب کا اندازہ تو لگائیں۔ انسان اپنے اہلِ بیت و اہلِ خانہ کے لئے دن رات محنت مزدوری کرکے کمائی کرتا ہے اور اگر اس کی اہلِ بیت اس کی چادرِ تطہیر کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی چادر بخش میں جانے کی عادی ہو تو وہ انسان زندگی پر موت کو ترجیح دے گا۔ اس کی یہ محنت، دولت، دوکان و مکان کس کام کے جب اس کو اپنے اہلِ بیت ہی سے چین و سکون نصیب نہ ہو۔

مگر ربِ کائنات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ہی میں آپؐ کے اہلِ بیتؓ کو امہات المومنین قرار دے دیا، خود آپؐ کو انہیں طلاق دینے سے اور ان مطہرہ عورتوں کے علاوہ کسی اور عورت سے شادی کرنے سے بھی روک دیا اور ان کے درجات کو اس قدر بلند فرمایا کہ "تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو" اس سے جو سکونِ قلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوا ہوگا اس کا اندازہ ہم نہیں کر سکتے، ہمیں تو دن رات اسلام، قرآن، پیغمبرِ اسلام، امہات المومنینؓ اور جانثارانِ اسلام پر گندا چھالنے ہی میں مزہ آتا ہے۔

آیتِ تطہیر حدود اللہ اور وضعی احادیث

رب العزت نے آیتِ تطہیر میں خطاب صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی ازواج مطہراتؓ کو فرمایا اور انہیں پر حدود تطہیر واجب کی ہیں۔ اور صرف انہیں نے حدودِ تطہیر کی پابندی کی ہے چنانچہ ان حدود اللہ کی پابندی اور اس پر قائم رہنے کے

Marfat.com

انعام میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیتِ تطہیر نازل فرمائی۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (الاحزاب، ۳۳)

"اللہ مصمم ارادہ کر چکا ہے کہ تم سے اے نبیؐ کی گھر والیوںؓ وساس کو دور کرے اور تمہیں بالکل پاک صاف کرے"

لفظ اہلِ بیت ہر زبان میں بیوی کے لئے مستعمل ہے۔ فارسی میں اہلِ خانہ عورت کو کہا جاتا ہے، ہندی میں گھر والی کو کہتے ہیں اور پھر ہم روزمرّہ اپنی بول چال میں اہلِ بیت گھر والی یعنی بیوی کے لیے ہی استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً جب دو دوست یا بھائی ملتے ہیں تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں۔ کہ بھائی آپ کی بچی کیسی ہے، لڑکے کا کیا حال ہے۔ آپ کے گھر میں کیسے ہیں۔ یہاں "آپ کے گھر میں" کہنے سے ہر کس و ناکس کی یہی مراد ہوتی ہے کہ آپ کی رفیقہ حیات یا اہلِ بیت کیسی ہیں۔ اہلِ بیت سے کبھی کسی نے داماد، بیٹی یا نواسے مراد نہیں لئے۔ بچا ہی بیٹی کی تو کوئی ذات ہی نہیں ہوتی جب بیٹی کسی کے ساتھ بیاہ دی جاتی ہے تو اب وہ ان صاحب کی اہلِ بیت ہوگی جن کی زوجیت میں وہ چلی جاتی ہیں اور نواسے بھی اپنے حقیقی باپ سے منسوب کئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ نواسوں کی ذات بدل جاتی ہے ہم روزمرّہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ ایک صاحب قریشی ہیں اور ان کی قریشی صاحبزادی کسی شیخ صاحب یا بٹ صاحب یا بھٹی صاحب کے ہاں اگر بیاہی جائے تو اب اس بچی سے اُن صاحب کی جو اولاد پیدا ہوگی وہ نواسے اپنے باپ کی ذات ہی سے

Marfat.com

منسوب ہوگی نہ کہ نانا صاحب کی ذات سے۔ اب وہ بچے شیخ، بٹ یا بھٹی ہی کہلائیں گے نہ کہ قریشی۔ تو جناب جب کسی کے ہاں بیاہنے سے نانا کی ذات تک سے بے تعلق ہونا پڑتا ہے تو بیٹی اور نواسے خوامخواہ کے باپ یا نانا کے اہلِ بیت رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو نواسے نواسیاں حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوالعاصؓ[1] سے پیدا ہوئے اُموی ہی کہلائے ہاشمی نہ کہلائے۔

اور گذشتہ اوراق میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ خالق کون ومکان نے قرآن حکیم میں اہلِ بیت کا لفظ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کے لئے استعمال کیا ہے اور اس وقت کیا ہے جب کہ اُن کے ہاں کوئی اولاد بھی پیدا نہ ہوئی تھی بلکہ فرشتے حضرت ابراہیم کی بیوی کو اولاد کی بشارت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید ۵ (ھود: ۷۶)	"کیا تو خدا کے حکم سے تعجب کرتی ہے۔ اے ابراہیمؑ کی گھر والی (اہلِ بیت) تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں۔

اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں "بیت" کا لفظ زلیخا کی طرف منسوب کیا ہے۔

---

[1] سیدہ امامہؓ بنت ابی العاصؓ جو اُموی تھیں اور رسول اللہؐ کی نواسی تھیں سیدہ فاطمہؓ کی وفات کے بعد سیدنا علیؓ کی زوجیت میں آئیں (مرتب)

Marfat.com

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا (یوسف: ۲۳) "اور جس عورت (زلیخا) کے گھر میں وہ (حضرت یوسفؑ) رہتا تھا اُس نے اراد کیا"

اور عورت کا ذکر کرتے ہوئے لفظ "اَھلک" اللہ تعالیٰ نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ کے لئے استعمال فرمایا ہے۔

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۔ (آل عمران: ۱۲۱) "اور جب تو (اے نبیؐ) صبح کو اپنے گھر سے نکلا اور مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانے پر بٹھلانے لگا"

اسی طرح مطلقہ عورت کے لئے بھی یہ لفظ "بیت" قرآن حکیم نے استعمال کیا ہے حالانکہ وہ اُس گھر والے سے طلاق لے چکی ہوتی ہے مگر عدت گزارنا مقصود ہے۔ فرمایا۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ج لَا تُخْرِجُوْھُنَّ مِنْ بُیُوْتِھِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ ۔ (الطلاق: ۱) "اے نبیؐ جب تم (عامۃ المسلمین) عورتوں کو طلاق دو تو انہیں عدت کے وقت طلاق دو اور عدت گنتے رہو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے اُنہیں گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود بھی نہ نکلیں"

دیکھئے ہر جگہ "بیت" کا لفظ گھر والی کے لئے بولا گیا ہے اور پھر حضورؐ نے اپنی ازواجِ مطہرات کے لئے لفظ اہل بیتؓ ہی فرمایا۔ حضرت انسؓ سے مروی حدیث آپ ملاحظہ فرما چکے کہ آپ جب حضرت عائشہؓ کے گھر سے واپس تشریف لے گئے تو فرمایا۔

Marfat.com

السلام علیکم اھل البیت ؕ "اے اہل بیت السلام علیکم ورحمتہ اللہ ؕ
رحمۃ اللہ ؕ

خدا اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تو "اہل بیت" سے گھر والی یا ازواج کو مراد لیتے ہیں مگر مخلوق جن کا علم و عقل محدود و ناقص ہیں وہ اہل بیت سے مراد گھر والی یا ازواج کے علاوہ دوسرے احباب کو شامل کرتے ہیں۔ اب کس کی تابعداری کی جائے خدا اور اس کے رسولؐ کی یا مخلوق کی امت کی لیکن تمام مخلوق اور خصوصاً امت مسلمہ کا فرض ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور ان کی تابعداری کو مقدم سمجھے۔ وہ موضوع احادیث جن میں حدود اللہ کا خیال نہیں رکھا گیا اب ذرا انہیں ملاحظہ فرمائیں:۔

عن ام سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلل علیا وحسنا وحسینا وفاطمۃ ثم قال اللھم ھؤلاء اھل بیتی وخاصتی اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا فقالت ام سلمۃ یارسول اللہ انا منھم قال انک

"ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور حسنؓ اور حسینؓ اور فاطمہؓ کو چادر اوڑھائی اور دعا کی خدایا یہ ہیں میرے اہل بیت اور میرے خاص اے اللہ دور کر ان سے ہر گناہ کو اور پاک کر ان کو۔ ام سلمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں بھی اس چادر میں شامل ہوں فرمایا

سنہ بخاری کتاب التفسیر پارہ انما یرید اللہ تفسیر سورہ احزاب

Marfat.com

الی خیر[1] تو تحقیق پہلے ہی خیر پر ہے۔"

اس حدیث میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا کر رہے ہیں کہ اے اللہ جس طرح میری ازواجؓ کو تو نے اپنے ارادہ، مرضی اور خوشی سے مطہر و پاک فرمایا ہے میری التجا ہے کہ تو میرے داماد حضرت علیؓ کو میرے نواسوں حضرات حسنینؓ اور میری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کو مطہر و پاک فرما۔ لیکن جب ام المومنین اہل بیتؓ رسولؐ ام سلمہؓ نے اپنے متعلق عرض کیا کیا وہ بھی اس چادر میں داخل ہیں تو حضورؐ نے فرمایا کہ "انک علی خیر" یعنی آپ بھی نیکی پر ہیں۔

مقام غور ہے کہ جب حضرت علیؓ، حضرات حسنینؓ اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ مصداقِ آیتِ تطہیر تھے تو اُن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائے تطہیر کیوں کرنا پڑی اور پھر جب خود مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ حدود اللہ متعلقہ تطہیر کی پیروی ان حضرات پر لازم ہے اور نہ ان کے متعلق۔ تو پھر اس علم کے بعد بھی حضورؐ اُن کے لئے دعا و سفارشِ تطہیر کس طرح کر سکتے تھے۔ جبکہ حضرت اسامہؓ نے جس وقت فاطمہ بنت اسود کی سفارش کی تھی کہ چوری کی سزا میں اُن کا ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر آپؐ نے حدود اللہ کی پابندی کے متعلق فرمایا:۔

تشفع فی حد من حدود اللہ ثم قام فاختطب فقال ایھا الناس انما ضل من کان قبلکم (الی آخرہ)

"تم اللہ کی حدوں میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو پھر آپ کھڑے ہوئے

---

[1] ترمذی مع حاشیہ کوکبی شرح ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۵۶

Marfat.com

الذین قبلکم انّھم کانوا اذا سرق
فیھم الشّرف ترکوہ وادا
سرق فیھم الضعیف اقاموا
علیہ الحد وایم اللّٰہ لو ان
فاطمۃ بنت محمد سرقت
لقطعت یدھا[1]

اور خطبہ دیا کہ تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک
ہوئے کہ ان میں اگر امیر آدمی چوری کرتا
تو وہ اس کو چھوڑ دیتے اور اگر کوئی غریب
آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے
اللہ کی قسم! اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے
تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹ دوں"

اللہ اکبر! سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم خود کس قدر حدود اللہ کے پابند تھے فرماتے ہیں کہ اگر میرے دل کا ٹکڑا فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی چوری کرے تو خدا کی قسم میں اس کا ہاتھ بھی ضرور کاٹ دوں گا۔ بھلا ایسے پیغمبر سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ اس علم کے ہوتے ہوئے بھی کہ مذکورہ بالا حضرات کیلئے حدود و تعزیر کی پابندی لازم نہیں — کیونکہ نہ تو وہ مخاطب آیت تطہیر تھے اور نہ ہی اہل بیت رسولؐ اور نہ ہی ان پر حدود و تطہیر کی پابندی لازم و فرض تھی۔ اہل بیت رسولؐ تو اُمہات المومنینؓ تھیں جو کہ اس شامل آیت تطہیر تھیں۔ جن پر حدود و تطہیر کی پابندی فرض تھی اور جنہوں نے ان حدود اللہ کی پابندی آخر وقت تک بڑے خلوص، ایمان اور تقویٰ کے ساتھ کی وہ اپنے حقوق حیثیتی سے ہرگز

اور پھر حمد اللہ ہیں آپ سفاش

---

[1] مسند ذہاب اشتہار تعداد

Marfat.com

آپ فرماتے ہیں کہ :-

عن عبد اللہ ابن عمر قال	حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ	نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا
وسلم یقول من حالت شفاعۃ	کہ جو شخص اپنی سفارش کے ذریعہ حدود اللہ
دون حدٍ من حدود اللہ فقد	کے کسی حد میں داخل ہو تو حقیقت یہ ہے کہ
ضاد اللہ [1]	اُس نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی ؛

اس لئے یہ احادیث جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے کسی ایسے شخص اور قریبی کی سفارش یا اُن کے حق میں دی شفاعت کی ہے جنہوں نے حدود اللہ کی مخالفت کی ہے وہ آپ کی ذاتِ مقدس پر سراسر بہتانِ عظیم ہے۔

اِن وضعی روایات پر اگر بہ نظر تحقیق ہر قسم کے فرقہ وارانہ تعصب سے پاک ہو کر صرف تقویٰ و خلوص و ایمان سے غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان احادیث کو وضع کرنے والوں نے خود ان کے راوی اہل بیتِ قرآنی اہل بیت تطہیرؓ یعنی اُمہات المومنینؓ سیدہ عائشہ صدیقہؓ، سیدہ ام سلمہؓ اور سیدہ صفیہؓ کو بنایا ہے۔ جیسا کہ دوسری روایات میں ہے :

عن عائشۃ ام المومنین قالت	ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ
خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم	ایک روز صبح باہر تشریف فرما ہوئے

---

[1] مشکوٰۃ باب الشفاعۃ فی حدود اللہ الفصل الثانی

Marfat.com

غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر ا
سود فجاء الحسن والحسین فادخلھما
معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلھا
معھما ثم جاء علی فادخلہ
معھم ثم قال انما یرید اللّٰہ
لیذھب عنکم الرجس اھل البیت
ویطھرکم تطھیرا [1]

آپؐ کے اوپر اس وقت ایک چادر تھی، سیاہ
بالوں کی پس حسنؓ اور حسینؓ آئے حضورؐ نے
ساتھ اُن کو چادر میں داخل کیا پھر فاطمہؓ
آئیں پس اُن کو بھی اُن دونوں کے ہمراہ
داخل کیا۔ پھر علیؓ آئے حضورؐ نے اُن کو بھی ان کے
ہمراہ چادر میں داخل کیا پھر فرمایا کہ اے اہل بیت
خدا تمہیں رجس سے پاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔

اسی طرح ام المومنین سیدہ صفیہؓ کے منہ سے کہلوایا۔

قالت فدخلت فی الکساء بعدما
قضاء لا بن عمہ واٰبنیہ و
ابنۃ فاطمۃ رضی اللّٰہ عنھا [2]

"فرمایا میں اس چادر میں داخل ہوئی جب حضورؐ اپنے
چچازاد بھائی علیؓ اور اپنے بچوں حسنینؓ اور اپنی
بیٹی فاطمہؓ کیلئے دعا بھلائی کر کے نکل چکے تھے"

اِن وضعی روایات میں اہل بیتؓ رسولؐ جن کو رب کائنات حسب وعدہ تطہیر کے انعام کے طور پر آیت تطہیر سے نواز چکا خود اُن کے منہ سے کہلوایا جاتا ہے کہ وہ اہل بیتؓ رسولؐ نہیں بلکہ اہل بیتؓ رسولؐ تو صرف اہل بیتِ علیؓ ہیں اور بعض روایات میں اہل بیتؓ رسولؐ یعنی ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کہلوایا گیا کہ حضورؐ کیا وہ بھی اس چادر تطہیر

---

[1] مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۴۷، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۸۳، ۲۸۴، شمعۃ اللمعات صفحہ ۶۹۳ مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵ — [2] : مسند احمد حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۹۸

Marfat.com

میں شامل و داخل ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے "انک الی الخیر" کہلوا کر اُن کو اہل بیتؓ رسولؐ سے خارج کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور حضرت صفیہؓ کی روایت میں پیش کیا گیا ہے کہ آپؐ اس وقت چادر میں داخل ہوئیں۔ جبکہ حضورؐ دعائے تطہیر ختم فرما چکے تھے۔ لیکن حسب حدود اللہ وحدود تطہیر کی پابندی لازم ہے ان احادیث کو قرآن پاک کی کسوٹی پہ پرکھیں اور حدودِ تطہیر کی پابندی پر ان کا جائزہ لیں۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ احادیث وضعی ہیں۔ ہر حدیث میں چادر اور پردہ کا ذکر ہے۔ سبائی حضرات نے ان سے مسلمانوں کی عقلوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے حالانکہ اصل حدیث بخاری شریف میں حضرت انسؓ سے مروی ہے جس میں آپؐ نے اپنی تمام ازواج کو سلام کرتے وقت فرمایا۔ السلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللہ اور یہاں کسی قسم کے پردہ یا چادر سے حد بندی کی ضرورت پیش نہیں آئی اور نہ ہی دعا و سفارش کی۔ بلکہ اہل بیت پہ حضورؐ خود سلامتی اور رحمت بھیج رہے ہیں اور حدیث کے آخر میں حضرت انسؓ کے بڑے واضح الفاظ ہیں کہ

"حتّٰی اذا وضع رجلہٗ فی اسکفۃ الباب داخلۃ و اخریٰ خارجۃ ارخیٰ الستر بیننا و بینہ و انزلت اٰیۃ الحجاب [1]	"آپؐ (تینوں گھروں کے چلے جانے کے بعد) جب اندر دہلیز کی دہلیز کے ایک پاؤں اندر اور ایک باہر تھا کہ آپؐ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا اور پھر آیت حجاب نازل ہوئی۔"

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر پارہ ۱۹ تفسیر سورہ احزاب

Marfat.com

یہ وہ پردہ تھا جو اہلِ بیتؓ رسولؐ اور صحابہؓ اور سیدنا علیؓ اور آل علیؓ کے درمیان حائل ہوا اور آیت حجاب نازل ہوئی اور ان حدود اللہ کے آج بھی ہم سب مسلمان پابند ہیں مگر سبائی حضرات نے اس پردے کی حدیث کو توڑ مروڑ کر مسلمانوں کی عقلوں پر ایسے پردے ڈالے کہ وہ حدود اللہ اور حدود تطہیر کو بن دیکھے جسے چاہیں اہلِ بیتؓ رسولؐ میں داخل کرتے چلے آتے ہیں جیسے سید سلمان فارسیؓ۔

چادر تطہیر اور اہلِ بیتؓ رسولؐ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اپنی ازواج مطہرات کے لئے چادر تطہیر تھی اور ایسی چادر تطہیر جس میں قرآن پاک جیسی مقدس پاک اور لاریب کتاب کا نزول ہوتا رہا:۔

حدثنا هشام عن ابیه قال کان	حضرت ہشامؓ اپنے والد (عروہؓ) سے روایت
الناس یتحرّون بهدایاهم	کرتے ہیں: انہوں نے کہا کہ لوگ تحفے بھیجنے میں
یوم عائشة قالت عائشة	حضرت عائشہؓ کی باری کے منتظر رہتے تھے۔
فاجتمع صواحبی الی ام سلمة	حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میری سوکنیں (دیگر
فقلن یا ام سلمة واللّٰه ان	ازواج النبیؐ) سب ام سلمہؓ کے پاس گئیں اور کہنے
الناس یتحرّون بهدایاهم یوم عائشة	لگیں ام سلمہؓ خدا کی قسم! لوگ جان بوجھ کر اپنے
وانا نرید الخیر کما تریده	تحفے تحائف اس دن بھیجتے ہیں جس دن حضرت عائشہ
عائشة فمری رسول اللّٰه	کی باری ہو ہم بھی حضرت عائشہؓ کی طرح اپنی بھلائی
صلی اللّٰه علیه وسلم ان یامر	چاہتی ہیں تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو آپ
الناس ان یهدوا الیه حیث	لوگوں کو حکم دیں کہ میں جس بی بی کے پاس ہوں

Marfat.com

ماکان اوحیٰ ساعۃ ت فذکرت	جس کی باری ہو وہیں جھٹ بھیجدیا کرو (حضرت
ذالک ام سلمۃ للنبی صلی اللہ	عائشہؓ کی باری کے منتظر نہ رہا کرو) ام سلمہؓ نے
علیہ وسلم قالت فاعرض عنی	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو
فلما عاد الیّ ذکرت لہٗ ذلک	آپؐ نے منہ پھیر لیا (جواب نہ دیا) انہوں نے دوبارہ
فاعرض عنی فلما کان فی الثالثۃ	عرض کیا جب بھی آپؐ نے جواب نہ دیا جب سہ بارہ
ذکرت لہ فقال یا ام سلمۃ	عرض کیا تو فرمایا۔ اے ام سلمہؓ عائشہؓ کے بارے
لاتؤذینی فی عائشۃ فانہ	میں مجھ کو نہ ستاؤ۔ خدا کی قسم! تم میں سے کسی
واللہ ما نزل علی الوحی وانا	بی بی کی چادر میں (جو سوتے وقت اوڑھا ہوں)
فی لحاف امراۃ منکن غیرھا[1]	وحی نازل نہیں ہوئی سوا عائشہؓ کے۔"

یہ تھی وہ چادر تطہیر جس میں وحی کا نزول ہوتا تھا اور یہ تھے وہ اہل بیت رسولؐ جن کو وہ چادر تطہیر اڑھائی گئی تھی اور جن کی چادر تطہیر میں قرآن حکیم کا نزول ہوتا تھا۔ ان کے گھروں کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ آیت تطہیر کی تشریح ذیل کے الفاظ میں فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ	"اللہ نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ تم سے (اے نبیؐ کی
الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ	گھر والیوںؓ وساوس کو دور کرے اور تمہیں پاک
تَطْھِیْرًا ۝ وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ	صاف کر دے اور اے یاد رکھو جو تمہارے گھروں
بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ ؕ	میں اللہ کی آیتوں اور حکمت سے پڑھا جاتا ہے
اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا ۝ (الاحزاب: ۳۳: ۳۴)	اللہ باریک باتوں کا جاننے والا ہے"۔

[1] بخاری پارہ چودھواں کتاب المناقب باب فضل عائشہؓ

Marfat.com

ان آیاتِ مطہرہ میں رب المشارق والمغارب نے اس حقیقت کی وضاحت کے لئے کہ کہیں اُمت مسلمہ اس امر میں دھوکا نہ کھا جائے کہ وہ اہل بیت تطہیر کون ہیں جن کے لئے آیتِ تطہیر کا نزول ہوا ہے تو حدود اللہ متعلقہ تطہیر بڑے واضح الفاظ میں پیش فرمائیں اور اس کا پابند نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، امہات المومنینؓ اور اُمت مسلمہ کو ٹھہرایا اور پھر اہل بیتؑ کی تشریح کیلئے "بیوتکن" فرما کر اس حقیقت کو اور بھی اُجاگر کیا کہ قرآن حکیم کا نزول جن گھروں اور حجروں میں ہوتا ہے اور جہاں سے اس کی نورانی تعلیمات حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المومنینؓ کے ذریعے پھیلتی ہیں وہ اہل بیتؑ رسولؐ کے حجرے ہیں بلکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک کی ایک سورت کا نام "الحجرات" رکھ دیا یعنی امہات المومنینؓ کے حجرے۔

"بیوتکن" کی ضمیر جمع مؤنث مخاطب ہے جو کہ تین یا تین سے زائد عورتوں پر بولی جاتی ہے اگر حضرت فاطمۃ الزہراؑ آیتِ تطہیر کی مخاطب یا شامل ہوتیں اس وقت تو سیدنا علیؑ کی وہ اکیلی ہی رفیقہ حیات تھیں اس واسطے یہاں ضمیر واحد مؤنث مخاطب یعنی "بیوتکِ" یا "بیوتکما" فرماتا مگر سب کائنات تو صرف حق بات کہتا ہے اُسے علم ہے کہ اُس نے حدود اللہ اور حدود تطہیر کن پر نازل کی ہیں۔ کون ان حدود اللہ کی پابند ہیں اور کون آیت تطہیر کی مصداق ہیں اس واسطے "بیوتکن" فرما کر عقدہ کو بھی کھول دیا کہ اہل بیتؑ رسولؐ صرف وہی امہات المومنینؓ ہیں جن کے حجروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوتا ہے اور

Marfat.com

جو آیتِ تطہیر کی مخاطب و مصداق ہیں۔

اُمہات المومنینؓ کے حجرے

مضطر گھبراتی

خوشا اے دیدۂ بینا، خوشا اے تابِ گویائی
مری قسمت مجھے جنت کے دروازوں پہ لے آئی

یہ پاکیزہ گھرانے ہیں انوارِ نبوّت کا
حریمِ قدس سے اُونچا ہے پایہ نکی عظمت کا

قدم چومے ہیں ان حجروں نے ازواجِ پیمبرؐ کے
یہ گہوارے ہیں جنت کے یہ سرچشمے ہیں کوثر کے

وہ ازواجِ پیمبرؐ، وہ مقدس مائیں اُمت کی
خدا نے جن کو عظمت دی خدا نے جن کی عزت کی

ملی ہے سرفرازی ان کو الہامی تکلّم سے
کہیں بڑھ کر ہیں یہ مسکن مہ و خورشید و انجم سے

رہے ہیں جلوہ گر برسوں شہِ دُنیا و دیں ان میں
فلک سے بارہا اُترے ہیں جبریلِ امیںؑ ان میں

سلام بے نہایت ان مبارک آستانوں پر
فرشتے بھی ادب کرتے ہیں ان کا آسمانوں پر

Marfat.com

یہ وہ در ہیں جہاں خم ہیں جبینیں علم و عرفاں کی
انہیں دیتی ہیں بوسے عظمتیں تاریخ انساں کی
یہ کاشانے بظاہر بے نیازِ زیب و زینت ہیں
مگر سرتا بہ پا گنجینۂ ایمان و حکمت ہیں

یہاں سب سے ہوا پہلے نفاذ آئینِ فطرت کا
یہیں سے سلسلہ پھیلا یہاں میں دینِ فطرت کا
یہاں ہر صبح گویا ہے یہاں ہر شام بینا ہے
یہاں اِک ایک شئے رشکِ فروغِ طورِ سینا ہے

یہاں دیکھا ہے چشمِ آسماں نے حلم یعقوبیؑ
جمالِ یوسفیؑ، عزمِ خلیلیؑ، صبرِ ایوبیؑ

یہاں تقدیس کے جلووں سے ہوتی ہے ضیا شب میں
یہاں درباں کرتی ہے حمدوں کی حیا شب میں
یہاں فرطِ ادب سے بجلیوں کی سانس رکتی ہے
یہاں سقفِ فلک محراب بنتی اور جھکتی ہے

یہاں ذرّے تپ و تابِ مہ و خورشید رکھتے ہیں
یہاں فطرت کی سرگوشی در و دیوار سنتے ہیں
یہاں الہام کی ہیبت ابھی تک پائی جاتی ہے
نگاہیں اُٹھ نہیں سکتیں زباں تھرّائی جاتی ہے

Marfat.com

اہلِ بیتِ نطہیر اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کا روّیہ صادقہ

حضرت مجدد الف ثانیؒ (سرہندی) کی ذاتِ بابرکات سے کون مسلمان واقف نہیں، آپؒ فرماتے ہیں کہ:

"چند سال پہلے فقیر کا یہ طریقہ تھا کہ طعام پکاتا تھا اور اہلِ عباد کی ارواحِ پاک کو بخش دیا کرتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت امیر رضی اللہ عنہ و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرات ائمہ رضی اللہ عنہم کو شامل کر لیتا تھا، ایک رات فقیر نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ فقیر نے سلام عرض کیا تو حضورؐ نے توجہ نہ فرمائی اور فقیر کی طرف سے منہ پھیر لیا، پھر فقیر سے فرمایا کہ میں عائشہؓ کے گھر میں کھانا کھاتا ہوں جس کسی نے مجھے طعام بھیجنا ہو وہ حضرت عائشہؓ کے گھر بھیجا کرے۔ اس فقیر نے معلوم کیا کہ حضور علیہ السلام کی توجہ شریف نہ فرمانے کا باعث یہ ہے کہ فقیر اس طعام میں حضرت صدیقہؓ کو شریک کیا کرتا تھا۔ بعد میں حضرت عائشہ کو تمام امہات المومنینؓ کو جو سب اہلِ بیتؓ میں شریک کر لیا کرتا تھا اور یوں تمام اہلِ بیت کو وسیلہ بنایا کرتا تھا

لہ ام المومنین اہلِ بیتِ رسولؐ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا حجرہ وہ مقدس گھر ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ کا اکثر حصہ بسر فرمایا۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی چادر تطہیر میں حضور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوتا رہا۔ صحابہؓ کا معمول تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفہ تحائف اسی روز پیش کرتے جس روز آپؐ کی باری سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے ہاں ہوتی۔ اسی بیت عائشہ صدیقہؓ میں اپنی حیاتِ مقدسہ کے آخری لمحات

باقی صفحہ ۲۳۷

Marfat.com

حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ الکبریٰؓ

مقتدر عراقی

سلام اے خانہ آرائے رسولِ دوجہاں تجھ پر
سلام اے جلوہ افروزِ حریمِ جاوداں تجھ پر
ابد تک مل گئی تجھ کو سیادت منصبِ نسواں کی
کہ جنت میں بھی تو ہو گی حرم محبوبِ یزداں کی

بسر فرمائے، سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے آپؐ کی اُلفت و محبت کا اندازہ اسی سے ہوتا ہے کہ حضورؐ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات گزارنے کے لئے تمام بیبیوںؓ سے اجازت لے لی کہ وہ یہ پاک ترین لمحات اپنی محبوب ترین رفیقۂ حیاتؓ کی محبت میں گزاریں گے۔ جناب سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی گودِ مبارک میں سرِ اقدس رکھے ہوئے آپؐ اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے، سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا حجرہ مبارک ہی وہ بیتِ پاک ہے جہاں حضور خاتم الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں یہی وہ بیت پاک ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مقدس ترین صحابی سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ جو شیخین کے لقب سے ملقب ہیں آرام فرما ہیں ابد سے وہ بیت پاک ہے جو قیامت تک مرجع خلائق رہے گا (مؤلف)

سہ ماہی بدعت مؤلفہ پروفیسر محمد فرمان ایم۔اے صفحہ ۱۵-۱۶

Marfat.com

فلاح و خیر کی رُشد و ہدایت کی امیں تو ہے
دلیل اس کی یہی کافی ہے اُم المومنیں تو ہے

کلام اللہ کی رُو سے ہے صدیقہؓ لقب تیرا
فقط فرشی نہیں عرشی بھی کرتے ہیں ادب تیرا

تیری پاکیزگی پر نطق فطرت نے شہادت دی
تجھے عظمت عطا کی، عافیت بخشی، فضیلت دی

اگر تیری سحر پرور ردا پہ داغ آجاتا
خدا کا انتخابی فیصلہ مشکوک کہلاتا

لبِ اسلام سے پایا "حمیرا" کا لقب تو نے
زبانِ حق سے انعام جلیلہ پائے سب تو نے

خدائے لم یزل کا بارہا تجھ کو سلام آیا
مبارک ہیں وہ لب جن پہ ادب سے تیرا نام آیا

ترا ہر سر تھا حق گوئی، ترا شیوہ تھا حق بینی
تری فطرت تھی پرتو، تری خو صبر آگینی

ترا ہر اجتہاد افضل، تری ہر بات تابندہ
تری سیرت ہے قدسی، تری توقیر پائندہ

لہ سیاہیوں نے اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی ذات مقدسہ صفات پر گستاخانہ حملے کی غرض سے بنا رکھی ہے کہ کلام اللہ میں ان کا نام "حمیرا" ہے (مرتب)

Marfat.com

شرفِ تیرے دوپٹے نے یہ جنگِ بدر میں پایا
اُسے پرچم بنا کر مخبرِ صادقؐ نے لہرایا

بناتِ ملتِ بیضا نے سیکھا علم دیں تجھ سے
خدارا راضی تھا اور راضی تھے ختمِ المرسلیںؐ تجھ سے

ترا حجرہ امین خاص ہے ذاتِ رسالتؐ کا
بساطِ ارض پر ٹکڑا یہی ہے باغِ جنت کا

اسی حجرے میں اکثر وحی اُتری فخرِ عالمؐ پر
ترا حجرہ نہیں، احسان ہے تاریخِ آدمؑ پر

اسی میں رحمۃ اللعالمیں رہتے تھے، رہتے ہیں
یہی حجرہ ہے جس کو گنبدِ خضرا بھی کہتے ہیں

یہیں سے حشر کے دن سرورِ کونینؐ اُٹھیں گے
مگر تنہا نہیں اُٹھیں گے مع شیخینؓ اُٹھیں گے

وہی شیخینؓ، جن سے ارتقائے دینِ اکرم ہے
کہ اک صدیقِ اکبرؓ ہے تو اک فاروقِ اعظمؓ ہے

مقاصد کی اسی رحمت کدے سے ابتدا ہوگی
اسی پاکیزگی کی منزلوں کی انتہا ہوگی

تکلف بر طرف، ملت کی سچی منزلت تجھ سے
ہمیشہ حق پہ چھٹکا ہے یہ ماہِ عدل و ملت سے

Marfat.com

ادب آموزِ انساں تھا، ہر اندازہ متیں تیرا
مُسلّم تھا صحابہؓ میں بھی فہم و فکرِ دیں تیرا

نرالی فکرِ رسا شرعی مسائل میں مُسلّم تھی
نہ استنباط میں کم تھی نہ استخراج میں کم تھی

کسے معلوم تو نے مبدءِ فطرت سے کیا پایا
نگاہِ پاک، قلبِ مطمئن، ذہنِ رسا پایا

تری عظمت کا اندازہ یہ دُنیا کر نہیں سکتی
کہ ادراکِ حقیقت عقلِ تنہا کر نہیں سکتی

چمن ہے دین کا قائم تو رنگ و بو بھی باقی ہے
کتاب اللہ ہے جب تک جہاں میں تو بھی باقی ہے

تیری قبرِ منوّر پہ سلام آثارِ قدرت کے
تیری سدرۂ مقدّس پہ درود انوارِ جنّت کے

سیدنا علیؓ اور اہل بیت علیؓ کے متعلق موضوع احادیث

سبائی حضرات نے کوشش کی ہے کہ قرآنِ حکیم کی آیات کے مطابق روایات تراش کر حقائق سے مسلمانوں کی آنکھوں پہ پردہ ڈالا جائے اور کوشش یہ کی ہے کہ واقعاتِ قرآنی کو وضعی احادیث و روایات کے ماتحت ڈھالا جائے مگر جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے ان وضعی روایات و حکایات کو تراشتے وقت وہ حدود اللہ کو

Marfat.com

بھول گئے۔ کیونکہ اسلام توحید و اللہ کی پابندی کا نام ہے۔ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسل انسانی کو حدود اللہ کا پابند بنانے
کی غرض سے مبعوث ہوئے تھے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین
کے علاوہ خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمۃ الزہرا اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما
بڑے شدومد سے حدود اللہ کے پابند تھے۔ اس واسطے ان خود ساختہ
موضوع احادیث کو حدود اللہ کی کسوٹی پر پرکھنے کی ضرورت ہمیشہ
پیش آتی رہی ہے۔

سبائی حضرات نے حضرت علیؓ اور آل علیؓ کی فضیلت میں جو
احادیث وضع کیں ان سے حب نہیں بلکہ بغض کا اظہار کیا ہے اور
ان وضعی احادیث میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سیدنا علیؓ
اور آل علیؓ کو حدود اللہ کا قطعاً پاس نہیں تھا (نعوذ باللہ) اور
یہ حضرات اسی نظریہ کو حدود اللہ کا پابند تھے جس کا درس نبی
صلی اللہ علیہ وسلم دیتے ہیں موضوع احادیث تو آل کی شان میں
عرض ہے۔

[illegible] عن نبیان بن عبدالرحمن [illegible] عقیلی انا [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

Marfat.com

اس کے دوسری روایت ہے۔

والکلام علیہ قال واما وضعه الروافضة فی فضائل علی فاکثر ومن ان یعد قال الحافظ ابو یعلی الخلیلی فی کتاب الارشاد وضعت الروافضة فی فضائل علی اهل البیت نحو ثلثمائة الف حدیث ولا یستبعد هذا فانك لو تتبعت ما عندهم من ذلك وجدت الامر کذلك

"اس نے کہا علیؓ کے فضائل جو رافضیوں نے بنائے ہیں شمار سے باہر ہیں۔ حافظ ابو یعلیؒ نے کہا کہ خلیلیؒ کی کتاب الارشاد میں رافضیوں نے علیؓ اور ان کے اہل بیتؓ کی فضیلت میں تین لاکھ احادیث وضع کیں اور یہ بعید نہیں ہے اگر تو ان کی کتابوں کی تتبع کرے تو معلوم ہو جائے گا کہ امر ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا۔"

قال له

اُمہات المومنینؓ فرمانے میں پیشگوئی و بشارت ربّانی

رب علیم و خبیر کا علم تمام کائنات کو محیط کئے ہوئے ہیں، اُسے ازل تا ابد ہر چیز کا مکمل علم ہے اس نے رب کائنات نے اہل بیتؓ رسولؐ کو "ازواجہ اُمّہٰتُھُم" فرما کر مومنوں کی ماؤں میں مخاطب فرمایا۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ

(الاحزاب: ۶)

نبیؐ کا مومن کہلانے والوں پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق ہے اور اُس نبیؐ کی ازواج اُن کی مائیں ہیں۔

لہ موضوعات کبیر صفحہ ۲۰۸/۲۰۹

Marfat.com

اسی سورہ احزاب جس میں آیت تطہیر کا ذکر ہے اس کی چھٹی آیت میں مومنوں کو مخاطب فرماتے ہوئے ربِ کائنات نے اُن کو متنبہ فرمایا کہ نبیؐ کی اتباع اور پیروی کا تم پر زیادہ حق ہے اور یاد رکھو اس کی ازواج مطہراتؓ تمہاری مائیں ہیں۔

یہاں ربِ کائنات "بالمومنین" کی جگہ "یا المسلمین" کہہ کر بھی اُمّت مسلمہ کو ارشاد فرما سکتا تھا مگر خاص طور پر "بالمومنین" فرما کر مومنوں کو کیوں خطاب فرمایا اس میں بھی پیشگوئی و بشارت ربّانی ہے جو بالکل پوری ہوئی۔

ربِ علیم و خبیر کو علم تھا کہ مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسا بھی پیدا ہوگا جو اپنے آپ کو مومن کہلائے گا، لیکن مومن کہلانے کے باوجود وہ اُس حق کو ادا نہیں کریں گے جو اُن کے روحانی باپ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اُن پر ہے۔ یعنی اُس کی اہل بیتؑ یعنی ازواج مطہراتؓ کو جنہیں ربِ کائنات نے اُمہات المومنینؓ یعنی مومنوں کی مائیں فرمایا ہے۔

خود مومن کہلانے والے تو اپنی ماؤں، کو اہل بیتِ رسولؐ سے بڑھ کر اپنے لئے باعثِ شفقت کریں گے۔ مگر ایسا تو کہیں مقدس اُمہات المومنینؓ خود سیدنا علیؓ، سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور حضرات حسنینؓ کی بھی مائیں ہیں۔

ٹ سبائی، اپنے آپ کو فرقہ امامیہ کہتے ہیں۔ (ناشر)

Marfat.com

کیا بیٹا، داماد اور اُمتی اُمہات المومنینؓ کو طلاق دے سکتے ہے؟

امامیہ کے مقبول قرآن میں بھی اس حقیقت کو اُجاگر کیا گیا ہے کہ اُمہات المومنینؓ تمام اُمت مسلمہ کی مائیں ہیں چنانچہ حضرت محمد باقرؑ سے منقول ہے۔

"ازواجہ امہٰتھم" کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے ایک بدیہی منقول ہے کہ ازواجؓ جناب رسول خداؐ اُمتیوں پر حرام ہیں ہیں ماں سا حکم رکھتی ہیں[1]۔

لیکن اسی قرآن کے حاشیہ پر امامیہ نے سیاسیہ کی ایک غیر فطری روایت بھی نقل کردی ہے کہ سیدنا علیؓ کو ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلاق کے اختیار کا حق تھا۔ لکھتے ہیں۔

"اکمال میں ہے کہ جناب خاتم آل محمدؐ سے اُس طلاق کے معنی دریافت کیے گئے تھے جس کا حکم جناب رسول خداؐ نے جناب امیر المومنینؑ کے سپرد کر دیا تھا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے ازواجؓ نبیؐ کی شان کو بڑھایا اور اُن کو اُمہات المومنین ہونے کا شرف بخشا اور جناب رسول خداؐ نے یہ فرمایا کہ اے ابا الحسنؑ! یہ شرف ان کے لئے اُسی وقت تک قائم ہے جب تک کہ وہ میری اطاعت پر قائم رہیں

---

[1] امامیہ منزل قرآن حاشیہ صفحہ ۸۳۲
[2] " " " " ۸۲۲
[3] " " " " ۸۳۴

Marfat.com

پس میرے بعد اُن میں سے جو بھی نافرمانی برتنے اور تمہارے خلاف خروج کرے اس کو میں طلاق[1] دے کر زوجیت سے خارج کرادوں گا اور مومنین کی ماں ہونے کے شرف سے اُسے گرادوں گا[2] اور اس امر کے اظہار کا اختیار تم کو عطا کرتا ہوں"۔

اس موضوع روایت کا ایک ایک لفظ غیر فطری ہے اور اگر ایک ایک لفظ پر بحث کی جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے اس لئے

---

[1]: طلاق حالانکہ اس عورت کو دی جاتی ہے جو اپنے خاوند کے خلاف خروج کرے اس کی حق تلفی کرے سرکردا ماداور اُمتی کے خلاف خروج کرنے پر اور پھر جب رب جہان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو امہات المومنین کے ثانی القاب سے نوازا تو ان ازواج مطہرات کو طلاق دینے اور مزید کسی اور سے شادی وغیرہ حضورؐ پر حرام قرار دے دی تھی جیسا کہ فرمایا :۔

لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن الا ما ملکت یمینک ط وکان اللہ علی کل شیء رقیبا ہ	"اس کے بعد (اے نبیؐ) تیرے لئے اور عورتیں حلال نہیں اور نہ ہی یہ حلال ہے کہ ان کے بدلے اور بیویاں کرے اگرچہ تجھے ان کا حسن ایسا بھی آئے سوائے اس کے جن کا تیرا دایاں ہاتھ مالک ہو جائے اور اللہ ہر شے پر نگہبان ہے"۔
الاحزاب: ۵۲	

باقی صفحہ ۲۴۶ پر

Marfat.com

یہاں صرف اس قدر گذارش ہے کہ صرف ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ
کو امہات المومنینؓ سے خارج کرنے کی غرض سے یہ حدیث وضع کی
گئی ہے۔

لیکن اس روایت کے بعض الفاظ قابلِ غور ہیں اوّل تو یہ کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ نے اپنی زندگی کے آخری لمحے
تک کبھی بھی آپؐ کے خلاف خروج نہیں کیا۔ آپ کی حکم عدولی نہیں
کی اور حدود اللہ سے تجاوز نہیں کیا۔

دوسرا یہ کہ سیّدہ اُمّ المومنینؓ نے سیّدنا علیؓ کے خلاف کبھی خروج
کیا ہی نہیں۔ اور آپؓ نے قصاص سیّدنا عثمانؓ کے لئے جمیع صحابہؓ کی
معیت میں بصرہ کا رُخ کیا بھی تو بیعتِ رضوان کی تکمیل[1] میں جس کی تکمیل
اُن پر بھی اُسی طرح فرض تھی جس طرح سیّدنا علیؓ اور دیگر صحابہؓ پر۔
ورنہ اگر ان کا خروج سیّدنا علیؓ کے خلاف ہوتا تو یہ لشکر صحابہؓ کے

---

[1] مکمل حالات میری کتاب "قصاص سیّدنا عثمانؓ و تکمیل بیعت رضوان" میں ملاحظہ فرمائیں۔
(مؤلف)

یقیہ ص ۲۴۵ :۔ مگر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت گواہ ہے کہ آپؐ نے اس آیت کے نزول کے بعد
نہ ان ازواج مطہراتؓ میں سے کسی کو طلاق دی اور نہ ہی کسی اور بی بی سے۔ لہٰذا
کیا۔ اس لئے یہاں طلاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا (مؤلف)

[2] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو اُن کے اس شرف سے حسد تھا (نعوذ باللہ)
(مؤلف)

Marfat.com

آپؓ مدینہ کا رُخ فرماتیں۔

اور پھر اس حقیقت کا اعتراف خود سیدنا علیؓ نے فرمایا کہ انہیں خود اُم المومنینؓ کے خلاف خروج کرنے پر سبائیوں نے مجبور کیا۔ آپؓ اپنے صاحبزادے سیدنا حسنؓ کے استفسار پر فرماتے ہیں۔

"افسوس ہے کہ مجھ کو باہر (بصرہ کیلئے) نکلنے پر مجبور کیا گیا۔ لوگوں (سبائی مفسدین) نے مجھے اسی طرح گھیر لیا تھا جس طرح حضرت عثمانؓ کو گھیر لیا تھا۔ آخر میں ان کی خواہش کا احترام کرنے پر مجبور ہو گیا اور مدینہ سے باہر نکل آیا"[1]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ :-

"حضرت حسنؓ نے عرض کیا۔ اے والد بزرگوار! میں نے پہلے ہی آپؓ کو اس سفر (جنگ جمل) سے منع کیا تھا۔ مگر آپؓ پر فلاں فلاں کی رائے غالب آئی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا (بیشک) اے بیٹےؓ ایسا ہی ہے اور مجھے تو یہ آرزو ہے کہ کاش اس (واقعہ جمل) سے بیس برس پہلے مر چکا ہوتا"[2]

پس سیدنا علیؓ کے اس اعتراف سے اس حقیقت کا بھی انکشاف ہو گیا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا اقدام صرف قاتلین سیدنا عثمانؓ سے قصاص لینا تھا اور سیدنا علیؓ کے خلاف خروج نہ تھا۔

---

[1] ابن خلدون بحوالہ خلفائے راشدین مرتبہ مورخ اسلام آغا رفیق صفحہ ۴۸۴

[2] ازالۃ الخفاء مقصد اوّل صفحہ ۲۷۷

Marfat.com

اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ "اس خروج پر میں اس کو میں طلاق دے کر زوجیت سے خارج کر دوں گا اور مومنین کی ماں ہونے کے شرف سے اُسے محروم کر دوں گا"

اوّل تو ازواج مطہرات کو طلاق دینا آپؐ پر حرام ہو چکا تھا اس لئے آپؐ طلاق دے ہی نہیں سکتے تھے اور پھر بعد از وفات حسرت آیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم طلاق کس طرح دے سکتے تھے جبکہ بعد از وفات عورت کو یہ حکم ہے کہ عدت گزارنے کے بعد وہ آزاد ہے چاہے تو خاوند کے حق میں بیٹھی رہے اور چاہے تو کسی اور سے نکاح کر لے۔ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا ۚ وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝	"اور جو لوگ تم میں عورتیں چھوڑ کے مر جائیں وہ ایک سال تک اُن کو خرچ دینے کی وصیت کر جائیں اور گھر سے نہ نکالی جائیں ہاں اگر وہ خود گھر سے نکل جائیں اور اپنے حق میں پسندیدہ کام (یعنی نکاح) کریں تو تم پر کچھ گناہ نہیں اور خدا زبردست حکمت والا ہے"

(البقرۃ: ۲۴۰)

تاریخ شاہد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات ۱۱ھ میں ہوئی اور واقعہ جمل ۳۶ھ میں پیش آیا۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ طیبہ سے غیر فطر

Marfat.com

اور غیر ذمہ دارانہ الفاظ کہلوا کر انہیں حدود اللہ سے آزاد دکھانے کی کوشش کی گئی ہے اور پھر بعد از وفات حسرت آیات آپؐ کا طلاق نامہ سیدتنا علیؓ کی وساطت سے بھیجنا بھی حیران کن بات ہے اور یہ عقدہ حل طلب ہے کہ بعد از وفات حضرتؐ نے گنبد خضرا یعنی حجرہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے کب طلاق نامہ لکھ کر حضرت علیؓ کو بھجوایا اور سیدنا علیؓ نے کب اس کا اظہار فرما کر ام المومنینؓ سیدہ صدیقہؓ یعنی اپنی والدہ محترمہ کو حضورؐ کا وہ طلاق نامہ پیش کر کے اہل بیتؓ رسولؐ سے خارج کیا اور ان سے ام المومنینؓ کا شرف چھینا کیونکہ اس روایت میں آپؐ کے یہ الفاظ درج ہیں کہ "اس امر کے اظہار کا اختیار تم کو عطا کرتا ہوں" بلکہ واقعہ جمل کے بعد خود سیدنا علیؓ نے ام المومنینؓ کے حق میں فرمایا۔

"یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محترم محتشم اور سماری (؟) ماں ہیں۔ ان کی تعظیم و توقیر ضروری ہے"[1]

اور نہج البلاغہ میں ہے۔

وہما بعد حرمتها الاولی[2] "ان سب چیزوں کے علاوہ بھی تمہیں ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی سابقہ حرمت کا لحاظ ہے"

سیدنا علیؓ کے خود یہ الفاظ ہی اس حقیقت کی شہادت ہیں کہ طلاق کا قصہ

---

[1] خلفائے راشدین مرتبہ حاجی معین الدین ندوی صفحہ ۲۷۰

[2] نہج البلاغہ مترجمہ عبدالسلام مفتی جعفر حسین خطبہ صفحہ ۱۵۲

Marfat.com

بالکل کذب واختراع ہے۔

حضورؐ نے سیدتنا عائشہؓ اور صحابہؓ کو واقعی طلاق کے بارے میں آزادی سے اپنی رائے کے اظہار کی اجازت دی تھی

درحقیقت "الاکمال" کی جو روایت امامیہ کے مقبول قرآن میں سبائیہ سے درج کی گئی ہے اس کا تعلق اس واقعہ سے ہے جبکہ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کے موقعہ پر قافلہ مدینہ روانہ ہو گیا مگر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ جو رفع حاجت کے لئے جنگل میں تشریف لے گئی تھیں پیچھے رہ گئیں اور منافقین نے آپؓ پر تہمت لگائی۔ اس واقعہ کا مدینہ میں بہت چرچا ہوا یہاں تک کہ ہر گھر میں اس امر پر گفتگو ہوئی۔ روایت ہے کہ:

"حضرت افلحؓ ابو ایوبؓ (انصاری) کے مولیٰ سے مروی ہے کہ ام ایوبؓ نے ابو ایوبؓ کو کہا کہ تو نے سنا وہ چرچا جو لوگوں نے عائشہؓ کے بارے میں کیا ہے۔ ابو ایوبؓ بولے ہاں میں نے سنا ہے اور وہ جھوٹ ہے۔ اے ام ایوبؓ! بھلا تو بے حیائی کرتی ہے؟ بولی نہیں اللہ کی قسم (میں ایسا نہیں کر سکتی) فرمایا۔ پھر عائشہؓ (اللہ کی قسم تجھ سے (بدرجہا) بہتر ہے[1]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے سخت صدمہ پہنچا تھا اور آپؐ نے اپنی رفیقۂ حیاتؓ کو ان کے والد محترم سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے ہاں

---

[1] ترجمان القرآن تفسیر سورہ نور از نواب صدیق الحسن خاں صفحہ ۹۵۰

Marfat.com

بھیج دیا تھا اور صحابہؓ کو سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی سیرت طیبہ پر اپنی رائے کے اظہار کا اختیار ان کو مرحمت فرمایا تھا۔ امامیہ کے قرآن میں سیاسیہ کے الفاظ میں یہی الفاظ منقول ہیں۔ "اس امر کے اظہار کا اختیار تم کو دیتا ہوں کرتا ہوں"

چنانچہ سیدنا علیؓ نے مکمل آزادی سے آپؐ کو مشورہ دیا کہ امہات المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو آپؐ طلاق دے دیں۔ بخاری میں روایت ہے۔

واما علیؓ فقال یا رسول اللہ لم یضیق اللہ علیک والنساء سواھا کثیر[1]	لیکن حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ خدا نے آپؐ پر تنگی نہیں کی (یعنی آپ کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے) اور اس کے علاوہ بھی بہت عورتیں ہیں۔

ابن ہشام میں روایت ہے۔

فدخل علی فدعا علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ واسامۃ بن زید فاستشارھما فاما اسامۃ فاثنی علی خیرا وقالہ ثم قال رسول اللہ اھلک ولا نعلم الا خیرا وھذا الکذب والباطل واما علی فانہ قال یا رسول اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالبؓ اور اسامہ بن زیدؓ کو بلایا اور ان سے مشورہ طلب کیا حضرت اسامہؓ نے آپؐ کی بہت تعریف کی اور کلمہ خیر کہا پھر کہا آپؐ کے اہل خانہ کے متعلق خود بھی ہمیں یہ معلوم ہیں کہ ان میں خیر کے سوا کچھ بھی نہیں اور جو کچھ کہا گیا ہے محض کذب و باطل ہے" حضرت علیؓ

---

[1] صحیح بخاری پارہ ۱۶ کتاب المغازی

Marfat.com

ان النساء لکثیر وانک لقادر علی ان تستخلف [1]

نے کہا "یا رسول اللہ عورتیں بے شمار ہیں آپ ایک (یعنی ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی جگہ کسی دوسری عورت کو لا سکتے ہیں۔" [2]

عائشہؓ سے روایت ہے کہ:-

"آپؐ نے علیؓ بن ابی طالب اور اسامہؓ بن زید کو بلایا اور اُن سے بارے میں مشورہ لیا۔ اسامہ نے تو میری تعریف کی اور کہا کہ یہ بہتان محض لغو اور افترا ہے۔ ہم آپؐ کے اہل کو اچھا ہی جانتے ہیں۔ اُن کی کوئی برائی نہیں سنی گئی۔ علیؓ نے کہا عورتیں بہت ہیں۔ آپ یہ کر سکتے ہیں کہ عائشہؓ کی بجائے دوسری کر لیں۔" [3]

اور اس وقت جبکہ حضور صلی اللہ وسلم زندہ تھے اور آپؐ کو اپنی بیوی سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو طلاق دینے کا پورا اختیار بھی تھا اور جب واقعہ افک نے تو ام المومنینؓ کو طلاق دینے کا موقع بھی پیدا کر دیا تھا جس سے نہ تو سیدنا صدیق اکبرؓ ناراض ہو سکتے تھے اور نہ ہی ان کا قبیلہ اور یقیناً سبابیہ مخبر صادقؐ کو اس کا علم بھی تھا کہ اُن کی یہی بی بی سیدنا علیؓ کے خلاف خروج بھی کریں گی اور سب سے مقدم یہ کہ سیدنا علیؓ نے آپؐ کو ام المومنین سیدہ عائشہؓ صدیقہؓ کو طلاق دینے کا نیک مشورہ بھی دے دیا تھا

---

[1] سیرت النبی مرتبہ ابن ہشام جز ثالث صفحہ ۱۴۲، مطبوعہ مصر ۱۳۲۹ھ

[2] سیرت النبی کامل مترجم مرتبہ ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۳۴۳

[3] تاریخ طبری جلد اول حصہ سوم صفحہ ۳۵۲

Marfat.com

مگر سمجھ نہیں آتی آپؓ نے اپنی حیات طیبہ میں اُن کو طلاق کیوں نہ دی۔ بلکہ اُسے آئندہ بعد از وفات حسرتِ آیات تک ملتوی رکھا۔ حالانکہ بعد از وفات تو عورت کو طلاق دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ تو آزاد ہو جاتی ہے۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

سیدہ فاطمہؓ کا سیدنا علیؓ کے خلاف خروج اور رسول اللہ صلعم کا سیدنا علیؓ سے اپنی بیٹی کی طلاق طلب کرنا

دوسرا واقعہ خود سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کا سیدنا علیؓ کے خلاف خروج ہے جبکہ آپ زوجہ اسلام ابوجہل کی بیٹی جو بیوہ سے شادی کرنے لگے تھے تو سیدہ فاطمۃ الزہراؓ نے دربار نبوت میں ان کے خلاف چارہ جوئی کی۔ خود ان دونوں سے ہی سیدنا زین العابدینؒ روایت کرتے ہیں۔

عن علی بن الحسین زین العابدینؒ
ان المسور بن مخرمة الا ان
بنی هشام بن المغیرة استاذ
فوق ان یکحوا ابنتهم علی بن
ابی طالب فلا یاذن له ثم
لا اذن ثم
یهجنا ما یهجنها

Marfat.com

طالب ان یطلق ابنتی وینکح دینکم
ابنتھم فانما ابنتی بضعۃ
منی یریبنی ما ارابھا ویؤذینی
ما اذاھا[1]

میری بیٹی کو طلاق دیوے اور اُن کی
بیٹی سے شادی کر لیوے یاد رکھو میری بیٹی
میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو دکھ دیا
اُس نے مجھے دکھ پہنچایا "

یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے دوسری شادی کی اجازت چاہی تو رسول اللہؐ نے اظہار ناراضگی کیا اور فرمایا کہ "فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے رنج پہنچایا اُس نے مجھے رنج پہنچایا"

یہ دو مواقع تھے جب سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا علیؓ کو "طلاق" کے متعلق اظہارِ رائے کی مکمل آزادی دی تھی، اس لئے ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ کے خروج کے متعلق طلاق کا واقعہ من گھڑت اور موضوع ہی نہیں بلکہ فطرت اللہ اور سنتِ رسول اللہ کے سراسر خلاف ہے۔ ام المومنینؓ کا خروج تو وہ سبائی مفسدین کے خلاف تھا نہ کہ سیّدنا علیؓ کے خلاف۔ اگر ان کے خلاف ہوتا تو وہ بصرہ کی بجائے مدینہ کا رُخ کرتیں اور تاریخ شاہد ہے کہ سیّدنا علیؓ خود مدینہ سے بصرہ کو گئے تھے اس واسطے ام المومنینؓ کا ان کے خلاف خروج بھی ثابت نہیں ہوتا۔

---

[1] صحیح مسلم بحوالہ مشارق الانوار باب فضائل حضرت فاطمہؓ صفحہ ۲۰۴

[2] روزنامہ "مشرق" شمارہ ۵ ستمبر ۱۹۶۲ء صفحہ نمبر ۵ کالم ۶

Marfat.com

حجۃ الوداع اور اہل بیت تطہیرؓ

حجۃ الوداع سے واپسی پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر تمام صحابہؓ کو جمع کر کے فرمایا:۔

(ما یعدیا ایھا الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی[1]

"حمد و ثنا کے بعد اے لوگو! میں بھی بشر ہوں ممکن ہے خدا کا فرشتہ پیغام لے آئے اور مجھے قبول کرنا پڑے (یعنی موت آجائے) میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں ایک خدا کی کتاب جس کے اندر ہدایت اور نور ہے خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسری چیز میرے اہل بیت (اولاد) ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارہ میں تمہیں خدا کو یاد دلاتا ہوں۔"

قرآن حکیم گواہ ہے کہ سب کائنات کے احکامات و حدود و تطہیر کی تعمیل صرف امہات المومنینؓ نے کی اور رضائے خدا اور رضائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر قسم کی زیب و زینت اور مال و دولت کو ترک کر کے فقر و فاقہ کی زندگی کو مقدم سمجھا اور اپنی زندگی کے آخری لمحوں تک ان حدود و قیود تطہیر کی پوری شدومد سے پابندی کی اور ان کی حدود کی جس طرح نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے پابندی فرمائی اسی طرح

---

[1] مسلم باب مناقب حضرت علیؓ

Marfat.com

یہ اُن کی پابند رہیں۔ ان حدود و قیود تطہیر کی پابندی کے انعام سے نوازتے ہوئے خالق کون و مکان نے ان کو آیت تطہیر سے نوازا اور ان کو "اہل بیتؓ" رسول اللہ صلعم سے مخاطب فرمایا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے خالق حقیقی کے پاس تشریف لے گئے تو کوئی درہم و دینار یا میراث نہ چھوڑی اسی طرح اُمہات المومنین ؓ نے بھی اپنے بعد کوئی درہم و دینار یا میراث نہ چھوڑی۔ اسی لیے امت مسلمہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا کہ "تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدا کی کتاب جس کے اندر ہدایت اور نور ہے خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسری چیز اہل بیتؓ ہیں" میں اپنے اہل بیتؓ کے بارہ میں تمہیں خدا کی یاد دلاتا ہوں"

اپنی حضرات نے نہ کتاب اللہ ہی کو مضبوط پکڑا اور نہ ہی اہل بیتؓ رسول اللہ کو، بلکہ امت مسلمہ کو گمراہ کرنے کے لئے دونوں کا بڑے شد و مد سے انکار کر دیا۔ اپنی روایات میں کتاب اللہ کو تو حضرت علیؓ سے منقطع کرا کر قیامت تک کے لئے نسل آدم کو محروم اور اُمت مسلمہ کو خصوصاً اس ہدایت اور نور سے بے نور کر دیا اور اُن کو گمراہ چھوڑ دیا۔ اور اہل بیتؓ رسول اللہ اُمہات المومنینؓ کو انہوں نے اہل بیتؓ رسول اللہ سے خارج قرار دے دیا اور یہ وضعی احادیث آپ ملاحظہ فرما چکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت مسلمہ کو ہدایت فرمائی تھی کہ قرآن حکیم کو مضبوط پکڑنا اور اہل بیتؓ کے حصہ و فیوض سے محروم نہ رہنا اور

Marfat.com

قومیں اسی لئے تباہ ہوئیں کہ اُنہوں نے کتاب اللہ کی حدود سے تجاوز کیا۔ اور میرے اہل بیتؑ اور تمہاری مائیں یعنی اُمہات المومنینؓ جنہوں نے خدا کی رضا اور میری الفت و محبت میں زیب و زینت و مال و دولت کو خیرباد کہہ کر فقر و فاقہ کی زندگی کو مقدم سمجھا ہے۔ اُن اہل بیت تطہیرؑ کو میں خدا کے اور تمہارے سپرد کئے جا رہا ہوں۔ اُن کی تابعداری تمہارا فرض ہے۔ دیکھو یہ تمہاری مائیں ہیں ان کی کوئی اولاد نرینہ نہیں کہ ان کی دیکھ بھال کر سکیں۔ رہیں ان کی بچیاں تو اُن میں سے تین سیدہ زینبؓ، سیدہ اُم کلثومؓ اور سیدہ رقیہؓ تو ان کی زندگی ہی میں خالق حقیقی سے جا ملیں اور فاطمۃ الزہراؓ ہیں تو سیدنا علیؓ کی رفیقہ حیات اور حضرات حسنینؓ اور سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ زینبؓ اور سیدہ رقیہؓ کی والدہ ہیں، اُنہیں اپنے گھر کی دیکھ بھال سے اتنی فراغت کہاں کہ میرے اہل بیتؑ کی دیکھ بھال کر سکیں۔ میرے سہارے کے بعد تمہاری ماؤں کو خدا اور تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔ یاد رکھو، ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے اور میرے اہل بیتؑ امت مسلمہ کی مائیں ہیں اگر جنت چاہتے ہو تو ان کی خدمت اور تابعداری کو لازم پکڑنا اور اسی کے متعلق ربِ کائنات نے میرے حق کا اشارہ فرمایا ہے۔ فرمایا۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗ

"نبیؐ کا مومنوں پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق ہے اور اس (نبیؐ) کی ازواج اُن کی

Marfat.com

أُمَّهٰتُهُمْ ط (الاحزاب ۶:) مائیں ہیں۔"

اور یہ اہل بیتؓ رسولؐ حضرت علیؓ، سیدہ فاطمہؓ اور اُن کی اُل و اولاد کی بھی مائیں ہیں اور ان کی خدمت کرنا اور تابعداری کرنا ان کا بھی فرض ہے۔

وہ لوگ جو حجۃ الوداع کے خطبے سے "اہل بیتؓ" سے مراد سیدنا علیؓ اور اہل بیتؓ "علیؓ" لیتے ہیں انہیں غور کرنا چاہیئے کہ جب ایک مرد اس جہانِ فانی سے کوچ کر رہا ہو اگر اُس کے جوان بیٹے موجود ہوں تو اس کی ماؤں اور اپنی ازواج کی دیکھ بھال کے متعلق اُن کو وصیت کرتا ہے اور جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اولاد نرینہ زندہ ہی نہ تھی اور تین صاحبزادیاں آپؐ کی حیات طیبہ ہی میں خدا کو پیاری ہو گئی تھیں اور چھوٹی صاحبزادی اہل بیت سیدنا علیؓ میں شمار ہو کر خود با اولاد ہو چکی تھیں ان اپنے اہل بیتؓ کو کس کے سپرد کرتے جنہوں نے فقر و فاقہ کی زندگی اختیار کر لی تھی اور اُن کے سر پر سے اُن کے محبوب خاوند، مجازی خدا اور بعد از خدا کفیل کا سایہ اُٹھ رہا تھا۔

اس کے برعکس سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے سر پر اُن کے رفیق حیات اور کفیل سیدنا علیؓ جیسے شجاع اور اسد اللہ کا سایہ موجود تھا اور سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ جیسے نیک سیرت و بہادر بیٹے اُن کے دست راست تھے اور سیدہ زینبؓ، سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ رقیہؓ جیسی

Marfat.com

نیک سیرت صاحبزادیاں خدمت و تابعداری کے لئے موجود تھیں ادریہ سب بنو ہاشم کے چشم و چراغ تھے۔ ان کو تو کسی کے سپرد کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ ضرورت تھی تو اُن اُمہات المومنینؓ کی جن میں سے صرف چند ایک قریشیہ تھیں۔ بقیہ تمام ایسی تھیں جو بیچاری بے یار و مددگار تھیں۔ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا کا سہارا اور اُمت مسلمہ کا آسرا تھا جو درویشانہ زندگی بسر کرتی تھیں مگر بقول سایۂ خدا سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سات مواضعات کی اکیلی مالک تھیں۔ جن کے متعلق روایت ہے۔۔

فلما قبض جاء العباس یخاصم فاطمہ فیھا فشھد علی علیہ السلام وغیرہ انھا وقف علیٰ فاطمۃ علیھا السلام وھی فدک والدلال والعوافی والحسنیٰ والصافیۃ وماام ابراھم والمیثب والبرقہ [1]

"پھر جب رسولؐ کا انتقال ہوا تو عباسؓ نے اُن کی بابت فاطمہؓ سے جھگڑا کیا۔ پس حضرت علیؓ وغیرہ نے گواہی دی کہ وہ وقف ہیں فاطمہ علیہا السلام پر اور وہ فدک دلال، عفاف، حسنیٰ، صافیہ، ماام ابراہیم، مبیث اور برقہ

اور اسی کتاب کے صفحہ ۴۳ پر ہے کہ ان سات مواضعات کے علاوہ سیدنا علیؓ خود پانچ مواضعات یعنی ینبع، وادی القریٰ، بیرمیہ، بادیہ اور غضرمیؓ کے مالک تھے اور کئی غلام اس کے علاوہ تھے ان بارہ مواضعات کے واحد مالک بعد از وفات سیدہ فاطمۃ الزہراؓ

[1] فروع کافی جلد ثالث صفحہ ۲۷، سیرت حیدر کرار صفحہ ۲۱۲

Marfat.com

سیدنا علیؓ ہوئے جنہیں اُنہوں نے اپنی اولاد کے لئے وقف کر دیا۔

اب اتنی بڑی جاگیر جن لوگوں کے ہاتھ میں تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پڑی تھی کہ ہر نعمت کے ہوتے ہوئے پھر اُنہیں دوسروں کا مرہونِ منت کرتے اور ان کو دوسروں کی کفالت میں دیتے۔

سقیفہ بنی ساعدہ اور اہل بیت تطہیرؓ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جو ہدایت فرمائی تھی اس میں دو چیزوں کا ذکر فرمایا تھا یعنی کتاب اللہ اور اہل بیتؓ۔ اور امت کو ان کی پیروی واتباع کا حکم فرمایا تھا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد "اہل بیتؓ" سے "اہل بیت علیؓ" تھے تو صحابہؓ جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی جانثار و متبع تھے اور قرآن کریم کے اسرار و رموز سے اچھی طرح واقف تھے اُنہوں نے کتاب اللہ کے دستور کے مطابق سقیفہ بنی ساعدہ میں اجماع اور شوریٰ سے سیدنا صدیق اکبرؓ کو خلیفۃ الرسولؐ تو منتخب کر لیا مگر سیدنا علیؓ اور آل علیؓ کی طرف رجوع نہ کیا جس سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ صحابہؓ صرف امہات المومنینؓ کو اہل بیتؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے تھے اور اہل بیتؓ رسولؐ میں سے کسی ایک نے بھی سقیفۂ بنی ساعدہ کے اجماع وشوریٰ سے خلیفۃ الرسول کے انتخاب کی قطعاً مخالفت نہیں کی۔

Marfat.com

قصاص سیدنا عثمانؓ اور اہل بیت تطہیرؓ

سبائی مفسدین نے جب سیدنا عثمانؓ کو قتل کرنے کے بعد حضرت علیؓ کو بیعتِ خلافت لینے پہ مجبور کر دیا آپؓ نے بمجبوری اُن کی بیعت لے لی حالانکہ آپ کے لختِ جگر سیدنا حسنؓ بیعت خلافت لینے سے منع کرتے رہے اور آپؓ نے اپنی مجبوری کا اظہار بھی فرمایا چنانچہ صحابہؓ نے آپ کی بیعت صرف اس شرط پہ کی کہ آپؓ سب سے پہلے مفسدین سے قصاصِ سیدنا عثمانؓ لیں گے۔ لیکن جب تین چار ماہ تک آپؓ قصاص سیدنا عثمانؓ نہ لے سکے اور بار بار فرماتے رہے۔

"بھائیو! میں اس معاملے کی نزاکت سے بے خبر نہیں ہوں لیکن قاتلین (عثمانؓ) کو سزا دینے کی طاقت کہاں سے لاؤں۔ یہ سب تمہارے درمیان موجود ہیں اور جو کچھ چاہتے ہیں تم سے کرا لیتے ہیں کیا اِن سے انتقام لینے کی تم میں ہمت ہے؟"[1]

پھر فرمایا

"میرے پاس (اس کی) قوت کہاں ہے جبکہ فوج کشی کرنے والے اپنے انتہائی زور پہ ہیں وہ اس وقت ہم پہ مسلط ہیں ہم اُن پہ[2]

---

[1] مفصل حالات میری کتاب "قصاص سیدنا عثمانؓ و تکمیل بیعت رضوان" میں ملاحظہ فرمائیں (مؤلف)

[2] نہج البلاغۃ جلد ۲ صفحہ ۱۲۰

Marfat.com

مسلط نہیں[1]"

جب صحابہؓ نے سیدنا علیؓ کو بے بس پایا تو اُنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور وصیت یاد آئی جو اُنہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائی تھی کہ "میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، کتاب اللہ اور اپنے اہل بیتؓ" اس لئے صحابہؓ نے قصاص سیدنا عثمانؓ کی تکمیل کے لئے اہلِ بیت تطہیرؓ کی طرف رجوع کیا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ جو اُن ایام میں حج بیت اللہ شریف لے گئی تھیں اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اُنہوں نے مکہ معظمہ سے تکمیل بیعتِ رضوان کا اہتمام فرمایا۔

صحابہؓ کا سیدنا علیؓ کو چھوڑ کر اُمہات المومنینؓ کی طرف قصاص سیدنا عثمانؓ کے لئے رجوع کرنا اس حقیقت کا شاہد ہے کہ تمام صحابہ سیدنا علیؓ اور آل علیؓ کو اہل بیتِ رسولؐ نہیں سمجھتے تھے بلکہ اہل بیت تطہیرؓ صرف امہات المومنینؓ کو سمجھتے تھے۔

جمل اور اہل بیت تطہیرؓ

جنگ جمل ختم ہوئی تو سیدنا علیؓ نے نہایت احترام سے اہل بیت تطہیر سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو اُن کے بھائی محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھ مدینہ روانہ کیا جہاں آپ اپنی حیات طیبہ کے آخری لمحات تک مقیم رہیں۔

---

[1] نہج البلاغۃ مترجمہ مفتی جعفر حسین (امامیہ کتب خانہ) خطبہ ۱۳۶ صفحہ ۱۲۱

Marfat.com

مگر سیدنا علیؓ کو سبائی مفسدین اپنے ساتھ کوفہ لے گئے اور اپنی مقصد براری کے لئے انہیں اور اُن کی آلؓ اولاد کو ایسا بے گھر کیا کہ وہ بیت رسولؐ تو کیا مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی داخل نہ ہو سکے، سیدنا علیؓ کے اس بصیرت افروز اقدام سے ہی مدینہ روشن کی طرح واضح ہے کہ اگر وہ خود کو اہل بیت رسولؐ سمجھتے تو سیدنا عثمانؓ کی طرح شہید ہو جاتے مگر بیت رسول صلعم اور مدینۃ الرسولؐ کو کبھی خیرباد نہ کہتے ان کا یہ اقدام اس حقیقت کی وضاحت کرتا ہے کہ وہ بھی امہات المومنینؓ ہی کو اہل بیتؓ رسولؐ سمجھتے تھے اس لئے واقعہ جمل کے بعد انہیں بیت النبیؐ میں واپس بھیج دیا اور خود کوفہ تشریف لے گئے۔ مگر زندگی بھر واپس نہ آسکے۔

وفات شیخینؓ و حسنؓ اور اہل بیتِ تطہیرؓ

سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا فاروق اعظمؓ خلیفۃ المسلمین تھے۔ انہیں ہر سیاہ و سفید کا مکمل اختیار تھا جب یہ وفات پانے لگے تو ہر ایک نے اہل بیتؓ رسولؐ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے اجازت مانگی کہ انہیں بھی اپنے اُس بیت و حجرہ میں دفن ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے جس میں محبوبؐ خدا مدفون ہیں۔ اسی طرح سیدنا حسنؓ نے بھی اسی مقدس حجرہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ میں دفن ہونے کے لئے اہل بیتؓ رسولؐ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے اجازت مانگی تھی کہ انہیں بھی

Marfat.com

اپنے اس مقدّس ترین بیت میں دفن ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں
کسی نے کیا خوب فرمایا ہے ۔

وہی صحبتیں وہی قربتیں اُنہیں ہیں نصیب سو ہمارا
ابو بکرؓ ہیں جو قریب تر تو عمرؓ بھی آپؐ کے برمیں ہے
کوئی اہل بیتؓ سے آپؐ کو جو نکالدے یہ محال کیا
کہ عمرؓ کی تربتِ پاک بھی تو رسول پاکؐ کے گھر میں ہے

ان بزرگانِ دین کا سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے اجازت طلب کرنا اس حقیقت کا شاہد ہے کہ اُمہات المومنینؓ ہی اہل بیتؓ رسولؐ تھیں ۔ اہل بیتؓ رسولؐ سے ان کے گھروں میں داخل ہونے سے قبل اجازت مانگنا اللہ تعالےٰ نے فرض ٹھہرا دیا تھا ۔ فرمایا ۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا "مومنو! نبیؐ کے گھروں میں بغیر اجازت
بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ (الاحزاب) کے داخل نہ ہوا کرو ۔"

اور اگر سیدنا حسنؓ اہل بیتؓ رسولؐ تھے تو انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت کیوں مانگی تھی ورنہ اپنے گھر میں بھی کوئی آنے کی اجازت مانگتا ہے ؟ پس ظاہر ہوا کہ اہل بیتِ تطہیر صرف اُمہات المومنینؓ تھیں اور تمام صحابہؓ کے علاوہ سیدہ فاطمہؓ، سیدنا علیؓ اور آل علیؓ بھی اُمہات المومنینؓ ہی کو اہل بیتؓ رسولؐ مانتے تھے اور ان کی عزت و توقیر کرتے تھے ، پس ثابت ہوا کہ اہل بیت تطہیرؓ صرف امہات المومنینؓ تھیں ۔

Marfat.com

سیدنا علیؓ، سیدہ فاطمہؓ اور حضرات حسنینؓ بھی نیک و پاک تھے مگر آیتِ تطہیر کے مخاطب نہ تھے

جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود لاثانی ہیں، اسی طرح آپؐ کے اہل بیتؓ، صحابہؓ، داماد، نواسےؓ، نواسیاںؓ سب بے مثل ہیں، لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہر کس و ناکس کے انعامات و فضائل حدود اللہ کی تمیز کئے بغیر کسی ایک کو نواز دیئے جائیں، یہ تو ان بندگانِ دین سے بہت ناانصافی ہوگی جن کو رب العزتؐ نے درجات مرحمت فرمائے۔ مگر سینکڑوں سال بعد مسلمان خود ہی اُن فضائل کو چھین جھپٹ کر اس کا اہل کسی اور کو قرار دیں۔ اور اس ناانصافی کرنے میں حدود اللہ کو پامال کیا جائے۔

سیدنا علیؓ تو بدری صحابیؓ ہیں اور خود صحابہؓ میں سے بدری صحابہؓ افضل ترین ہیں۔ ان کی طہارت کے متعلق رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

لِيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝ (الانفال : ۱۱)

"تاکہ اس سے تم کو پاک کرے اور شیطانی نجاست تم سے دفع کرے اور تمہارے دلوں کو قوت دے اور قدموں کو اس کے ساتھ مضبوط کرے۔"

سیدہ فاطمۃ الزہراؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ یہ بیٹی اور نواسے تو ضرور ہیں، مگر فضیلت اس امر میں نہیں کہ یہ بیٹی اور نواسے

Marfat.com

ہیں۔ بیٹے اور نواسے بے دین بھی ہو سکتے ہیں جیسے حضرت نوحؑ کا بیٹا وغیرہ۔ فضیلت تو اس امر میں ہے کہ آپؐ پر ایمان لائے اور وہ آپؐ کی صحابیہؓ اور صحابیؓ ہیں اور خدائے واحد کے پرستار ہیں اور ان کی فضیلت میں رب کائنات فرماتا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ	محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو
مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ	ان کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت
رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ	ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے
رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا	اور سجدہ کرتے دیکھے گا اللہ سے فضل اور
مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ	رضامندی طلب کرتے ہیں اور سجود کے اثر
فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ	سے اُن کی پہچان اُن کے چہروں سے ہوتی ہے
ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ	یہ صفت اُن کی تورات میں ہے اور انجیل
وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ (فتح: ۲۹)	میں ان کی صفت ایسی ہے۔

اور اہل بیت مطہراتؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تطہیر کے متعلق فرمایا۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ	"اللہ مصمم ارادہ کر چکا ہے کہ تم سے اے
عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ	نبیؐ کی گھر والیوںؓ! وساوس کو دور کرے
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝	اور تمہیں بالکل پاک وصاف کر دے۔"

(الاحزاب: ۳۳)

رب کائنات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر پہلو سے بے مثل

Marfat.com

بنایا ہے۔ اس واسطے ہر ایک طبقے کو علیحدہ علیحدہ فضائل و درجات سے نوازا ہے اور ہر ایک طبقے کی طہارت حدود قائم کئے ہیں مگر سبائی حضرات ہیں کہ جس کو چاہیں گرائیں جس کو چاہیں بڑھائیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ رب کائنات کا مقام انہیں حاصل ہے یہ قادر مطلق ہیں جو چاہیں کریں انہیں کھلی چھٹی ہے۔ جزا و سزا کے یہی مالک ہیں۔ کسی کی ٹوپی کسی کے سر کے مصداق ہیں نہ حدود اللہ کی پرواہ نہ عمل کی۔ مگر ان سے بھی اس امر کی باز پرس ہوگی جب رب کائنات کے حضور یہ پیش ہوں گے، وہاں تو فیصلہ جات حدود اللہ کے ماتحت ہوں گے اور کسی کی سفارش کچھ کام نہ دے گی۔

مسلمان اور آیتِ تطہیر

تمام مسلمانوں کو بھی خداوند تعالیٰ پاک و صاف رکھنا چاہتا ہے بلکہ ہر مسلمان وضو کرکے دن میں پانچ دفعہ پاک و مطہر ہوتا ہے چنانچہ ان کی طہارت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تم نماز کو اُٹھو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھو لیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں (دھو لیا کرو[1]) اور اگر تم حالت جنابت میں ہو

---

[1] یہاں واضح الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وضو کرتے وقت سب سے پہلے ہاتھوں کے ذریعہ منہ کو دھونا چاہیئے مگر سبائیوں نے جو طریقہ ایجاد کیا اس میں پہلے پاؤں کو دھونا فرض قرار دیا (مؤلف)

Marfat.com

تو تنہا یا کرو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پہ ہو یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے ہو کر آئے یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اس سے اپنے مونہوں اور ہاتھوں پہ مسح کر لیا کرو۔ پھر فرماتا ہے۔

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(المائدہ: ۷)

• اللہ نہیں چاہتا کہ تم پہ کسی قسم کی تنگی ہو لیکن وہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت تم پہ پوری کرے تاکہ تم شکر کرو۔

مباہلہ اور اہل بیتؑ رسولؐ

نجران مکہ معظمہ سے یمن کی جانب سات منزل پہ ایک وسیع ضلع کا نام ہے جہاں عیسائی عرب آباد تھے، عیسائیوں کا ایک عظیم الشان گرجا تھا جس کو وہ کعبہ کہتے تھے اور حرم کعبہ کا جواب سمجھتے تھے۔ اس میں عیسائیوں کے بڑے بڑے مذہبی پیشوا رہتے تھے جن کا لقب سید اور عاقب تھا۔ عرب میں عیسائیوں کا کوئی مرکز اس کا ہمسر نہ تھا اعشیٰ اسی کی شان میں کہتا ہے۔

وکعبۃ نجران حتم علیک حتی تنا فی بابہا وابہا
تزور یزید او عبد المسیح فقیاھما خیر اربابہا

یہ کعبہ تین سو کھانوں سے گنبد کی شکل میں بنایا گیا تھا۔ جو شخص

Marfat.com

اس کے حدود میں آجاتا تھا وہ مامون ہوجاتا تھا۔ اس کعبہ کے اوقاف کی آمدنی دو لاکھ سالانہ تھی [1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو جو صلح حدیبیہ سنہ ۶ھ سے پہلے اسلام لا چکے تھے انہیں دعوتِ اسلام کے لئے نجران روانہ فرمایا۔ عیسائی علماء نے قرآن حکیم پر کچھ اعتراضات کئے جن کا جواب وہ نہ دے سکے اور واپس چلے آئے [2]

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دعوتِ اسلام کے خطوط بھیجے جس میں تحریر تھا کہ اگر اسلام قبول نہ ہو تو جزیہ دو۔ سنہ ۹ھ میں اہلِ نجران کے مذہبی پیشواؤں کی ایک جماعت جو تقریباً ساٹھ افراد عیسائیت پر مشتمل تھی۔ مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ نے اُنہیں مسجد میں اُتارا۔

اِن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف مذہبی مسائل پوچھے اور آپؐ نے اُن کو جوابات دیئے۔ اس کے بعد آپؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی سے مسلمان ہیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک تم صلیب پوجتے ہو اور عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہو کیونکر مسلمان ہو سکتے ہو؟

---

[1] سیرت النبی صفحہ ۳۷۸

[2] ترمذی تفسیر سورہ مریم

Marfat.com

مگر اس پر بھی وہ اپنے آپ کو راہِ راست پر سمجھتے رہے اور اسلام کا انکار کرتے رہے تو رب کائنات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ مباہلہ کی ہدایت فرمائی کہ ہم سب اپنے اپنے اہل وعیال سمیت اکٹھے ہو کر خدا کے حضور دعا کریں کہ جو جھوٹے ہوں اُن پر خدا کی لعنت، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝

(آل عمران: ۶۰)

تو جو شخص تجھ سے علم آنے پیچھے جھگڑا کرتا ہے اُس سے کہدے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو، آپ ہم ..... سب نفوس (رسولؐ صحابہؓ) اور تم سب نفوس (جو ساٹھ ائمہ عیسائیت آئے ہو) اکٹھے مل کر دعا کریں کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہو۔"

چونکہ ان ساٹھ ائمہ عیسائیت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں ٹھہرایا تھا اور صحابہؓ تو ہر وقت وہاں موجود رہتے تھے اور خصوصاً جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو تبلیغ دین یا اُن سے مناظرہ فرماتے تھے۔ اس لئے جب آپؐ نے اُن ساٹھ عیسائیوں کو دعوتِ مباہلہ دی تو تمام جانثاران اسلام بھی آپؐ کے ساتھ شامل تھے۔ بعلاوہ پہ وانے جو سفر و حضر اندر عسر و یسر میں ساتھ رہے ہوں

Marfat.com

اور جب آپؐ کے پسینہ کی جگہ خون بہانا اپنی سعادت سمجھتے ہوں وہ بھلا مباہلہ کے وقت کس طرح پیچھے رہ سکتے تھے اور آپؐ ان کو کیسے بھول سکتے تھے اور پھر اگر صرف آپؐ خود اور اپنے خویش و اقربا ہی کو پیش کرتے تو اس کا اثر اُن عیسائی سادات پر کیا ہوتا اس لئے جہاں اُن کے اور اپنے بیٹوں بچوں کو شمولیت کی دعوت دی۔ وہاں "انفسنا و انفسکم" فرما کر اُن سب صحابہؓ اور ان کی آل و اولاد اور ساٹھ عیسائی سادات کو بھی دعوت دی کہ ہم سب جو یہاں موجود ہیں بہ نفس نفیس شامل ہو کر جھوٹے پر خدا کی لعنت کریں۔

روایت ہے۔

اخرج ابن عساکر عن جعفر ابن محمد عن ابیہ فی ھذہ الایات تعالوا ندع ابناءنا الایۃ قال فجاء ربما بی بکر و ولدہ و بعمر و ولدہ و بعثمان و ولدہ و بعلی و ولدہ [1]

ابن عساکر نے حضرت جعفر صادقؓ سے انہوں نے اپنے والد (حضرت باقرؒ) سے اس آیت یعنی تعالوا ندع ابناءنا کے متعلق روایت کیا ہے کہ آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو بھی مع اولاد کے بلا لیا اور حضرت عمرؓ کو بھی مع اولاد کے اور حضرت عثمانؓ کو بھی مع اولاد کے اور حضرت علیؓ کو بھی مع اولاد کے بلایا۔

تفسیر کشاف میں علامہ زمخشری جو عربی لغت کے امام ہیں تشریح

---

[1] در منثور جلد ۲ صفحہ ۲۴۴، روح المعانی جلد ۱ صفحہ ۲۰۶

Marfat.com

فرماتے ہیں۔

ندع ابناءنا وابناءکم ای	"ندع ابناءنا وابناءکم کا مطلب یہ ہے کہ
یدع کل منا ومنکم ابناءہ	ہر شخص ہم میں سے اور تم میں سے اپنے
ونساءہ ونفسہ الی المباھلۃ	بیٹے اور عورتوں کے ساتھ اور خود بھی بہ نفس
	نفیس مباہلہ میں شرکت کریں۔"

تفسیر بیضاوی میں ہے۔

ای یدع کل منا ومنکم	"یعنی آئے ہر شخص ہم میں سے اور تم میں سے
نفسہ واعزۃ اھلہ	خود بہ نفس نفیس اور اپنے خاندان اور
	عزیزوں کے ساتھ۔"

لیکن نجران کے یہ عیسائی ڈر گئے اور انہوں نے مباہلہ سے انکار کر دیا اور جزیہ دینا منظور کر لیا۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

عن حذیفۃ قال جاء	"حضرت خدیجہؓ سے مروی ہے کہ عاقب
العاقب والسید صاحب نجران	(عبدالمسیح) اور سید (ایہم) نصاریٰ کے
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ	دو رئیس نجران سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم یریدان ان یلاعناہ	کے پاس آئے (ان کے ساتھ ابوالحارث
قال فقال احدھما لصاحبہ	بن علقمہ پادری اعظم بھی تھا) حضور یہ چاہتے
لاتفعل فواللہ لئن کان	تھے کہ وہ آپ سے مباہلہ کریں۔ ان میں ایک
نبیا فلاعنا لا نفلح نحن ولا	دوسرے سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم (مباہلہ) کریں
عقبنا من بعدنا قالا انا	کہ اگر یہ سچے نبی ہوتے تو ہماری اور ہمارے

Marfat.com

نعطيك ماسا لتنا وابعث معنا
جلداً امينا ولا تبعث معنا
الا امينا فقال لا بعثن معكم
جلداً امينا حق امين
نا مستشرف له اصحاب
رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال
ثم يا ابا عبيدة
بن الجراح فلما قام
قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم هذا امين
هذه الامة [1]

اولاد کی تباہی ہمارا پیچھا آخر دہ کہنے لگے کہ ہم
مباہلہ نہیں کرتے آپ جو تاوان چاہیں دینے حاضر ہے
(جزیہ دینے پر راضی ہو گئے) انہوں نے یہ درخواست
کی کہ ایک ایماندار شخص ہمارے ساتھ کر دیجئے۔
اماندار شخص ہو بے ایمان نہ ہو آپ نے فرمایا
ہاں میں تمہارے ساتھ ایک ایسا اماندار شخص کو بھیجوں گا
جو سچا ایماندار بھی کیسا پکا ایماندار یہ سن کر
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ انتظار کرنے
لگے (دیکھیں حضورؐ کس کو بھیجتے ہیں) پھر آپؐ نے
فرمایا ابوعبیدہ بن جراحؓ اٹھیں (ذرا کھڑے ہو جائیں)
جب وہ کھڑے ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اس امت کے یہ ایماندار (معتبر یا اماندار شخص) ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ مباہلہ ہوا ہی نہیں بلکہ نصاریٰ ڈر گئے اور وہ جزیہ دینے پر رضامند ہو گئے مگر بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہؓ، سیدنا علیؓ، سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ کو لے کر مباہلہ کے لئے نکلے جو قرین قیاس نہیں اور نہ ہی ارشادات ربانی کے مطابق ہے۔

---

[1] صحیح بخاری پارہ ۱۷، کتاب المغازی باب قصہ اہل نجران

Marfat.com

روایت ہے۔

لما نزلت هذه الاية ندع ابنائنا وابنائكم ودعا رسول اللّٰه عليا و فاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هؤلاء اهلي [1]

"یعنی جب یہ آیت نازل ہوئی ندع ابنائنا وابنائکم تو پیغمبرؐ نے علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کو بلایا اور کہا کہ خداوندا میرے اہل بس یہی ہیں"

اور دوسری روایت میں ہے کہ۔

ابنائنا اراد الحسن والحسين ونساءنا فاطمة وانفسنا عنى نفسه وعليا رضى اللّٰه عنهم والعرب تسمى ابن عم الرجل كما نفسه كما قال اللّٰه ولا تلمزوا انفسكم يريد لا تلمز اخوانكم [2]

"یعنی آیت مباہلہ میں ابنائنا سے مراد حسنؓ اور حسینؓ ہیں اور نسائنا سے مراد سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور انفسنا سے پیغمبرؐ اور علیؓ دونوں مراد لئے گئے ہیں کیونکہ عرب چچا زاد بھائی کو اس[3] کے نفس کے نام سے پکارتے ہیں"

---

[1] صواعق محرقہ از امام ابن حجر مکیؒ۔ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۷

[2] تفسیر معالم التنزیل از امام بغویؒ صفحہ ۱۶۳

[3] مباہلہ کے وقت آپؐ کے چچا سیدنا عباسؓ موجود تھے اور ان کے صاحبزادے سیدنا عبداللہؓ زندہ تھے۔ علاوہ ازیں خود سیدنا علیؓ کے بڑے بھائی سیدنا عقیلؓ موجود تھے اگر عرب چچا زاد بھائی کو نفس کے نام سے پکارتے تھے تو ان چچا اور چچا زاد بھائیوں کو نفس سے خارج کر دیا گیا۔ (از مؤلف)

Marfat.com

ان روایات میں بھی کوشش کی گئی ہے کہ سیدنا علیؓ، سیدہ فاطمہؓ اور ان کے دو صاحبزادوں سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ کو اہل بیت رسولؐ میں داخل کیا جائے۔ حالانکہ آیت مباہلہ میں ابناءنا وابناءکم بڑے واضح الفاظ ہیں۔ یعنی ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو مگر حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ تو نواسے ہیں بیٹے نہیں۔ آپؐ کی نواسی سیدہ امامہؓ بنت ابوالعاصؓ اور سیدنا علیؓ بن ابوالعاصؓ جس آپؐ کے حرم میں پرورش پا رہے تھے اور ان دونوں کی معصومانہ شوخیاں فرمایا کرتے تھے یہ بچے بھی سنہ ۹ھ بوقت مباہلہ آپؐ کے گھر میں موجود تھے اور ان بچوں کے والد اور حضورؐ کے محبوب داماد سیدنا ابوالعاصؓ جنہوں نے سنہ ۱۲ھ میں وفات پائی تھی موجود تھے اور اگر نواسوں اور داماد ہی کو ساتھ لینا تھا تو پھر یہ تمام کہ آپؐ نے کیوں نہ ساتھ لیا۔ بلکہ روایات میں ہے کہ صحابہؓ آپؐ کے متبنیٰ سیدنا زیدؓ کو "زید ابن محمدؐ" کے نام سے پکارتے تھے اور آج تک کسی نے سیدنا حسنؓ یا سیدنا حسینؓ کو سیدنا حسنؓ ابن محمدؐ یا سیدنا حسینؓ ابن محمدؐ کے نام سے موسوم نہیں کیا بلکہ ہم سب ان حضرات کو حسن ابن علیؓ اور حسینؓ ابن علیؓ ہی کہتے ہیں اور صحابہؓ بھی اسی نام سے ان کو پکارتے تھے۔

روایت ہے۔

عن عبداللہ بن عمرؓ ان النبی ... سمعت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ...

---

۱ ... رحمۃ للعالمین جلد ۲ صفحہ ۱۲۳

Marfat.com

بن حارثہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کنا ندعوہ الا زید بن محمدؐ حتیٰ نزل القرآن ادعوھم لآبائھم ھو اقسط عند اللہ ۔

ہم زید بن حارثہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنیٰ تھے زید بن محمد کے نام سے پکارتے تھے یہاں تک کہ قرآن میں یہ حکم نازل ہوا کہ انہیں ان کے باپ کی نسبت منسوب کریں اور اللہ کے نزدیک یہ زیادہ انصاف کی بات ہے "

اور سب سے ضروری تھا کہ حضورؐ اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کو ساتھ لے جاتے۔ کیونکہ واقعہ مباہلہ جبکہ ۹ھ میں ہوا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے صاحبزادے سیدنا ابراہیمؓ زندہ تھے اس لئے بیٹے کے ہوتے ہوئے نواسوں کو لے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن حکیم کے ارشاد کے خلاف کبھی عمل نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہاں حکم ہے تم اپنے بیٹوں کو لے آؤ اور ہم اپنے بیٹوں کو اس لئے

---

[1] صحیح بخاری پارہ ۲۱ کتاب التفسیر تفسیر سورہ احزاب

[2] مواہب مدنیہ میں تاریخ وفات ۱۰ھ ہے واقدی نے اور واقدی کی روایت میں سنہ ولادت ابراہیمؓ ۸ھ اور وفات ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۰ھ تحریر کی ہے اس پر اُن کا بھی اتفاق ہے کہ یوم وفات کو سورج گرہن تھا اور واقعہ مباہلہ سنہ ۹ھ میں ہوا اور قرآن میں لفظ ابناء آتا ہے جس کے معنی بیٹے ہیں نہ کہ نواسے۔ اس لئے واقعہ مباہلہ کے وقت جب خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیمؓ موجود تھے تو نواسوں کو لیجانے

باقی صـ۲۸۰ پر

Marfat.com

لازماً آپ قرآن حکیم کے حکم کی تعمیل میں اپنے بیٹے سیدنا ابراہیمؑ کو گود میں اٹھا کر لے گئے ہوں گے، اور پھر اگر آپ بیٹے کو چھوڑ کر نواسوں کو لے جاتے تو عیسائی آپ پر آوازے کستے اور خدا جانے کیا کچھ کہتے کیونکہ "امبارنا" میں تو بیٹوں کو لے جانے کا حکم ہے نہ کہ نواسوں کو اور پیغمبر صلوات اللہ علیہ وسلم احکام خداوندی کی تعمیل میں ہم سب سے افضل تھے۔

قرآن کریم نے لفظ نساءؐ جہاں بھی استعمال کیا ہے اس کا مطلب بیٹی نہیں بلکہ عام عورتیں اور خصوصاً بیوی ہے اور بیٹی کے لئے ہمیشہ "بنت" کا لفظ استعمال کیا۔ فرمایا۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ط (الاحزاب، ۵۹)	"اے نبیؐ اپنی ازواجؓ کو صاحبزادیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں۔"

لہ یہاں سید کائناتؐ نے بھی اس حقیقت کی وضاحت فرما دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے علاوہ اور بھی صاحبزادیاں تھیں۔ (مؤلف)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۶ کی کیا ضرورت تھی اور اگر بیٹے کے ہوتے ہوئے آپ نواسوں کو لے جاتے تو عیسائی تمسخر کرتے کہ بیٹے کی جان کے خوف سے آپ اسے چھوڑ آئے اور نواسوں کو حکم قرآن کے خلاف لے آئے (مؤلف)

Marfat.com

یہاں یہ کہنا کہ "نسارنا" سے مراد حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ ہیں مناسب نہیں
بلکہ قرآن حکیم کو جھوٹا ثابت کرنا ہے کیونکہ وہ تو بیٹی ہیں اور یہاں "نسارنا"
سے مراد بیٹی نہیں بلکہ بیوی ہے اور پھر یہ جمع کا صیغہ ہے اور سیدہ فاطمہ
تو ایک عورت ہیں بس اگر ان کے ساتھ ان کی تین صاحبزادیوں سیدہ زینبؓ
سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ رقیہؓ کو بھی واقعہ مباہلہ اور چادر تطہیر میں شامل کر
جاتا تو کوئی بات بھی تھی کہ ان تمام عورتوں کے لئے "نسارنا" استعمال ہوا ہے
مگر کسی ایک حدیث میں بھی ان تین صاحبزادیوں کا نام نہیں، حالانکہ ان
سے سیدہ زینبؓ تو سیدنا حسینؓ کے ساتھ واقعہ کربلا میں شریک تھیں
اور انہیں "شریکۃ الحسینؓ" کے القاب سے بھی یاد کیا جاتا ہے مگر سمجھ نہیں
آتی کہ حدیث وضع کرنے والوں نے کس بنا پر اس نیک سیرت اور عظیم بیبی
کو ان ہر دو عظیم واقعات سے کیوں نکال دیا ہے حالانکہ اگر سیدہ زینبؓ کو واقعہ
سے الگ کر دیا جائے تو تمام واقعہ کی نوعیت ہی بدل جاتی ہے۔

اسی طرح سیدنا حسینؓ کی دوسری ہمشیرہ سیدہ ام کلثومؓ اسلام کی
عظیم شخصیت کی رفیقہ حیات ہیں جن کا نام نامی سیدنا عمر فاروقؓ ہے
اور یہ وہ عظیم شخصیت ہے کہ امت مسلمہ تو کیا دنیا کی ہر قوم اور امت
کے کارہائے نمایاں سے متاثر ہے اور پھر آپؓ نہ صرف عشرہ مبشرہ
میں شامل ہیں بلکہ اسلام کے جلیل القدر خلیفہ ہیں۔

اور "انفسنا" سے یہ مراد لینا کہ اس میں صرف جناب رسالتمآبؐ اور
سیدنا علیؓ شامل ہیں، موضوع ہے بلکہ یہاں تمام مسلمان جو مباہلہ کے وقت

Marfat.com

مسجد نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آن سامنے نجرانی عیسائیوں کے سرکردہ پادریوں کا مناظرہ سن رہے تھے سب داخل ہیں ۔ یہ صحابیؓ جانثارانِ پیغمبرِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو آپؐ کے پسینہ کی جگہ خون بہانے کو ہر وقت تیار تھے یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری نہ تھے جنہوں نے آپ کو سولی کی نذر کر دیا اور خاموش کھڑے تماشہ دیکھتے رہے یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی نہ تھے جنہوں نے من و سلویٰ تو طلب کر لیا مگر جب جنگ کے لئے کہا گیا تو کہا "موسیٰؑ اور ان کا خدا لڑیں ، بلکہ یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ تھے جن کی تعریف توریت و انجیل میں ہے کہ:-

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ	محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ
مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي	جو ان کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت
الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ	سخت اور آپس میں نرم دل ہیں"

(فتح : ۲۹)

اس لئے اس واقعہ مباہلہ میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیتؓ رسولؐ کے علاوہ سیدنا علیؓ اور اہل بیت علیؓ ، سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور اہل بیت صدیقؓ ، سیدنا عمرؓ اور اہل بیت عمرؓ ، سیدنا عثمانؓ اور اہل بیت عثمانؓ کے علاوہ تمام صحابہؓ اور ان کے اہل بیتؓ شامل تھے۔

ارادہ و دعائے انبیاءؑ اور مشیت ایزدی

ہر نبیؑ نے اپنے اپنے دور میں بعض رشتہ داروں

Marfat.com

کے لئے دعائیں کی ہیں اور ان دعاؤں یا سفارشوں پر رب العزت نے انہیں اپنے ارادہ اور مشیت سے متبنع فرمایا ہے۔ جن کا ذکر قرآن کریم میں یا تو وضاحت ہے۔ جس میں ہمارے اعتقادات کو کچھ دخل نہیں۔ صرف صدوداللہ ہیں اور اُن کا پابند ہر نبیؑ اور ہر اُمت کو کیا گیا ہے۔

دعا

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ (ھود ۴۵)

"اور نوحؑ نے اپنے رب کو پکارا اور کہا اے رب میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے (اور میرے اہل کے بچانے کا وعدہ تھا) اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے"

مشیت ایزدی

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (ھود: ۴۶)

"فرمایا اے نوح وہ تیرے اہل میں سے نہیں اس کا کام بد ہیں سو جس بات کا تجھے علم نہیں اس کی بابت ہم سے نہ پوچھ میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں میں سے نہ ہو"

"مکتب کائنات نے فرمایا کہ وہ تیرے اہل بیت میں شامل نہیں"

لہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو اہل بیت قرار دیا مگر رب کائنات نے فرمایا وہ تیرے اہل بیت نہیں ہو سکتا ہے جبکہ اس نے حدود اللہ کی پیروی نہیں کی (مولف)

Marfat.com

اور اس مشیت ربانی پر حضرت نوحؑ
کو معافی مانگنی پڑی عرض کیا۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ
اَسْئَلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ
وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَكُنْ
مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ (ھود ۱۰ ۴۷)

"عرض کی اے میرے پروردگار میں تجھ سے
پناہ مانگتا ہوں کہ ایسی چیز کا تجھ سے سوال
کروں۔ جس کی مجھے حقیقت معلوم نہیں
اور اگر تو مجھے نہیں بخشے گا اور مجھ پر رحم
نہ کریگا تو میں تباہ ہو جاؤں گا"[1]

۲۔ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ
لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ
مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ (الممتحنہ: ۴)

۲۔ جب حضرت ابراہیمؑ کو خدا کی مشیت کا
علم ہوا تو اپنے ارادہ و دعا کو ترک
کر دیا عرض کیا

---

[1] وہ احادیث جن میں حضورؐ سے چادر کا پردہ ڈال کر دعا کرائی گئی ہے کہ حضرت علیؑ امیر المومنینؑ
اور حضرات حسنینؑ ان کے اہل بیتؑ ہیں اس میں حضورؐ کو حدود اللہ اور احکام ربانی سے لاعلم
ثابت کرنے کی جسارت کی گئی ہے، حالانکہ حدود تطہیر تو صرف انتاع النبیؐ جو آپؐ کے
اہل بیتؑ تھے اُن کے لئے نازل ہوئی تھیں اور وہی تا زندگی اُن پر عامل رہیں (مؤلف)

Marfat.com

"اور ابراہیمؑ کا قول اپنے باپ کیلئے (یہ تھا) کہ میں تیرے لئے مغفرت مانگوں گا اور میں اللہ سے تیرے لئے کسی شے پہ اختیار نہیں رکھتا ۔"

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرٰهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَآ إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ أَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ (التوبۃ: ۱۱۴)

"اور ابراہیمؑ نے جو اپنے باپ کے لئے مغفرت طلب کی تھی وہ ایک وعدہ کے سبب سے تھی جو وہ اپنے باپ سے کر چکے پھر جب اُنہیں معلوم ہوا کہ وہ دشمن خدا ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے ۔"

۴۔ غزوہ احد میں جب نبی اکرم صلعم کے سر میں زخم آیا تو آپؐ نے کفار کے حق میں بددعا کرنے کے ارادے سے فرمایا:۔

كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ[1]

"وہ قوم کس طرح کامیاب ہو گی جس نے اپنے نبیؐ کو زخمی کیا۔"

۴۔ مگر رب العزت نے آپؐ کو ہدایت فرمائی کہ آپؐ کو ایسا ارادہ بھی نہیں کرنا چاہیے۔ فرمایا۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ (آل عمران: ۱۲۷)

"اس کام میں تیرا کچھ دخل نہیں خواہ وہ اُن پر رحمت کرے یا اُن کو عذاب دے۔"

[1] صحیح بخاری پارہ ۱۶ باب لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

Marfat.com

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علیؓ کے والد جناب ابوطالب کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے اپنے آبائی مذہب کو ہی مقدم سمجھا۔ چونکہ انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی تھی اس واسطے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے دعائے مغفرت کی۔ روایت ہے۔ المسیب بن حزن اما واللہ لاستغفرن لک مالم انہ عنک فانزل اللہ ما کان للنبی والذین امنو ان تولہ اصحاب الجحیم قالہ لابی طالب عند وفاتہ[1]

و مسیب بن حزن سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ (اے چچا ابوطالب) خبردار ہو خدا کی قسم میں تیرے واسطے (دعا) مغفرت کا جب تک تیری بخشش مانگنے سے روک نہ

۴۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کے لئے دعائے مغفرت کی تو رب کائنات نے ہدایت فرمائی

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ط (التوبۃ: ۱۱۳تا۱۱۵)

نبی کے لئے شایان نہیں اور نہ اُن کیلئے جو ایمان لائے کہ وہ مشرکوں کے لئے استغفار کریں گو وہ قریبی ہوں اس کے بعد کہ ان پر کھل گیا کہ وہ اہل دوزخ ہے تو انہوں نے

---

[1] جن لوگوں کا خیال ہے کہ آذر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا جن کیلئے انہوں نے دعائے مغفرت کی تھی (مؤلف)

[1] صحیح بخاری پارہ ۱ باب قصۃ ابوطالب شارق الانوار ص۱۰

Marfat.com

ہو گی۔ پھر خدا نے یہ آیت اتاری کہ پیغمبر اور ایمانداروں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کے واسطے دعا کریں مغفرت کی اگرچہ اُن کے قرابتی ہوں حالانکہ اُن پر ظاہر ہو چکا ہے کہ مشرک دوزخی لوگ ہیں۔ یہ حضرت نے ابی طالب کے مرنے کے وقت فرمایا۔

اُنکے لئے دعا کرنا چھوڑ دیا۔

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔

"اھون اھل النار عذابا ابو طالب وھو منتعل بنعلین یغلی منھما دماغہ" یعنی سب دوزخیوں سے ہلکا عذاب والا ابو طالب ہے اس کے پاؤں میں آگ کی دو جوتیاں ہیں جن سے اس کا دماغ ابلتا ہے۔[1]

---

[1] امام الاولیاء ہند و پاکستان حضرت علی ہجویری المشہور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ جو حسنی حسینی سید ہیں اور خاندان ابو طالب سے ہیں اپنے جد بزرگوار کے متعلق اپنی بے نظیر کتاب کشف المحجوب میں رقمطراز ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ" "لیکن اللہ نے تمہارے لئے ایمان کو محبوب فرمایا اور اس کو تمہارے دلوں کی زینت بنایا ہے" (الحجرات: ۷)
اس آیت میں تحبیب اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب منسوب فرمایا ہے۔ سید علی ہجویری) کہتا ہوں کہ عہد نبویؐ میں ابو طالب سے بڑھ کر کوئی عقل و استدلال اور بحث و گفتگو میں سرگرم عمل نہیں تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی صاحب ایمان و یقین اور صاحب حکمت و ذکا نہیں تھا چونکہ ابو طالب پر بہ بخشش اور شفاعت کا حکم جاری ہو چکا تھا۔ لہٰذا حضرتؐ کی رہنمائی اور پند و نصیحت سے اس کو کچھ فائدہ نہ پہنچایا" (کشف المحجوب پہلا کشف الحجاب بعنوان تذکرہ کی معرفت میں)

[1] ۔ مشارق الانوار صفحہ ۔

Marfat.com

۵ رجب اہل بیت رسول یعنی ازواج النبیؐ کے متعلق آیت تطہیر نازل ہوئی تو بقول سبائیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ تقاضائے محبت اپنی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے علاوہ اپنے داماد سیدنا علیؓ اور اپنے دونوں نواسوں حضرات حسنینؓ کے متعلق دعا فرمائی کہ اللھم ھولاء اھل بیتی وخاصتی اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا[1]

"اے اللہ! یہ ہیں میرے اہل بیت اور خاص ان سے رجس کو دور کر اور ان کو پاک فرما"

۵۔ لیکن آپؐ کی اس دعا کے متعلق رب کائنات نے ہدایت فرمائی۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔

(الاحزاب: ۴۰)

"محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔"

---

[1] ترمذی ایسی ضعیف احادیث میں حدد اللہ جو تطہیر کے متعلق نازل فرمائی گئی تھیں اُن کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور خواہ مخواہ بیٹی، داماد اور نواسوں کو اہل بیت تطہیر بنایا گیا ہے (مؤلف)

[2] یہاں سب علیم وخبیر نے اس حقیقت کی وضاحت فرما دی کہ اے پیغمبرؐ میں بہتر جانتا ہوں کہ آپؐ کے اہل بیت کون ہیں۔ سیدہ فاطمہؓ مانا کہ آپؐ کے جگر کا ٹکڑا ہیں مگر وہ اب آپؐ کے اہل بیتؐ میں داخل نہیں جب بن بیاہی تھیں۔ آپؐ کے اہل بیت میں داخل ہیں

باقی ۲۱۷ پر

Marfat.com

۶ حضورؐ کی اولاد نرینہ تو فوت ہو چکی تھی اس لئے حضورؐ نے حضرت زیدؓ کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ آپؓ زیدؓ بن محمدؐ کہتے تھے۔ آپؐ کو سیدنا زیدؓ سے اتنی اُنسیت تھی کہ اُن کی شادی بھی اپنے خاندان کی ایک معزز خاتون سیدہ زینبؓ سے کرائی۔

۷ حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے اُن کی شادی کرا کر اپنے ارادہ کو ظاہر فرما دیا کہ آپؐ اُن کو بھی اہل بیتؓ میں شمار فرماتے تھے اور پھر صحابہؓ بھی تو حضرت زیدؓ کو "زیدؓ بن محمدؐ" کے نام سے پکارتے تھے ہر سکتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد لوگ حضرت زیدؓ کو بھی مقام نبوت سے دیتے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۵ :- غیر مگر جب سیدنا علیؓ کی بیٹی حیاتہ بن کر اُن کی ہمادر تعلیم میں داخل ہو گئیں اور اُن کی اولاد کی والدہ بن گئیں تو اب وہ اہل بیت سیدنا علیؓ میں داخل ہیں۔ باقی رہے آپؐ کے نواسے حضرات حسنینؓ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ آپؐ کے نواسے ہیں مگر بیٹے نہیں، کیونکہ آپؐ کی اولاد نرینہ کو تو میں نے زندہ رہنے ہی نہ رکھا کہ کہیں کل کو انہیں بھی نبی کا مقام نہ دے دیا جائے کیونکہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کی اہل بیتؓ تو صرف آپؐ کی مذکورہ ازواج مطہراتؓ ہیں جن کی عصمت و پاکیزگی اور رفعت و فضیلت کے لئے میں نے آپؐ سے آیت تطہیر کنندہ کے بعد حق طلاق و نکاح سلب کر لیئے ہیں اور خود اُن ازواج مطہراتؓ کو اُمت مسلمہ کی مائیں قرار دے کر خود ۔ ۔ ۔ ۔ اُن سے حق نکاح سلب کر لیا ہے تاکہ آپؐ اور آپؐ کے اہل بیتؓ کی تطہیر قیامت تک قائم و دائم رہے (مرتب)

Marfat.com

روایت ہے۔

عن عبداللہ بن عمرؓ ان زید بن حارثۃ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کنا ندعوہ الا زید بن محمد حتّٰی نزل القرآن ادعوھم لآبائھم ھو اقسط عند اللہ [1]

• حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم زید بن حارثہ کو جب تک کہ قرآن حکیم میں یہ حکم نازل ہوا۔ ادعوھم لآبائھم ھوا قسط عند اللہ " اور بخاری میں حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ :۔

ان من اعظم الفریٰ ان یدعی الرجل الی غیر ابیہ او یری

• لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آمنت صلمہ کی ہدایت کے لئے واللہ نے فرمایا

مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَکُمُ الّٰٓئِیْ تُظٰھِرُوْنَ مِنْھُنَّ اُمَّھٰتِکُمْ وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَکُمْ اَبْنَآءَکُمْ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاھِکُمْ وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ ، اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ ھُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَھُمْ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْکُمْ ط

(الاحزاب ۴ : ۵)

• اللہ نے کسی شخص کے لئے اس کے اندر دو دل نہیں بنائے اور نہ تمہاری بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں بنایا ہے اور نہ تمہارے لے پالکوں

[1] بخاری پارہ ۱۹ تفسیر سورہ احزاب

Marfat.com

عینیہ ما لم تریا اویقول علیٰ رسول اللہ ما لم یقل۔

"البتہ سب بہتانوں میں سے بڑا بہتان یہ ہے کہ مرد اپنے باپ کر چھوڑ کر اور سے رشتہ لگائے اور اپنی آنکھوں کو وہ دکھائے جو آنکھوں نے نہیں دیکھا یعنی جھوٹا خواب بنا کر کہے یا خدا کے پیغمبر پر کہے وہ بات جو پیغمبر نے نہیں کہی یعنی حضرت سے جھوٹی حدیث بنا کر کہے۔"

کو تمہارے بیٹے بنا لیا ہے یہ تمہاری اپنے منہ کی بات ہے اور اللہ سچ کہتا ہے اور وہی سیدھے رستہ پر چلاتا ہے انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب[2] کرو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے، پھر اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور تمہارے دوست ہیں"

---

[1] مشارق الانوار صفحہ ۵۳۴

[2] رب علیم و خبیر نے امت مسلمہ کو صراط المستقیم کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے واضح طور پر فرما دیا کہ ہر اولاد کو اس کے حقیقی باپ کی طرف منسوب کریں سیدنا زید بن حارثہؓ کو ان کے باپ کی طرف منسوب کریں وہ زید بن حارثہؓ کہلانے کے مستحق تو ہیں مگر زید بن محمدؐ کہلانے کے مستحق نہیں اور اسی طرح سیدنا حسن ابن علیؓ اور سیدنا حسین ابن علیؓ تو کہلائے جا سکتے ہیں لیکن یہ حضراتؓ ابن محمدؐ نہ کبھی کہلائے اور نہ کہلائے جانے کے مجاز ہیں۔

یہاں اس حقیقت کی وضاحت بھی فرما دی کہ جس طرح اللہ نے کسی شخص کے اندر دو دل پیدا نہیں کئے اسی طرح ایک بچے کے دو باپ نہیں ہو سکتے، بچہ تو

Marfat.com

۷۔ ابتدا میں سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ
سیدنا عمر فاروق رضؓ، سیدنا عثمان غنی رضؓ اور
سیدنا علی رضؓ اسد اللہ کے علاوہ خدا دے چند
اہل اسلام کے باقی مسلمان اکثر غرباء و
مساکین تھے جن میں سیدنا بلال رضؓ جیسی
مقتدر ہستیاں بھی شامل تھیں۔
مشرکین قریش جن کو اپنے حسب نسب
پر بڑا ناز تھا وہ یہ پسند نہیں کرتے تھے
کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں حاضر ہوں تو کوئی مسلمان غلام
اُن کے دوش بدوش بیٹھ ہو سکتا تھا کہ
حضورؐ تبلیغ دین کے لئے اُن کی دلجوئی فرماتے
مگر اسلام کا تو مقصد ہی حسب نسب کے

۷۔ ہو سکتا تھا کہ آپؐ مشرکین قریش کی دلجوئی
کے لئے ایسا ارادہ کرتے مگر رب کائنات نے
پیغمبر مساوات صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت
کرتے ہوئے فرمایا۔
وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ
بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ
وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ
مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ
مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ
الظّٰلِمِيْنَ ۝ (الانعام : ۵۲)
اور ان کو نہ نکال جو صبح شام اپنے رب کو
پکارتے ہیں، تجھ پر اُن کے اعمال و حساب
میں سے کچھ (ذمہ داری) نہیں اور نہ اُن پر

بقیہ صفحہ ۲۸۸ :۔ اسی باپ کی طرح منسوب کیا جائے گا جس کی پشت سے وہ پیدا ہوگا اور بیوی اسی کی اہل بیت کہلائے گی جس کی چادر تطہیر میں وہ نکاح سے پہلے تھی اور جس کی اولاد کی وہ ماں ہیں۔
قرآن حکیم کے ان حکیمانہ ارشادات کے بعد اگر نفس انسانی پر بغض و حسد کے پردے پڑے رہیں تو اس کو سمجھانا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ (مؤلف)

Marfat.com

بتوں کو ریزہ ریزہ کرکے مساوات قائم کرنا تھا۔

۸۔ جب فتوحات نے خاتم کیثرہ کی آمد شروع ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل بیتؓ رسولؐ نے بھی مال و متاع کا مطالبہ کیا۔ ہو سکتا تھا کہ آپؐ بحیثیت خاوند و کفیل ان کا مطالبہ مان لیتے۔ مگر رب کائنات نے آپؐ کو اس ارادہ سے باز رکھا۔ بلکہ آپؐ نے ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار کر لی جسے واقعہ ایلاء کہا جاتا ہے۔

تیرے اعمال و حساب میں سے کچھ ذمہ داری ہے کہ تو اُن کو (اپنی صحبت سے) نکال دے پس ظالموں میں سے ہو جائے۔

۸۔ ہو سکتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کی دلجوئی فرماتے مگر خداوند علیم خبیر نے آپؐ کو اس ارادہ سے باز رکھنے کیلئے ہدایت فرمائی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

(التحریم: ۱)

اے نبیؐ کیوں اُسے حرام کرتا ہے جو اللہ

اس حدیث سے ان روایات میں شہد کے حرام ہونے کا متعلق نہیں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں آئندہ شہد نہیں پیوں گا جبکہ خود قرآن حکیم شہد کی تعریف میں فرماتا ہے کہ فیہ شفاء للناس اس لئے قابل قبول نہیں مگر اپنی ازواج کو طلاق دینے کا حق تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا۔ ازواج مطہرات نے نان و نفقہ میں زیادتی چاہی تھی۔ مگر خدا اور رسولؐ کو پسند نہ تھا کہ یہ ازواج مطہرات فقر و فاقہ کی زندگی کو ترجیح دیں۔

Marfat.com

نے تیرے لیے حلال کیا ہے[1] تو اپنی بیبیوں کی رضا چاہتا ہے اور اللہ بخشنے رحم کرنے والا ہے"

۹۔ ابن جریر نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہمیں دو تو تھی ابن مکتومؓ کے بارے میں نازل ہوئی ۔ ۔ ۔

وہی پاکیزگی اختیار کرے یا نصیحت قبول
کرے تو نصیحت اُسے فائدہ دے جو پرواہ
نہیں کرتا تو اُس کی طرف تو متوجہ ہوتا ہے
اور تجھ پر کیا (الزام) ہے اگر وہ پاکیزگی
اختیار نہ کرے اور جو تیرے پاس دوڑتا آیا
اور وہ جو ڈرتا ہے تو اُس سے بے رُخی کرتا
ہے، یوں نہیں چاہیئے یہ تو بڑائی ہے۔"

پس ثابت ہوا کہ کسی پیغمبرؑ کے ارادے اور دُعا کو مشیت ایزدی میں قطعاً
بھی دخل نہیں بلکہ مشیت ایزدی اور اذنِ ربانی جب تک نہ ہو کسی پیغمبرؑ کی
دعا و شفاعت قبول نہیں کی جاتی بلکہ اس کے برعکس خود اُنہیں حدود اللہ کی
پابندی کی تلقین بڑے شد و مد سے کی جاتی ہے اور وہ صحابہؓ جو حدود اللہ کے
پابند ہوتے ہیں اُن کی عزت و تکریم نہ صرف خالق کائنات خود فرماتا ہے
بلکہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اُن کی عزت و تکریم کرنے کی ہدایت
فرماتا ہے۔ رب شرق و غرب آیت الکرسی میں بالوضاحت فرماتا ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا	"وہ کون ہے جو اس کے پاس سوائے اس کی
بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ	اجازت کے سفارش کرے وہ جانتا ہے جو کچھ
وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ	ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور
مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ	وہ اس کے علم میں سے کسی چیز پر احاطہ نہیں
وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ	کر سکتے سوائے اس کے جو وہ چاہے اس کا علم

Marfat.com

وَالْاَرْضَ ج (البقرۃ: ۲۵۵) آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت کے زمانہ میں فرمایا۔

"اے امت مسلمہ! حرام وحلال کی نسبت میری طرف نہ کی جائے۔ میں نے وہی چیز حلال کی ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کی ہے اور وہی حرام کی ہے جو خدا نے حرام کی ہے۔[1]"

اور سفارش وشفاعت کے متعلق خود اپنی لخت جگر سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور اپنی بزرگوار پھوپھی سیدہ صفیہؓ سے فرمایا۔

"اے پیغمبر خدا کی بیٹی فاطمہؓ! اور اے پیغمبر خدا کی پھوپھی صفیہؓ! خدا کے ہاں کے لئے کچھ کر لو۔ میں تمہیں خدا (کے عذاب) سے نہیں بچا سکتا۔[2]"

اور اُمت مسلمہ کو قبر پرستی اور نسب پرستی سے باز رکھتے ہوئے فرمایا۔

"یہود ونصاریٰ پر خدا کی لعنت، انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔[3]"

اور یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ پیغمبرؐ کوئی جائیداد اور میراث نہیں چھوڑتے آپؐ نے بیماری کی شدت میں بھی عملی ثبوت دیا تاکہ کل کو پیغمبرؐ کی میراث کے جھگڑوں میں اُمت مبتلا نہ ہو جائے۔ روایت ہے کہ:۔

---

[1] صحیح بخاری باب ذکر وفات النبی صلعم

[2] ایضاً

[3] ایضاً

Marfat.com

"اسی کرب اور بے چینی میں (حضورؐ) کو یاد آیا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس کچھ اشرفیاں رکھوائی تھیں، دریافت فرمایا کہ عائشہؓ وہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ محمدؐ خدا سے بدگمان ہو کر ملے گا۔ جاؤ ان کو خدا کی راہ میں خیرات کر دو[1]۔"

اس لئے پیغمبر کے صرف دعا کر دینے سے خود ہی کوئی نتیجہ مترتب کر لینا احکام خداوندی کے خلاف ہے بلکہ دیکھنا یہ چاہیئے کہ اگر پیغمبرؐ نے کسی تقاضے کے تحت دعا کرنے کی دی ہے تو رب العزت نے اس دعا پر نتیجہ کیا مرتب فرمایا اور اس کا کیا جواب قرآن حکیم میں دیا۔ اور آپ دعائے انبیاء اور مشیت ایزدی کو ملاحظہ کر چکے اور قرآن حکیم کا یہ دعویٰ ہے کہ۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ	ہم نے کتاب (قرآن مجید) میں کوئی چیز
ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ۔	بیان کرنے سے نہیں چھوڑی پھر تم اپنے
(الانعام : ۳۸)	رب کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔

اہل بیت لغوی

رب کائنات نے ازواج مطہراتؓ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو "امہات المومنینؓ" فرما کر اس حقیقت کا اعلان فرمایا کہ جس طرح ازواجؓ النبیؐ، اہل بیتؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے کل اُمت مسلمہ کی مائیں ہیں اسی طرح پیغمبر کائناتؐ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے اُمت مسلمہ کے باپ بھی ہیں اور یہ ساری اُمت ایک ہی خاندان ہے۔ روایت ہے

---

[1]: مسند ابن حنبل جلد ۶ ص ۴۹۔ ابن عساکر نیز، بوفات بروایت منفرد۔

Marfat.com

من ابوهريرة المومن للمؤمن
كالبنيان يشدّ بعضه بعضاً"
(متفق عليه)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا
ایک ایماندار دوسرے ایماندار کے لئے
ایسا ہے جیسے عمارت کی بنیاد کہ اس کا ایک حصہ
دوسرے کو مضبوط رکھتا ہے۔"

پھر فرمایا

عن النعمان بن بشير مثل المومنين
في توادّهم وتراحمهم كمثل
الجسد إذا اشتكى بعضه تداعى
سائره بالسهر والحمّى[1]
(مسلم)

نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے
فرمایا کہ ایمانداروں کی مثال آپس کی محبت
اور رحم میں بدن کی سی مثال ہے جب بدن
میں کسی حصہ کو تکلیف ہوتی ہے تو باقی تمام اعضاء
بدن بے چین ہو جاتے ہیں

بعض روایات میں ان الفاظ کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علیؓ و سیدہ فاطمۃ الزہراؓ و حضرات حسنینؓ تو کجا حضرت سلمان فارسیؓ جن کا خاندان سے دور کا بھی تعلق نہیں اہل بیت فرما دیا تھا حضرت سلمان فارسیؓ تو باب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کی چار دیواری کو بھی اہل بیت فرمایا تھا۔ (مرقات)

عن عبد الله بن ابي قتادة[2]
عن ابيه رواته قال سمعت

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہؓ اپنے
روایت کرتے ہیں اپنے والد سے انہوں نے

---

[1] مشارق الانوار صفحہ ۲۵۷ (ناشر)
[2] یہ حدیث میری کتاب اسلام اور سلمان فارسیؓ صفحہ ۱۰۲ (ناشر)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یقول السفر من اھل البیت[1]

لوگ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کو بھی اہل بیتؓ رسولؐ سمجھتے تھے۔ روایت ہے۔

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال
لی النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم
اذنک علیٰ ان ترفع الحجاب
وان تستمع سوادی حتیٰ
تنہاک[2]

کو کہتے سنا کہ نبی میرے اہل بیت میں
سے ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے اجازت
دیتا ہوں کہ سوانے کا پردہ اٹھاؤ اور
ہماری باتیں سنو یہاں تک کہ میں تجھے
منع کر دوں۔"

مزید روایت ہے

عن اسود بن یزید قال سمعت
ابا موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ
یقول قدمت انا واخی من الیمن
فلبثنا حینا ما نری الا ان
عبد اللہ بن مسعود رجل من
اھل بیت النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم
لما نری من دخولہ ودخول امہ

اسود بن یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوموسیٰ
اشعریؓ سے سنا کہ وہ کہتے تھے اور میرا
بھائی دونوں یمن سے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس آئے ہم دیر تک یہی سمجھتے رہے
کہ عبداللہ بن مسعودؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے اہل بیت میں سے کوئی فرد ہیں کیونکہ
وہ اور اُن کی والدہ برابر حضور صلی اللہ

---

[1] مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۰۹

[2] رواہ المسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب الاستیذان

Marfat.com

علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم [1]

علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے رہتے تھے "

پس اس لحاظ سے تمام اُمت مسلّمہ اہل بیت رسول ہے اور انبیاء علیہ السلام خود بھی اُمت کو اہل بیت ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ انجیل میں مذکور ہے۔

"جب وہ بھیڑ سے یہ کہہ ہی رہا تھا تو دیکھو اُس کی ماں اور بھائی باہر کھڑے تھے اور اُس (حضرت عیسیٰؑ) سے باتیں کرنا چاہتے تھے ۝ کسی نے اُس سے کہا دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے باتیں کرنی چاہتے ہیں ۝ اُس نے خبر دینے والے کے جواب میں کہا۔ کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی (یعنی اہل بیت) ؟ اور اپنے شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا۔ دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں ۝ کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے وہی میرا بھائی اور بہن اور ماں ہے[2]"

اس سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ سارا اُمت۔ روحانی طور پر اولاد انبیاء میں داخل ہے اور جو اللہ کی پیروی اور اعمال کی وجہ سے اہل بیت "رسول" میں داخل ہے۔

---

[1] بخاری پارہ ۴ کتاب المناقب

[2] یہاں مرضی کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی پیروی کرنا اور اس کے احکام کی تعمیل کرنا (مولف)

[3] : مرقس ۳ : ۳۱ - ۳۵ ۔ لوقا ۸ : ۱۹ - ۲۱

Marfat.com

مگر اہل بیت تطہیر صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمہات المومنینؓ ہیں جنہوں نے حدود تطہیر کی پابندی کی باقی تمام صحابہؓ اور اُمت مسلمہ، اہل بیت حسبیؓ و اہل بیت مدنیؓ اہل بیت لغوی ہیں اہل بیت قرآنی نہیں، مگر سبائی حضرات نے اہل بیت مدنیؓ و اہل بیت لغوی کو تو مقدم کر دیا مگر اہل بیت قرآنی کو مؤخر کر کے اُمت مسلمہ کو صراط المستقیم سے ہٹ کانے کی کوشش کی۔

حدود اللہ اور نظام کائنات

اگر انسان بہ نظر تحقیق نظام سماوی و نظام ارضی پر غور کرے تو اُسے معلوم ہوگا کہ یہ ہر دو نظام بھی حدود اللہ کے ماتحت چل رہے ہیں غلام محمد کہ یہ سب کائنات قائم ہے مگر کیا مجال کہ یہ ہر دو نظام حدود اللہ سے تجاوز کریں سورج اور چاند روزانہ اپنے وقت مقررہ پر طلوع و غروب ہوتے ہیں۔ دن رات اپنے وقت پر آتے جاتے ہیں۔ اور آسمان کے اندر گھومتے پھرتے ہیں کیا مجال جو ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ	تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان و زمین
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ	چھ دن میں بنائے پھر وہ عرش پر غالب
اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی	آیا وہ رات کو دن سے ڈھانک دیتا
الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ	دن جلد جلد رات کو ڈھونڈتا ہے اور
یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ	سورج اور چاند اور تارے اُس کے مسیع
وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ	فرمان ہیں، یاد رکھو پیدا کرنا اور حکم

Marfat.com

مُرِيْدُ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (الاعراف: ۵۴)

چلانا اُسی کا حق ہے۔ اللہ ہی وہ پاک ذات ہے جو تمام کائنات کا رب ہے۔"

اور اس نظامِ کائنات اور حدود اللہ کے متعلق مزید فرماتا ہے:

يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ط وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ط (فاطر: ۱۳)

"دن میں رات کو داخل کرتا ہے اور رات میں دن کو داخل کرتا ہے اور سورج اور چاند کو قابو کر رکھا ہے ہر ایک وقت مقررہ تک چلتا ہے یہ اللہ تمہارا رب ہے اُسی کی سلطنت ہے اور جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں۔"

جب تمام نظام ارض و سما میں حدود اللہ کار فرما ہیں تو انسانوں میں کیوں نہ ہوں۔ خود انسان کا جسمانی نظام بھی حدود اللہ کے ماتحت کام کر رہا ہے۔ آنکھ، کان، ناک، گلا، دل، جگر، پھیپھڑے، ہاتھ پاؤں، غرضیکہ ہر چیز حدود اللہ کے ماتحت ہے اور یہ جسم خود بخود پیدا نہیں ہو گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی پرورش کا سامان دیتے ہیں تو ہم فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا موت واقع ہو جاتی ہے

لہ اس آیت میں اُن مسلمانوں کے لئے ہدایت ہے جو خلافت سیاسی اور دنیاوی کے لئے جھگڑتے رہتے ہیں اور اُن مسلمانوں کے لئے بھی عبرت ہے جو اولیاء اللہ کو مافوق الفطرت اور مشکل کشا سمجھتے ہیں حالانکہ وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔

Marfat.com

دنیاوی نظام حکومت لیں، بادشاہ، صدر یا سربراہِ مملکت اپنے حقوق و حدود کے
پابند ہیں وزیر یا گورنر اپنے اپنے حدود و قیود کے پابند ہیں غرضیکہ صدر سے کر ایک چپراسی تک
سب حدود کے پابند ہیں اور جب کبھی اور جہاں کہیں ان حدود سے تجاوز ہوتا ہے اس
حکومت کے نظام میں خلل آجاتا ہے اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے ۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (الرعد، ۱۶)

"اور جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے برضا و رغبت یا بہ جبر اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہے یہاں تک اُن کے سائے بھی صبح شام اللہ کو سجدہ کرتے ہیں"

نظام شمسی پر تو آپ نے غور فرما کر اس حقیقت کو سمجھ لیا کہ سورج، چاند اور ان گنت ستارے، سیارے ایک دوسرے کے درجات و مقامات کو غصب کرنے کے خواہشمند نہیں اور نہ ہی کسی کے حدود میں داخل ہو کر مقررہ حدود اللہ سے تجاوز کر کے نظام شمسی کو تباہ و برباد کرتے ہیں۔ اسی لئے نظام سماوی میں سکون و اطمینان ہے ۔

اسی طرح نظام ارضی کا دار و مدار بھی حدود اللہ پر ہے، پہاڑ، دریا، چرند پرند یہاں تک ذرہ ذرہ حدود اللہ کی پیروی کر رہے ہیں اور انسان جس کو ربِ کائنات نے اشرف المخلوقات بنایا اور اسے حدود اللہ کا عامل و ناشر مقرر کیا تعجب یہ ہے کہ وہ حدود سے تجاوز کرتا ہے تو مصائب و آلام کا شکار ہوتا ہے ۔

جارحیت کا حدود سے تجاوز کرنا

ستمبر ۶۵ء کی جنگ جارحیت سے کون مسلمان بے خبر ہے اس جنگ کی وجہ جارحیت کا اپنی مقررہ حدود سے تجاوز کر کے حدود پاکستان میں داخل ہونا تھا اور ان حدود سے تجاوز کرنے کا جو خمیازہ اُسے بھگتنا پڑا۔ اس کی حقیقت سے

Marfat.com

عبارت د پاکستان کا بچہ بچہ واقف ہے اپنے اور اپنے مُلک کی حدود
کی حفاظت ہر مسلمان نے بغیر سنی شیعہ کے امتیاز کے کی اور اس کی حفاظت
کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہ کیا۔

دستور پاکستان اور حدود و قیود

دستور پاکستان بھی حدود و قیود کا نام ہے جن کی پابندی ہر پاکستانی کے لیے ضروری ہے اور جو کوئی ان حدود کی پابندی نہیں کرتا اس کے خلاف دستور پاکستان کی حدود و قیود کے تحت مقدمہ چلایا جاتا ہے۔ ان حدود کی پابندی سنی شیعہ سب پر فرض ہے۔ دستان حدود و قیود کی خلاف ورزی کرنے والا باغی اور غدار کہلانے کا مستحق ہے اور ان حدود و قیود سے بغاوت ملک کی تباہی و بربادی کا باعث ہے۔

ہفتہ ٹریفک اور حدود و قیود

آئے دن ہم اخبارات میں حادثات کی خبریں پڑھتے ہیں اور یہ بھی پڑھتے ہیں کہ یہ حادثات ٹریفک کی حدود کی خلاف ورزی کی وجہ سے پیش آتے ہیں ٹریفک کے حدود کی خلاف ورزی کئی جانوں کے نقصان اور کئی خاندانوں کی تباہی و بربادی کا موجب ہوتی ہے۔ ان حادثات کا شکار سنی شیعہ سب ہوتے ہیں اور ان کی خلاف ورزی کسی کی رعایت نہیں کرتی، سال میں کئی بار ٹریفک ہفتہ منایا جاتا ہے اور لوگوں کو حدود و ٹریفک کی پابندی کی تلقین کی جاتی ہے۔

تقریباً شہر کے ہر چوک میں سپاہی کھڑا اپنے اشاروں سے لوگوں

Marfat.com

کہ ٹریفک کی حدود و قیود کی تعمیل کراتا ہے، سنی شیعہ بلا تفریق وا
اس کے اشاروں کی تعمیل اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی اس
کے اشاروں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حدودِ ٹریفک کی خلاف ورز
کرتا ہے تو بلا امتیاز سنی شیعہ ان کا چالان ہو جاتا ہے اور اسے ان حدود
تجاوز کرنے کے خمیازہ میں جرمانہ کی سزا بھگتنا پڑتی ہے یا پھر اُسے کوئی
حادثہ پیش آجاتا ہے جو خود اس کی اپنی غلطی اور حدود سے تجاوز کا نتیجہ
ہوتا ہے۔

سپاہی کے علاوہ بعض جگہوں پر سرخ و سبز بتیاں نصب کی گئی ہیں جن
اشاروں پر لوگ حدود ٹریفک کی پیروی کرتے ہیں اور جانی و مالی حادثا
کے شکار ہونے سے محفوظ رہتے ہیں۔ اُمت مسلمہ ان سُرخ سبز بتیوں کے
اشاروں پر تو حدود و قیود ٹریفک و حکومت کی پابندی اپنا فرض سمجھتی
ہے مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ خداوند تعالےٰ نے قرآن پاک میں
جن حدود و قیود کی پابندی کو فرض قرار دیا ہے مسلمان اُنہیں سمجھنے کی کوشش
ہی نہیں کرتے بلکہ وہ اُمہات المومنینؓ جو اپنی حیاتِ طیبہ سے لے کر وفا
حضرت آیات تک حدود اللہ اور حدود تطہیر کی پابند ہیں اور جو مخاط
آیتِ تطہیر ہیں اُن کی حیاتِ مطہرہ پر غور کئے بغیر اُمتِ مسلمہ نے آیتِ
آیتِ تطہیر اور اہلِ بیتؑ رسولؐ سے خارج کرنے پر زور صرف کر دیا اور وہ با
جن کے متعلق نہ تو وہ حدودِ تطہیر تھیں نہ وہ آیتِ تطہیر کے مخاطب تھے اور
ہی انہوں نے حدود تطہیر کی پابندی کی اُن کو اہلِ بیتؑ رسولؐ میں داخل

Marfat.com

کرکے اُمت میں تفرقہ بپا کیا مگر جس طرح نظامِ شمسی میں اگر کوئی ستارہ حدود سے تجاوز کرے تو نظام شمسی کی تباہی کا موجب ہوگا۔ حکومت کی قائم کردہ حدود سے تجاوز ملک میں بغاوت وخونریزی کا باعث ہوگا۔ حدودِ ٹریفک کی خلاف ورزی کئی جانوں اور خاندانوں کی تباہی کا موجب ہوگی اسی طرح نظامِ رسالت کے قائم کردہ حدود اور اس کے پابندوں اُمہات المومنینؓ اور صحابہؓ کو اُن کے مقامات و درجات اور اُن حدود سے خارج یا تجاوز کرانے سے نظام رسالت درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔ دورِ راشدہ دورِ فتن بن جائے گا۔ اور اِن بزرگانِ دین کے درجات کو گھٹانے بڑھانے اور ایک دوسرے کو غاصب و مظلوم بنانے سے عبداللہ بن سبا یہودی اساس کی ذریت کا مقصد ہی نظام رسالتؐ کو درہم برہم کرنا اور مسلمانوں کو تفرقہ بازی کا شکار بنانا ہے اور اس کا خمیازہ ہم بھگت رہے ہیں۔ خدا ہم سب کو ایسے عقیدے، نظریئے اور تفرقے سے محفوظ رکھے۔

حدیث اصحابی کالنجوم

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کے متعلق فرمایا ہے کہ

"اصحابی کالنجوم" میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں جس طرح ستارے اپنے اپنے حدود میں پھر رہے ہیں میرے صحابی بھی خدا کی قائم کردہ حدود کے پابند ہیں اور جس طرح ستارے صدود اللہ سے تجاوز کرکے ایک دوسرے سے نہیں ٹکراتے اور جس طرح ہر ستارے کے لئے حدود اللہ مقرر ہیں اُسی طرح ہر صحابیؓ کے لئے حدود اللہ

Marfat.com

مقرر ہیں ۔ اور اُن حدود اللہ کی پابندی اُن پر فرض ہے ۔ جس طرح ہر ستارے کے خاص درجات ہیں اِسی طرح اِن صحابہؓ کے مخصوص درجات ہیں اور جب کبھی ہم اپنے جسم کے کسی عضو کو حدود اللہ سے تجاوز کرانے کا ارتکاب کرتے ہیں تو سارے جسم کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے ، اسی طرح ہم اپنی نفسانی خواہشات اور خود ساختہ روایات سے اُن حدود اللہ کو جن کے صحابہؓ پابند تھے اور پابند رہنے کی وجہ سے ان کا دور دورہ راشدہ کہلایا اگر کسی صحابیؓ کو اس کے لیئے مقرر کردہ حدود اور درجات سے نکال کر کسی دوسرے صحابیؓ سے متعلق مقرر کردہ حدود اور درجات میں داخل کریں گے تو سارا نظام نبوت ہی ہل جائے گا۔ اور یہی وجہ اسلام میں تفرقہ کی ہے یہ جس قدر فرقے ہیں یہ ہماری نفسانی خواہشات ہی کا نتیجہ ہیں ورنہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ، اس کا ایک خدا ، ایک رسول ، ایک دین ، ایک قرآن اور ایک نظام ہے ۔

حدیث الصحابی کا نجوم اور قطب نما

اسی حدیث سے استفادہ کرتے ہوئے مسلمان ماہرین نظام شمسی نے قطب نما ایجاد کی اور اس کی رہنمائی کا مدار بھی ستاروں کی سمت کو رکھا جو ہر مقام پر سیاحوں ، ملاحوں اور کوہ پیماؤں کی رہنمائی کرتی ہے اور سیدھا راستہ دکھاتی ہے ۔ اہل مغرب و مشرق سب اس سے استفادہ کرتے ہیں ۔ مسلمان سُنی و شیعہ بلا تخصیص اس بے جان آلے سے تو فائدہ حاصل کرتے لیکن استفادہ نہیں کرتے تو ان بے مثل ستاروں سے جنہوں نے

Marfat.com

تن، من دھن کی قربانیوں سے اسلام کو پروان چڑھایا، ہم تک پہنچایا اور حدود اللہ کی پیروی کرکے حیاتِ جاوداں حاصل کی اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے متعلق مزید وضاحت فرمائی۔

عن ابی بردۃؓ عن ابیہ قال رفع یعنی النبیؐ راسہ الی السماء و کان کثیرًا ما یرفع راسہ الی السماء فقال النجوم امنۃ للسماء فاذا ذھبت النجوم اتی السماء ما توعد و انا امنۃ لاصحابی فاذا ذھبت انا اتی اصحابی ما یوعدون و اصحابی امنۃ لامتی فاذا ذھب اصحابی اتی امتی ما یوعدون[1]

"حضرت ابی بردہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمایا کہ ستارے سبب امن کا ہیں آسمان کے لئے جب جاتے رہیں گے ستارے، آئے گی آسمان پر وہ چیز جس کا وہ وعدہ دیا گیا ہے اور میں سبب امن کا ہوں اپنے اصحابؓ کے لئے جب میں جاؤں گا اس عالم سے پہنچے گی میرے اصحابؓ کو وہ چیز جس کا وعدہ دیا گیا ہے ان کو اور میرے اصحابؓ باعث امن ہیں واسطے میری امت کے اور جب یہ جائیں گے اس عالم سے پہنچے گی میری اُمت کو وہ چیز کہ جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔"

اب اگر اُمت مسلمہ خود اہلِ بیتؓ رسولؐ یعنی امہات المومنینؓ کو

---

[1] مشکوٰۃ باب فضائل صحابہؓ اردو ترجمہ مظاہر الحق تتمہ ریاض مشکوٰۃ باب مناقب صحابہؓ صفحہ ۱۲۷

Marfat.com

اہل بیتؓ رسول ﷺ سے خاص تعلق اور اُن ازواج مطہراتؓ کے متعلق یہ گمان کرنا کہ وہ آپؐ کی گھر والیاں ہی نہ تھیں ترکیا اُمت مسلمہ نے قرآن حکیم کی اس آیت پر واقعی غور کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ان پر حق مادر کا کیا ہے؟

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ (احزاب: ۶)	"یہ مومن کہلانے والوں پر نبیؐ کا حق ان کی جانوں سے زیادہ ہے اور اسکی ازواجؓ تمہاری مائیں ہیں"

یہاں رب کائنات نے دو بھاری چیزیں اُمت مسلمہ کو وراثت میں دی ہیں، کتاب اللہ اور اہل بیتؓ رسولؐ جن میں علاوہ ازواج مطہراتؓ کے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس شامل ہیں اور اُن کے حقوق کی حفاظت کا ذمہ دار اُمت مسلمہ کو ٹھہرایا ہے۔

اور ذیل کی حدیث میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ اور اپنے اہل بیتؓ یعنی اُمہات المومنینؓ کے حقوق یاد دلا کر اُمت مسلمہ پر اُن حقوق کی حفاظت کی ذمہ داری ڈالی ہے۔ فرمایا:

وانا تارک فیکم الثقلین	میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں
اولھما کتاب اللہ فیہ الھدیٰ	چھوڑتا ہوں ایک کتاب اللہ جس کے
والنور فخذوا کتاب اللہ	اندر ہدایت اور نور ہے کتاب اللہ کو
واستمسکوا بہ واھل بیتی	مضبوطی سے پکڑو اور دوسری چیز
اذکرکم اللہ فی اھل بیتی	میرے اہل بیت (ازواج مطہراتؓ

Marfat.com

اہل بیتی۔ ۱؎

میں یہاں اپنے اہل بیتؓ کے بارے میں کچھ
خدا کو یاد دلانا چاہتا ہوں۔ ۲؎

حضور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ درحقیقت مذکورہ بالا آیت کی مکمل تفسیر ہیں۔ اس حدیث میں آپ نے کتاب اللہ کی سعادت کی پابندی کرنے والے اپنے اہل بیت کی اُمت مسلمہ کو ہدایت فرمائی ہے اور پھر اہل بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کے ارشادات کو یاد دلایا ہے کہ "ان کی اہانت میرے اہل بیتؓ جو تمام اُمت کی مائیں ہیں ان کے حقوق کو پامال ہونے دینا ان کو خدا کے بعد میں تمہارے سپرد کیے جا رہا ہوں۔ خداوند تعالیٰ نے خود ان کی تطہیر کو قائم و دائم رکھنے کے لئے مجھے حق طلاق و حق نکاح سلب کر لیے، انہیں بنص ان حدود و تطہیر کی پوری طرح پابندی کی اور انشاء اللہ آئندہ بھی پابند رہیں گی۔ اُمت مسلمہ کو ان کی تطہیر کو قائم و دائم رکھنے کے لئے جو حدود خدا نے ٹھہرایا ہے اُس کی پابندی تمام اُمت پر فرض ہے۔" اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیتؓ کی تطہیر کے حقوق کی وضاحت کرتے ہوئے اُمت مسلمہ کو متنبہ فرمایا۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا [illegible] اُمت مسلمہ [illegible]
رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا [illegible] [illegible]

۱؎ مسلم ۲؎ ان ارشادات کو اہل بیت رسول کے حق میں کتنا اہم سمجھا گیا
کہ خود اصل حوالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہی بنا لیا۔ (مولف)

Marfat.com

اَزْوَاجِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝

(الاحزاب : ۵۳)

اس کی بیبیوں سے اس کے بعد کبھی بھی تم نکاح کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بہت بڑی ہے۔"

ضرب المثل ہے کہ ماں کے پاؤں تلے جنت ہے اور ہم روزانہ اپنی اولاد کو بھی تلقین کرتے ہیں کہ دیکھو بیٹا اپنی ماں کی خدمت کرو اس کے پاؤں تلے تمہاری جنت ہے، لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ وہ مقدس مائیں جن کے متعلق رب کائنات نے فرمایا۔

يٰنِسَاۗءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاۗءِ ۔

"اے نبیؐ کی بیبیو! دنیا کی کوئی عورت بھی تم جیسی نہیں"

(الاحزاب : ۳۲)

ایسی نیک و مطہر مائیں اور اہل بیتؑ رسولؐ جن کی طہارت کی شہادت و تصدیق خدائے علیم و خبیر نے ذیل کے الفاظ میں فرمائی۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝

"اللہ مصمم ارادہ کر چکا ہے کہ تم سے اے نبیؐ کی گھر والیو ہر قسم کی ناپاکی کو دور کرے اور تمہیں پاک و صاف کر دے"

(الاحزاب : ۳۲)

ایسی نیک و پاک ماؤں کے سر سے چادر تطہیر اتار کر اُن کو اہل رسولؐ سے خارج کرنے کا ارتکاب کر کے کیا واقعی ہم خداوند حیّ و قیوم

Marfat.com

کے احکام کی پیروی، نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق اور آخری وصیت کی حفاظت اور اپنی ماؤں کے حقوق کی حفاظت کریں۔ جو خود خدا اور رسولؐ نے اُمت مسلمہ کے ذمہ ٹھہرائی تھی اپنے حق کو ادا کرتے ہیں یا کسی اور فعل کا ارتکاب کر رہے ہیں یہ فیصلہ امت مسلمہ خود کرے۔

حدود اللہ کے توڑنے کا نتیجہ

جس طرح نظام کائنات حدود اللہ کے ماتحت چل رہا ہے اور اُن حدود سے تجاوز کرنے کی کسی کو مجال نہیں، ان حدود کی پابندی ہی دین فطرت اور اسلام ہے کائنات کا ذرہ ذرہ مسلمان ہے اگر جس دن ان حدود کی پابندی رب کائنات حکم اُٹھالے گا قیامت بپا ہو جائیگی۔ سارا نظام کائنات درہم برہم ہو جائے گا اور رب کائنات اُمت مسلمہ کو ان حدود کی طرف متوجہ کرنے کے لئے بار بار نظام کائنات کی مثال دیتا ہے چاند کی یہ خواہش نہیں کہ وہ سورج بن جائے، زحل کی یہ خواہش نہیں کہ وہ مشتری بنے اور آسمان کی یہ خواہش نہیں کہ وہ زمین بن جائے اور اُن میں خواہش کا نہ ہونا ہی نظام کائنات میں سکون اور امن کا سرچشمہ ہیں لیکن اگر ان میں ایک دوسرے کے درجات حاصل کرنے کی ہوا و ہوس پیدا ہو جائے اور وہ اُن کے درجات و مقامات حاصل کرنے کے لئے اُنکی حدود میں داخل ہو کر حدود اللہ سے تجاوز کرنے کا ارتکاب کریں تو اس کا نتیجہ خود اُن کی تباہی و بربادی ہے۔

Marfat.com

یہی صفت صحابۂ کرام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کر دی تھی۔ ان کو نفسانی خواہشات کا تارک بنا دیا تھا۔ ان میں ایک دوسرے کی محبت کرنے کا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ وہ ایک دوسرے کے دلدادہ تھے جیسے قرآن حکیم نے فرمایا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ	"محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ	ان کے ساتھ ہیں، کافروں پر بہت
عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ	سخت مگر آپس میں نرم دل ہیں۔"

(الفتح: ۲۹)

اور جن انہوں نے تو اپنی زندگیاں خدا کی راہ میں وقف کر دی تھیں جس کا اعتراف خالق کون و مکان یوں فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	"اہل ایمان سے اُن کی جانیں اور مال اللہ نے
اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ	جنت کے عوض خرید لئے ہیں وہ اللہ کی
بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ	راہ میں لڑتے ہیں، پھر مارتے ہیں اور
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ	مرتے ہیں یہ سچا وعدہ ہے جو اللہ پر لازم
وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ	ہے اور تورات و انجیل اور قرآن میں لکھا
حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ	اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کا پورا کرنے
وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ	والا کون ہے سو اپنی بیع پر جو تم نے
مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ	اللہ سے کی ہے خوشی کرو اور یہ
الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ	بڑی مراد پانا ہے۔ یہ لوگ

Marfat.com

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞ اَلتَّآئِبُوْنَ
الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ
السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ
السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ
لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

(التوبۃ: ۱۱۲)

توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، تعریف کرنے والے
روزے رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے
نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے اور
اللہ کی حدوں کی نگہداشت کرنے والے، یہ ہیں وہ
جو بشارت سنتے ہیں

اور جس طرح "میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی سی ہے" کی حدیث ایک دوسرے معنی کے لحاظ سے صحیح ہے اسی طرح میرے صحابہ ہی کے حق میں یہ آیت بھی ہے جس طرح ستاروں میں ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود ہدایت کا نور ہے اسی طرح میرے صحابہ میں ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود اللہ کی رضا کا نور ہے۔

لفظ "مومنین" پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

Marfat.com

خیرالقرون قرنی ثم الذین
یلونھم ثم الذین یلونھم
ثم یفشو اقوامٌ تسبق
ایمانھم شھادۃ احدھم و
شھادتھم ایمانھم [1]

"سب سے بہتر زمانہ میرا ہے پھر ان کا جو میرے بعد ہوں گے پھر ان کا جو ان کے بعد ہوں گے۔"

پیغمبر خلیفۃ اللہ ہونے اور نبیؑ یا رسولؐ کے خلیفہ خلیفۃ الرسولؐ کہلائے۔ انبیاء کی خلافتِ راشدہ کا اختتام خاتم النبیینؐ پر ہوا۔ اور بقول مورخین خلافتِ رسولؐ کی خلافتِ راشدہ کا اختتام سیدنا علیؓ پر لفظ قرنی میں خلافت راشدہ کی پیش گوئی موجود ہے اور یہ دورِ راشدہ ایک ایسی مضبوط زنجیر ہے جس کی کڑیاں ایک دوسرے سے مضبوطی سے منسلک ہیں، ہر زنجیر کی کڑی کے آخری سرے سے دوسری کڑی کا سرا مل کر زنجیر بناتا ہے، اسی طرح خلافت راشدہ اور خلفائے راشدین کے متعلق لفظ "قرنی" میں پیشین گوئی موجود ہے بہ نظرِ تحقیق غور کریں کہ قرنی "قـ ـرـ ـنـ ـیؑ" کا مرکب ہے اور قرنی سے پیشتر حدیث رسولؐ کا پہلا لفظ قرن ہے جس کا آخری حرف ن ہے۔ اب اگر آپ دورِ راشدہ کی مضبوط زنجیر پر غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس حدیث میں واقعی

---

[1] صحیح بخاری بحوالہ ازالۃ الخلفاء حصہ دوم صفحہ ۱۶۲

Marfat.com

دوراشدہ کی پیشگوئی موجود ہے۔

جیسا کہ عرض کر چکا ہوں ایک زنجیر کی پہلی کڑی کے آخری سرے سے دوسری کڑی ملتی ہے اور پھر دوسری کڑی کے آخری سرے سے تیسری کڑی ملتی ہے اور اس طرح کڑیوں کے اجماع سے ایک مضبوط زنجیر بن جاتی ہے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ "قرون" کا آخری حرف "ن" ہے اور خاتم النبیین کا آخری حرف "ن" ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کے دورِ راشدہ کی آخری کڑی اور اس دورِ راشدہ کی زنجیر کی پہلی کڑی خاتم النبیینؐ ہیں اس کے بعد لفظ "قرنی" ہے جس کا پہلا حرف "ق" ہے اور "صدیقؓ" کا آخری حرف بھی "ق" ہے جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہے کہ دورِ راشدہ کا سرچشمہ "خاتم النبیین" ہیں اور پہلا خلیفہ "الصدیقؓ" ہیں اسی طرح قرنی کا دوسرا حرف "ر" ہے اور "عمرؓ" کا آخری حرف "ر" ہے اور آپؓ دوسرے خلیفہ راشد منتخب ہوئے، اسی طرح قرنی کا تیسرا حرف "ن" ہے اور عثمانؓ کا آخری حرف "ن" ہے لہٰذا تیسرے خلیفہ راشد منتخب ہوئے اور قرنی کا چوتھا حرف "ی" ہے اور "علیؓ" کا آخری حرف "ی" لہٰذا آپؓ چوتھے خلیفہ راشد منتخب ہوئے۔ اور جس دورِ راشدہ کی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم پیشگوئی فرما چکے تھے وہ کس طرح الٹ پلٹ ہو سکتا تھا، سورج تو مغرب سے طلوع ہو سکتا تھا مگر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو خداوند تعالیٰ

Marfat.com

چھوٹا قرار نہیں دے سکتا تھا۔

اور آج دور حاضرہ میں اسی طرح امن و سکون تھا جس طرح نظام شمسی میں ہمیں نظر آتا ہے کہ لاکھوں اور ان گنت تعداد میں ہونے کے باوجود یہ ستارے اپنے اپنے مقررہ حدود اللہ میں تو گھومتے ہیں مگر کسی دوسرے کے حدود میں داخل ہو کر ٹکراتے نہیں اور حدود اللہ کو درہم برہم کر کے نظام شمسی کو تباہ و برباد کرنے کا ارتکاب نہیں کرتے اس دور راشدہ میں حدود اللہ کی اسی طرح حفاظت کی گئی جس طرح نظام کائنات کا ذرہ ذرہ حدود اللہ کی حفاظت کر رہا ہے۔

اور اگر اُمت مسلمہ عبداللہ بن سبا یہودی کی پیروی و تقلید میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیوں سے انکار، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن رسول ﷺ کا اہل بیت رسول ﷺ سے اخراج اور واقعہ صبا اور بیاد تطہیر سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی تین صاحبزادیوں کا اخراج اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اخراج اور اولاد مسلمان فارسیہ[1] میں ادخال سیدہ شہربانو رضی اللہ عنہا سے پیدا ہونے والے ائمہ کا اندھا شروع کر دے اور اگر صدیق کو فاروق اور غنی و علی رضی اللہ عنہم کو اسد اللہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بنانا شروع کر دے تو انکار و ارتداد و اخراج سے نہ صرف ان بزرگان دین کی عزت و تطہیر کو غیر مطہر ثابت کیا جائے گا اور بقول سبائیہ اگر

---

[1] تفصیل کیلئے دیکھئے کتاب "اسلام، اہل فارس اور ملیان فارسیہ" ملاحظہ فرمائیں (مؤلف)

Marfat.com

خلفائے ثلاثہؓ کو غاصبان خلافت نبیؐ اور سیدنا علیؓ کو اصل قرآن منقل کرنے کی وجہ سے غاصب خلافت ربانی اور اس منقل صندوق کا وارث ان کی اولاد کو بنا کر آل سیدنا علیؓ کو غاصبان حقوق نسل آدم قرار دیا تو وہ حد درجہ اور زیادتی اسلام اور ہم [illegible] نہیں بلکہ اور اخلاقیات کی رو سے آئمہ [illegible] قرار پاتے ہیں۔

آئمہ اسلام کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ بنی نوع انسان کی [illegible] کے اور ان کے حقوق کو پامال کرنے والوں سے نبرد آزما ہوں۔ جو طریقہ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے سامنے آتا ہے اور جس کی تعلیم آئمہ اسلام میں سکون و اطمینان کی حکومت قائم و دائم رہے۔ ان کو خیرباد کہہ کر سب بنی نوع انسان کی عزت و حریت خطرہ میں ڈال کر ان کے مقابلہ میں مسلمان ان بنی نوع انسان کے متعلق [illegible] کر دے گا تو امت مسلمہ جو [illegible] ہو جائے گی۔

استدعا

[illegible] حقوق [illegible] دیا ہے اس میں بھی والدین کے حقوق کو [illegible] افضل قرار دیا ہے فرمایا:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ

[illegible] کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین

Marfat.com

إِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ

قرابتیوں[۲]، یتیموں[۳]، مسکینوں[۴]، قریبی ہمسایوں[۵]، اجنبی ہمسایوں[۶]، پاس بیٹھنے والوں[۷]، مسافروں[۸] اور نوکروں[۹] سے احسان و نیکی (اور ان کے حقوق کی حفاظت کرو) کرو۔"

(النساء : ۳۶)

قرآن حکیم میں بار بار تحفظ حقوق والدین کو مقدم ٹھہرایا گیا ہے لیکن سبائی حضرات نے قریبیوں[۲] اور اولاد کے حقوق کا تحفظ تو مقدم سمجھا مگر والدین[۱] کے حقوق کو پامال کرنے کا ارتکاب کیا۔

اُمتِ مسلمہ میں حفاظتِ حقوق کے لئے کئی ایک انجمنیں معرضِ وجود میں آئیں جیسے انجمن تحفظ حقوق اہل سنت والجماعت، انجمن تحفظ حقوق شیعہ وغیرہ۔ یہاں تک کہ جانوروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے انجمنیں اور محکمے قائم ہو گئے ہیں لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ابھی تک کوئی بھی انجمن تحفظِ حقوق النبیؐ و جمعیت تحفظِ تطہیر و ناموس و حقوقِ اُمہات المومنینؓ تشکیل نہیں ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ سبائی حضرات نے حقوق النبیؐ اور حقوق تطہیر و ناموسِ اُمہات النبیؐ کو پامال کرتے ہوئے اُنہیں خود ہی اہل بیتؓ رسولؐ سے خارج قرار دے دیا ہے حالانکہ ان ازواجؓ النبیؐ اور اُمہات المومنینؓ کو خود سب کائنات نے "اہل بیتؓ" رسولؐ کے لقب

Marfat.com

سے نوازا اور ان کے حقوق کی حفاظت کا ذمہ دار پوری اُمت مسلمہ کو ٹھہرایا ہے

پس اُمت مسلمہ کے ہر خلیفہ، بادشاہ اور صدر سے لے کر ایک چپراسی تو کیا ایک ادنیٰ سے فقیر کا بھی یہ فرض تھا اور فرض ہے کہ احکام ربانی کی تعمیل میں تحفظِ تطہیر و ناموس و حقوق امہات المومنینؓ کو فرض سمجھے اور ان کے حقوق کی حفاظت کر کے سعادت دارین حاصل کرے، انہیں حقوق کی حفاظت کی ذمہ داری اُمت مسلمہ کے ایک ایک فرد پر ڈالتے ہوئے خالقِ کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ط

(الاحزاب : ۶)

"اے مومن کہلانیوالو! تم پر تمہاری اپنی جانوں سے بھی زیادہ نبیؐ کا حق ہے اور یاد رکھو اُن کی ازواجؓ تمہاری مائیں ہیں۔ (یعنی والدین کے حقوق کا تحفظ تمہارا فرض اولین ہے)

Marfat.com

ماخذ

۱۔ کتاب اللہ

۲۔ احادیث (بخاری، مسلم، ترمذی
بیہقی، ابوداؤد، نسائی و
مشکوٰۃ وغیرہ)

۳۔ احسن الہدایا۔ مترجمہ مولوی نذیر احسن نیشاپوری

۴۔ استیعاب۔ ابن عبدالبر

۵۔ البیان والتبیین۔ الجاحظ

۶۔ اسد الغابہ۔ ابن الاثیر الجزری

۷۔ اشعۃ اللمعات۔ مترجمہ مولینا عبدالحق محدث دہلوی

۸۔ ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

۹۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ
ابن حجر العسقلانی

۱۰۔ الامامۃ والسیاسۃ۔ ابومحمد عبداللہ
بن مسلم بن قتیبہ الدینوری۔

۱۱۔ اثبات الوصیۃ۔ علامہ مولینا محمد یاسین

۱۲۔ ابن اثیر

۱۳۔ ابن عساکر

۱۴۔ ابن خلدون (تاریخ حصہ سوم ابن خلدون)

۱۵۔ اسلام، اہل فارس اور سلمان فارسی۔ محمد سلطان نقاش

۱۶۔ مقدمہ ابن خلدون

۱۷۔ اعلام الاسلام۔ طٰہٰ الحاج حسن ابراہیم حسن
پروفیسر تاریخ (قاہرہ)

۱۸۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹینکا۔

۱۹۔ الفاروق۔ مولینا شبلی نعمانی

۲۰۔ لسان الفقہ۔ ابواللیث سمرقندی

۲۱۔ بیان القرآن۔ مولینا محمد علی

۲۲۔ بحار الانوار۔ ملا محمد باقر مجلسی

۲۳۔ بھائی بھائی۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔

۲۴۔ بیان۔ ابوجعفر محمد بن حسن بن علی القادسی

۲۵۔ تفسیر عبدہٗ (بیان) مولینا مولوی سید غلام علی

۲۶۔ تفسیر صافی۔ علامہ محسن کاشی

۲۷۔ تحفۃ العوام (مسئلہ السبابین) السید حیدر جردی
الطباطبائی والسید علی نقی۔

Marfat.com

۲۸۔ تفسیر حقانی البرہان فی تاویل القرآن
مولینا حکیم سید محمد حسن

۲۹۔ تشریحات قرآنی مولینا امیر الشہید محمد دین

۳۰۔ تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن
ابی الطیب صدیق بن حسن۔

۳۱۔ تفسیر مجیادی۔ محمد بن احمد

۳۲۔ تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس

ابی طاہر محمد بن یعقوب صاحب القاموس

۳۴۔ تفسیر معالم التنزیل۔ امام بغوی

۳۵۔ تفسیر القرآن (مقدس) مولینا مرزا حیرت دہلوی

۳۶۔ تفسیر حسنی۔ امام حسن عسکری

۳۷۔ تفسیر القرآن۔

۳۸۔ تفسیر الہندیہ فی الحدیث مولینا عبید اللہ سندھی

۳۹۔ تفسیر قرآن مولینا سید احمد حسن امروہی

۴۰۔ ترجمان القرآن از ابو سید محمد حسن

۴۱۔ تہذیب التہذیب۔ حافظ ابن حجر

۴۲۔ تجلیات الہیہ از خواجہ حسن نظامی

۴۳۔ تاریخ ابن خلدون۔ عبد الرحمن

۴۴۔ تاریخ کامل۔ ابن اثیر

۴۳۔ تذکرہ سید نا حضرت علی المرتضیٰ
مرتبہ حضرت شیخ الہند مولینا محمود حسن

۴۴۔ حق الیقین۔ مولانا

۴۵۔ حیاۃ الصحابہ۔ مولانا یوسف

۴۶۔ خلفائے راشدین۔ مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی

۴۷۔ خلفائے راشدین۔ مولانا جلال الدین سیوطی

۴۸۔ خاتون جنت۔ ملک محمد دین۔

۴۹۔ در منثور۔ جلال الدین سیوطی

۵۰۔ رسالہ فی الاستعاذہ۔ شیخ محمد بن

۵۱۔ رد بدعت۔ سید محمد نعمان

۵۲۔ روح المعانی۔ علامہ آلوسی بغدادی

۵۳۔ حجج الکرامہ فی آثار القیامہ۔ صدیق حسن

۵۴۔ روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات

۵۵۔ سیرت النبی۔ علامہ شبلی نعمانی

۵۶۔ سیرت النبی۔ سید سلیمان ندوی

۵۷۔ سیر الصحابہ۔ مفتی محمد شفیع صاحب

۵۸۔ سیرت مصطفیٰ۔ ادریس کاندھلوی

۵۹۔ سیرت ابن ہشام۔ عبد الملک

۶۰۔ شمائل ترمذی۔ امام ترمذی

۶۱۔ شرح العقائد۔ سعد الدین تفتازانی

۶۲۔ شرح مسند ابی حنیفہ۔ ملا علی قاری

۶۳۔ شرح مسند ابی حنیفہ۔ ملا علی قاری

۶۴۔ شرح مسند ابی حنیفہ۔ ملا علی قاری

۶۵۔ شرح مسند ابی حنیفہ۔ ملا علی قاری

۶۶۔ شرح مسند ابی حنیفہ۔ ملا علی قاری

۶۷۔ شرح مسند ابی حنیفہ۔ ملا علی قاری

۶۸۔ شرح مسند ابی حنیفہ۔ ملا علی قاری

۶۹۔ شرح مسند ابی حنیفہ۔ ملا علی قاری

۷۰۔ شرح مسند ابی حنیفہ۔ ملا علی قاری

۷۱۔ شرح مسند ابی حنیفہ۔ ملا علی قاری

۷۲۔ شرح مسند ابی حنیفہ۔ ملا علی قاری

۷۳۔ شرح مسند ابی حنیفہ۔ ملا علی قاری

Marfat.com

۶۱۔ شیعہ بچوں کی نماز ۔ فرمان علی

۶۲۔ صواعق محرقہ ۔ امام ابن حجر مکی

۶۳۔ صحابیاتؓ، مولینا نیاز محمد خان فتحپوری

۶۴۔ طبری ۔ محمد بن جریر الطبری

۶۵۔ طبقات ۔ ابن سعد ۔

۶۶۔ فتح الباری شرح بخاری ۔
حافظ ابن حجر عسقلانی

۶۷۔ فروغ کافی کلینی

۶۸۔ قاطع اللائف، قاضی محمد یوسف

۶۹۔ قصیدۃ الصداقۃ العظمیٰ، مولینا تمنائی

۷۰۔ قوانین الاصول ۔ علامہ مرزا ابوالقاسم

۷۱۔ قصاص سیدنا عثمانؓ و تکمیل بیعت رضوان
محمد سلطان نظامی

۷۲۔ کنز الآثار

۷۳۔ کوکب دری شرح ترمذی
سید محمد صالح کشفی ترمذی

۷۴۔ کشف المحجوب ، علی ہجویریؒ (داتا گنج بخشؒ)

۷۵۔ لوقا (انجیل)

۷۶۔ لسان العرب

۷۷۔ مرقس (انجیل)

۷۸۔ مدارج النبوۃ

۷۹۔ مواعظ تحریف القرآن ۔ سید علی المحائری

۸۰۔ موضوعات کبیر ۔ ملا علی قاری

۸۱۔ مستدرک ۔ حاکم نیشاپوری

۸۲۔ منہاج السنۃ ، امام ابن تیمیہؒ

۸۳۔ مسند ۔ امام احمد حنبلؒ

۸۴۔ مظاہر الحق ترجمہ مشکوٰۃ ۔ محمد قطب الدین

۸۵۔ مشارق الانوار ۔ امام رضی الدین حسن صنعا

۸۶۔ مشاہیر اسلام ۔ خواجہ عباد اللہ اختر

۸۷۔ مروج الذہب ۔ مسعودی

۸۸۔ مجمع البیان ۔ شیخ ابو علی طبرسی

۸۹۔ مذاہب اسلامیہ، خواجہ عباد اللہ اختر

۹۰۔ منہج البلاغہ ۔ مترجمہ رئیس احمد ،
حجۃ الاسلام ۔ مفتی جعفر حسین

۹۱۔ نصیحۃ الشیعہ ۔ مولینا احتشام الحق

۹۲۔ وفیات الاعیان ۔ ابن خلکان

۹۳۔ ہسٹری آف سیراسنز (انگلش
سید امیر علی

Marfat.com